سلسلہ تصوف نمبر ۶۰

اردو ترجمہ کتاب

سر العارفین

یعنی

حالات مشائخ چشتیہ

تصنیف لطیف

قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین تادیب شیخ و شاب ناطق بالحق والصواب
مقبول بارگاہ رب الودود حضرت شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری چشتی
رحمۃ اللہ علیہ

رجے

اللہ والے کی قومی دکان

مالک حنیف الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب

کوچہ ککے زئیاں۔ بازار کشمیری لاہور

نے بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت کے ساتھ چھپوائی

Rs 12/-

سلسلہ تصوف نمبر ۶۰

اُردو ترجمہ کتاب

سِرُّ العَارِفِین

یعنی

حالات مشائخ چشتیہ

تصنیف لطیف

قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین ہادیٔ شیخ و شاب ناطق بالحق والصواب
مقبول بارگاہ رب الودود حضرت شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری چشتی
رحمۃ اللہ علیہ

ناشران

اللہ والے کی قومی دکان

مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں بازار کشمیری

لاہور

قیمت بارہ روپے

بار دوم

فہرست مضامین

کتاب حالات مشائخ چشتیا یعنی سر العارفین چشت اہل بہشت

اردو ترجمہ کتاب

سرّ العارفین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ اجمعین ٭

امابعد بندہ کمترین فقیر حقیر محمد محمود ناگوری پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید یوں عرض پرداز ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے پیر کی زبانی سنا اسے جان و دل سے سمجھ کر ایک ایک کرکے کاغذ پر لکھتا گیا۔ اور انہیں اس کتاب میں جمع کیا تاکہ اس کے پڑھنے سے سالکان طریقت کو نور کی ترقی اور لطف حاصل ہو۔ اور اس کتاب مطہر کا نام سرّ العارفین رکھ کر دعا پر خاتمہ کیا۔ باللہ التوفیق علیہ التکلان ٭

ذکر در نعت و بزرگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر سارے دریا سیاہی ہو جائیں اور جہان بھر کے درخت قلم بن جائیں۔ اور تمام مخلوقات اور فرشتے لکھنے لگیں تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا ایک شمہ نہ لکھ سکیں۔ اس واسطے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کا نور ہیں۔ جیسا کہ خود آنسرور کائنات صلعم نے فرمایا ہے

انا من نور اللہ والمومنین من نوری "یعنی اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آسمانی ستارے چاند سے نور حاصل کرتے ہیں اور چاند سورج سے اور سورج عرش سے اور عرش نور محمدؐ سے منور ہے۔ اور نور محمدؐ نور الٰہی ہے۔ مکہ میں ہے دنیا۔ آخرت عرش کرسی لوح اور قلم منور ہیں۔ اور دیندار علما اور محرم اسرار عارفوں کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ کوئی مخلوق محمدؐ سے بزرگ نہیں۔ محمدؐ حبیب خدا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کرتا۔ تو فلک فرشتے اور جہان کو پیدا نہ کرتا۔ اور اپنی خدائی چھپائے رکھتا۔ اور اپنے تئیں ظاہر نہ کرتا۔ اور خدا کے سوا اور کوئی نہ ہوتا۔ محمدؐ کی دوستی سے اس نے اپنی خدائی اور ربوبیت ظاہر کی۔ اور ملک ملکوت اور جبروت کے عالم پیدا کئے۔ اور آدمیوں پریوں اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات کو پیدا کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "لولاک لما خلقت الافلاک وما اظہرت الربوبیۃ" یعنی اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ربوبیت ظاہر کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے۔ اور محمدؐ خدا کا دوست ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدا کا بھی دوست ہو جاتا ہے۔ واللہ ولی المومنین۔ ان مخزن کو واضح کرتا ہے ٭

اور بعض کی یہ رائے ہے کہ محمدؐ کی بزرگی اور احتشام سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ فرشتے اور انبیاء اور اولیاء اس معرفت کے مطابق کہ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی اور قدر جانتے پہچانتے ہیں۔ اور پہلے تمام انبیاء کی یہ خواہش رہی کہ ہم کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو جائیں ٭

نقل ہے کہ جب آدم صفی صلوات اللہ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور اس میں روح پھونکی۔ تو روح آدم علیہ السلام کے وجود میں داخل نہیں ہوتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے نور محمدیؐ کی شعاعیں آدم علیہ السلام کے وجود میں پیدا کیں تو روح دیوانے عاشق کی طرح ہو گئی۔ اور فوراً وجود میں آ گئی۔ اور قرار پکڑ گئی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ٭

نقل۔ جب آدم علیہ السلام بہشت میں گئے تو عرش کے ایک پہلو پر کلمہ مجید لکھا ہوا دیکھا۔ اور یہی پہلی چیز ہے۔ جو عرش پر لکھی گئی ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا

حبیب ہے اور ہم اس کے دوستدار ہیں جو محمدؐ کا دوستدار ہے اور اس کے ہم دشمن ہیں جو محمدؐ کا دشمن ہے تو آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ اے پروردگار! محمدؐ کہاں ہے؟ حکم ہوا کہ محمدؐ تیرا ایک فرزند ہوگا۔ یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام خوش ہوئے اور مسکرائے اور اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا میں دنیا میں اسے دیکھوں گا۔ حکم ہوا کہ محمدؐ پیغمبر آخر الزمان ہوگا۔ تو اسے دنیا میں نہیں دیکھ سکے گا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار! مجھے محمدؐ کے دیدار کا بڑا اشتیاق ہے مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ صبر کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کی صورت ابہام انگشت (انگوٹھا) کے ناخن پر ظاہر کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ۔ آدم صفی اللہ نے جب محمدؐ کی صورت پاک دیکھی تو تعظیم اور تکریم سے دونوں اپنے انگشت کو چوم کر آنکھوں پر ملا اور فرمایا "قرۃ عینی بک یا رسول اللہ" یعنی اے رسول اللہ تجھ سے میری آنکھوں نے ٹھنڈک پائی ہے۔ حکم الٰہی ہوا کہ اے آدم علیہ السلام تو نے محمدؐ کی تعظیم کی ہے اور اس کے نام کو آنکھوں پر ملا ہے۔ ہم تیری آنکھوں کو دکھ درد سے محفوظ رکھیں گے۔ جو شخص محمدؐ کا نام سنے یا پڑھے اور دونوں انگشت (انگوٹھے) چوم کر اپنی آنکھوں پر ملے تو انہیں کبھی درد نہیں کریں گی۔ اور مرتے دم تک کبھی اندھا نہیں ہوگا ٭

نقل ہے کہ جب آدم صفی اللہ بہشت میں آئے تو حکم ہوا۔ کہ "ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین" یعنی اے آدم تو اس گیہوں کے درخت کے نزدیک نہ جانا۔ یعنی اسے نہ کھانا۔ اور اگر تو اس درخت کے پاس جائے گا تو تو ظالم ہوگا۔ مختصر یہ کہ آدم علیہ السلام اس قصور کے باعث بہشت سے باہر نکالے گئے۔ کہ بہشت نافرمانی کا مقام نہیں آدم اور حوا علیہا السلام دنیا میں پانچسو سال تک روتے رہے اور بیقرار رہے۔ اور ایک روایت کے مطابق تین سو سال اور ایک روایت کے مطابق دو سو سال۔ آدمؑ حوا کو بھول گیا اور حوا آدم کو بھول گئیں۔ اور آدم علیہ السلام یہ کہتا تھا کہ۔ "ربنا ظلمنا انفسنا" یعنی اے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو الہام کیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ السلام کا وسیلہ لاؤ ہم تمہاری توبہ قبول کر لیں گے۔ آدم اپنی جگہ اور حوا اپنی جگہ آہ و زاری کرتے ہوئے سجدہ میں گئے اور بڑی عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! اپنے حبیبؐ کی عظمت کی حرمت کے صدقے ہماری توبہ قبول کر۔ ابھی دوسری مرتبہ محمدؐ کا نام نہیں لے پائے تھے۔ کہ آواز آئی

"اے آدم! اور اے حوّا! تم دونوں ہمارے حبیب کا وسیلہ لائے سو ہم تمہاری توبہ قبول کرتے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام نے سر سجدہ سے اٹھایا تو دیکھا کہ جبرائیل امین بہشتی لباس لے کر آدم علیہ السلام کے قریب کھڑا ہوا ہے۔ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو کہا۔ کہ مرحبا مرحبا! اے آدم اللہ تعالےٰ نے تیری اور حوّا کی توبہ قبول کرلی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اے آدم اور حوّا! تم میری پانسو سال تک میری بارگاہ میں آہ و زاری کرتے رہے۔ اگر اس عرصے میں ایک دفعہ بھی محمد کے نام کی سفارش کرتے تو میں اسی وقت تمہاری توبہ قبول کرلیتا۔ اے آدم میں نے جو تجھے پیدا کیا ہے۔ تو محمد کی دوستی کی خاطر پیدا کیا۔ جو شخص صدق دل سے محمد کو یاد کرے اور دوست رکھے۔ خواہ وہ کوئی ہو میں اسے ضرور بخش دوں گا۔ محمد تمام انبیاء کے سردار اور تمام اولیاء، انبیاء، اصفیاء، اتقیاء، زہاد اور عباد کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ قیامت کے دن آفتاب کی گرمی میں ہوں گے۔ آج کل تو سورج چوتھے آسمان پر دنیا کی طرف پیٹھ کر کے چمکتا ہے۔ اور آسمان اور زمین پانسو سال کی راہ کے برابر فاصلہ ہے۔ اور اس کی گرمی کا اثر زمین پر پڑتا ہے۔ کہ اسے برداشت نہیں کرسکتے۔ قیامت کے دن یہی سورج ایک نیزے کے فاصلے پر ہوگا۔ اور اس کی حرارت سے آدمیوں کے مغز اس طرح نکلنے لگیں گے جیسا کہ دیگ میں دانے جس کے نیچے آگ جل رہی ہو۔ اور وہاں پر اہل عرصات میں شور اٹھے گا۔ آدم صفی اللہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔ کہ اے پروردگار! میں اپنے فرزندوں کو نہیں چاہتا۔ تو مجھے اس بلا سے نجات دے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی عرض کریں گے کہ اے پروردگار! میں اپنی امت کو طلب نہیں کرتا تو مجھے اس مصیبت سے نجات دے۔ یوسف علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے بار خدایا! میں اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو نہیں چاہتا تو مجھے اس بلا سے نجات دے۔ اور یعقوب علیہ السلام جو یوسف علیہ السلام کے عاشق تھے۔ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! میں یوسف علیہ السلام کو طلب نہیں کرتا۔ تو مجھے اس بلا سے خلاصی دے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! میں مریم کو نہیں چاہتا تو اس بلا سے میری جان بچا۔ تمام انبیاء اور اولیاء نفسی نفسی کہیں گے اور خدا سے اپنی جان کی خلاصی طلب کریں گے۔ لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عرش کے سائے میں کھڑے ہو کر فرمائیں گے۔ "امتی امتی! امتی لا امتی!" یعنی اے پروردگار میری امت کو بخش اور اس بلا سے اسے نجات دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سب

گنہگار رہا ہوں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت اس بلا سے نجات پائے گی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بزرگی تقریر اور تحریر میں نہیں سما سکتی۔ لیکن مختصر طور پر چند ایک باتیں صادق مریدوں اور موافق محبوں کے اعتقاد کے لئے لکھی گئی ہیں۔ تاکہ وہ ان پر کاربند ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مطلوب کو پہنچ جائیں اور خوش ہو جائیں۔ ❖

اے بھائی! محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم امین کہتے۔ کبھی آپ نے نہ لڑکپن میں نہ جوانی میں جھوٹ بولا۔ اور کسی کے اسباب میں خیانت نہ کی۔ اور نہ غیبت کی۔ اور نہ کھیل کود کو عزیز جانا۔ لڑکپن میں جب تک آپ نابالغ رہے آپ کی ہمت یہی رہی کہ خدا کو سجدہ کریں اور خدا کو دوست رکھیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار بت پرستی کرتے تو آپ فرماتے "ھذہ باطل لا الٰھین الّا اللہ" یعنی یہ بت جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ باطل ہیں۔ میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کی پرستش نہیں کرتا۔ لڑکے آپ کو کہا کرتے تھے کہ اے محمد! تیرا خدا کون ہے؟ اور کہاں ہے؟ تو آپ فرماتے میرا خدا وہ ہے۔ جو زمین آسمان سورج چاند اور ستاروں اور تمام جن و انسان اور مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔ لڑکے پوچھتے کہ اے محمد! تو نے کبھی اپنے خدا کو دیکھا ہے جو تو اس پر اعتقاد کرتا ہے۔ تو آپ فرماتے کہ اتنے پیغمبر اور رسل جو گذر چکے ہیں کسی نے خدا کو نہیں دیکھا۔ لیکن اس کی قدرت کے آثار مشاہدہ کئے گئے ہیں۔ کہ کوئی چیز اللہ تعالےٰ کے پیدا کرنے کے بغیر موجود نہیں ہوئی۔ اور نہیں ہوتی۔ پس وہی پیدا کرنے والا ہے۔ اور ہر شے اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس کا کوئی مثل ہے۔ اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ لڑکے آپ کے معتقد اور غلام ہو گئے۔ اور آپ کی خدمت میں رہا کرتے۔ اور آپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین پر کاربند رہے۔ جب آپ بارہ سال کے ہوئے۔ تو آپ روزہ رکھا کرتے اور عبادت تمام کیا کرتے اور یاد الٰہی بہت کیا کرتے۔ اللہ تعالےٰ کے خوف سے بہت رویا کرتے۔ چنانچہ بی بی حلیمہ آپ کی دایہ کہتی ہیں کہ جب محمد اپنے گھر میں نماز ادا کرتے تو جو آپ کو اس حالت میں دیکھتا۔ وہ یہی خیال کرتا کہ آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے۔ اور آپ کو نماز میں حضوری اس قسم کی حاصل تھی۔ کہ اگر کوئی آپ کو ڈھیلے اور

سمجھ ہارتا تو آپ کو خبر نہ ہوتی ۔

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلقت میں مشہور ہوئے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی بندگی کا بہت شوق ہے۔ اور آپ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات کو جاگ کر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ اور کبھی خلقت سے جھوٹ نہیں بولا۔ ہر ایک کو آپ سلام کرتے اور ہر ایک کی ملاقات کے لئے قیام کرتے۔ تو ایک عابد نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت اپنی کتاب میں سے دیکھی۔ اور اس کا مقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سے کیا۔ اور اس نے لات وعزا کے سر کی قسم کھا کر کہا۔ کہ محمدؐ پیغمبر آخر الزمان یہی ہے کیونکہ میں نے اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف لکھے دیکھے ہیں۔ اگر وہی وصف محمدؐ ابن عبد اللہ میں پائے جائیں۔ تو میں ایمان لے آؤں گا۔ اور وہ وصف یہ ہے کہ جب محمدؐ نماز میں کھڑے ہوں تو آپ کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ خواہ ان پر چیتا یا شیر ہی حملہ آور کیوں نہ ہو۔ اور کوئی درندہ آپ کو نہیں کاٹے گا۔ اس عارف کو شیر تسخیر کرنے آتے تھے۔ اس کے کہنے سے شیر اور چیتے حاضر ہو جاتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ دیو ہی شیر اور چیتے کی صورت میں حاضر ہو جاتے تھے۔ اور وہ عارف شیر اور چیتے لوگوں کو دکھاتا تھا۔ مختصر یہ کہ اس عارف نے لوگوں کو کہا کہ میں شیر دل کو حاضر کرتا ہوں۔ اور تم آگ جلاؤ۔ اور جب محمدؐ ابن عبد اللہ نماز میں مشغول ہو تو ہم یہ آگ اوپر سے اس کے بدن پر ڈال دیں گے اور شیر دل اور چیتوں کو اس کے سامنے ڈال دیں گے۔ اگر محمدؐ ان کے دیکھنے سے نہ ڈرا اور آگ بھی سرد ہو گئی۔ تو یقینی جاننا کہ محمدؐ بن عبد اللہ پیغمبر آخر الزمان ہے۔ مختصر یہ کہ ایک روز حلیمہ گھر نہ تھی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا نماز میں مشغول تھے۔ عارف نے ویسا ہی کیا۔ کہ شیروں کو آپ کے سامنے بھیجا۔ جس وقت شیر دل نے آپ کا جمال دیکھا۔ تو سر زمین پر رکھ دیا۔ اور دیر تک سجدے میں رہے۔ وہ عارف اور چند آدمیوں کے ہمراہ آیا۔ دیکھا تو شیر زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں۔ جو آگ ہمراہ لے گئے تھے۔ جب عارف کے کہنے پر آپ کے مبارک بدن پر ڈالنی چاہی۔ تو آپ کے نزدیک جا کر آگ سرد ہو گئی۔ اس عارف نے کہا۔ پھر آگ گرم کرو۔ پھر جب آپ کے پاس پہنچے۔ تو آگ بجھ گئی۔ اس عارف نے کہا۔ کہ ابراہیم کی قسم یہ ہے محمدؐ

رسول اللہ ہے۔ اور خاتم النبیین ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو ضرور اس پر ایمان لاؤں گا۔ کافروں نے پوچھا کہ جب آگ محمدؐ کے بدن پر سرد ہو جاتی ہے۔ تو اس کے حجرے میں چراغ کیوں جلتا ہے۔ وہ کیوں نہیں بجھ جاتا۔ اس میں کیا بھید ہے؟ اس نے کہا کہ چراغ محمدؐ کے فائدے کے لئے ہے۔ اس کی خدمت میں ہے۔ لیکن جو آگ تم لائے تھے وہ محمدؐ کے آزار کا موجب تھا۔ اور آگ کبھی محمدؐ کو تکلیف نہیں دے سکتی۔ کیونکہ محمدؐ رحمت ہے۔ اہل رحمت پر قہر کا اثر نہیں ہوتا۔ اور آگ قہر کا اثر ہے ۔

منقول ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب شکم میں تھے۔ تو آپ کے والد بزرگوار وفات پا گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کچھ سال کے تھے۔ کہ آپ کی والدہ صاحبہ بھی فوت ہو گئیں۔ لڑکپن میں آپ نے ہر قسم کی محنت و مشقت اور رنج و درد دیکھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کو لڑکپن جوانی اور بڑھاپے میں مصیبت اور غم والم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے اور آپ کی والدہ صاحبہ بھی فوت ہو چکی تھیں۔ اور چھتیس سال کی عمر تک آپ بکریاں چراتے رہے اور جو اجرت آپ کو ملتی۔ وہ عزیزوں اور فقیروں کو بانٹ دیتے۔ اور اکثر اوقات آپ ننگے پاؤں رہا کرتے۔ اور نمدے کا کلاہ سر پر رکھتے۔ اور پرانے کپڑے پیوند لگا کر پہنتے۔ اور عموماً کوہ حرا پر رہتے۔ اور اکثر اوقات نماز میں یاد الٰہی میں مشغول ہوتے۔ اگر آپ کبھی لوگوں میں آجاتے تو خلقت انہیں دیوانہ کہتی۔ اور آپ کو ٹھوکر مارتی۔ اور کہتی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ اس طریقے اور لباس میں زندگی بسر کرتا ہے۔ تیرے بزرگ قوم قریش کے سردار تھے۔ اور اب تو بھی بزرگ ہے تجھے یہ لباس پہن کر مجلس میں نہیں آنا چاہئے۔ آپ دل شکستہ اور غمگین ہو کر واپس چلے جاتے۔ اللہ تعالےٰ نے خدیجہؓ کو آپ کی منکوحہ بنایا وہ بادشاہ تھی۔ اس کا خاوند بادشاہ تھا۔ اور اس کے بھائی بادشاہ تھے۔ اور سات بادشاہوں کا خزانہ اس کے پاس تھا۔ اور سات سو جوان اور جوان کرب سنہری اس کے خزانے میں موجود تھے۔ پس اے بھائی خیال کرنا چاہئے کہ جس کے سات سو جوان اور جوان کرب سنہری ہوں۔ اس کے پاس مال کس قدر ہوگا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا۔ اس نے سب محمدؐ کو بخش دیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب خدیجہؓ کا مال ملا۔ تو آپ نے فرمایا اے خدیجہؓ! میں چاہتا ہوں کہ یہ مال فقیروں اور مسکینوں کو دے دوں۔ خدیجہؓ نے عرض کی۔ میری جان آپ کے قدموں پر قربان ہو۔ جس میں آپ کی رضا ہے وہی کریں۔ پیغمبر علیہ السلام نے عام آواز دے دی۔ اور فرمایا کہ اے فقیرو! اور اے مسکینو! اور عزیزو! آؤ۔ اور محمد مصطفےٰ کے گھر میں جو کچھ ہے سب لے جاؤ۔ اس روز آپ کے گھر میں بچھانے تک کا بوریا نہ رہا۔ کہ رات کو اس پر سو ہی رہیں۔ پھر محمدؐ علیہ السلام نے فرمایا اے خدیجہؓ! جو کچھ مال واسباب تھا۔ وہ تو ہم نے رضاء للہ تقسیم کر دیا۔ اب بادشاہانہ گھر ہے۔ اگر اسے بھی فقیروں کو دے دیا جاوے تو بہتر ہے۔ خدیجہؓ نے عرض کی کہ اے میرے سردار! بغیر گھر کے کس طرح گذارا ہو سکتا ہے؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے والدین کا گھر تیس سال سے غیر آباد پڑا ہے۔ ہم وہاں چل کر بود وباش اختیار کریں۔ خدیجہؓ اس بات پر راضی ہو گئیں۔ اور وہ شاہانہ گھر بھی محتاجوں کو دے دیا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار کے گھر آگئے ۔

تیس سال سے کسی نے اس گھر میں جھاڑو نہیں دی تھی۔ اور اجاڑ پڑا ہوا تھا۔ آپ اور خدیجہ بغیر کسی لونڈی یا غلام کے تکیں اس گھر میں جا بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے گرد پھینک رہے تھے۔ خدیجہؓ نے عرض کی کہ اے میرے سردار! ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز آپ کے دست مبارک میں چبھ جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدیجہ اللہ تعالےٰ نگہبان ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہؓ دونوں ننگی زمین پر بغیر بستر کے بیٹھ گئے۔ خلقت خدیجہ کو طعن کرتی تھی۔ کہ خدیجہؓ نے دیوانے کو چاہا ہے۔ اور تمام مال واسباب لٹا کر اب جو کی روٹی کی محتاج ہو گئی ہے۔ خدیجہؓ نے یہ بات پیغمبرؐ کی خدمت میں عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا اے خدیجہؓ تمام انبیاء فقر وفاقہ جھیلتے آئے ہیں۔ ان میں سے دو یعنی مہتر سلیمان علیہ السلام اور مہتر یوسف علیہ السلام غنی تھے۔ اور باقی تمام انبیا فقیر تھے اور ہر ایک فقر کو دوست رکھتا تھا۔ اور ان کے گھروں میں دو دو تین تین وقت کا فاقہ رہا۔ اور ہر ایک نے بکریاں چرائی ہیں۔ اور جو کی

روٹی بغیر نمک کے کھائی ہے۔ ہم ان کی پیروی کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی پیغمبری دے۔ حضرت خدیجہؓ یہ سن کر خوش ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے منتظر تھے۔ اور اللہ تعالےٰ میں ہر دم مشغول رہتے اور بہت ذکر کیا کرتے کہ اتنے میں اللہ تعالےٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور یہ سورۃ نازل ہوئی "اقرأ باسم ربک الذی خلق"۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا امی" میں ناخواندہ ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ عالم ربانی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے وہ چیز حاصل ہے جو جبرائیل علیہ السلام کو بھی معلوم نہیں۔ مختصر یہ کہ جبرائیل علیہ السلام قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کر کے لایا۔ اور جو حروف مقطعات اس میں مذکور ہیں۔ ان کی بابت جبرائیلؑ نے آپ سے سوال کیا کہ اے میرے سردار! مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ قرآن میں ہے میں سب کچھ سمجھتا ہوں۔ اور قرآن کی حقیقت سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو معلوم نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کرتے اور اس بات کو بہت دولت سمجھتے کہ کوئی قرآن پڑھ کر سناتے۔ اور قرآن پڑھتے وقت آپ بہت روتے اور قرآن پڑھنے والے کی بڑی عزت کرتے اور جب کوئی قرآن پڑھتا۔ تو بھی آپ روتے اور فرماتے کہ جھکے رہو اور باادب بیٹھو۔ کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اس کی بہت تعظیم کرنی چاہئے۔ نیز فرماتے کہ قرآن شریف پڑھو اور اعتقاد درست رکھو۔ جس کام اور غرض کے لئے تم پڑھو گے۔ انشاء اللہ جلد مراد کو پہنچو گے۔ جو قرآن شریف پڑھے اور اعتقاد درست رکھے وہ بہشت میں جائے گا ۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ باوضو رہتے اور ہر کام کے لئے نیا وضو کرتے۔ ایک روز جناب نے پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے۔ اور آپ مسواک کو بڑا عزیز جانتے۔ ہر نماز کے وقت مسواک کرتے اور فرماتے مسواک سب انبیا کی سنت ہے اور پہلے رسول بھی مسواک کیا کرتے تھے اور یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ جو مسواک کرے اللہ تعالےٰ کا نور اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور با مسواک ایک رکعت نماز بغیر مسواک کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فقراء کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتے اور فقیروں سے مل کر کھانا کھاتے اور فقیروں اور غریبوں کو دولت مندوں سے

اونچا مرتبہ دیتے اور فرماتے "انا فقیر واجلس مع الفقیر" یعنی میں فقیر ہوں اور بیٹھنا میرا فقیروں کے ساتھ ہے۔ اور کوئی سوالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے بے مراد نہ جاتا۔ جو کچھ موجود ہوتا اگرچہ انگور کا دانہ یا ایک چھوہارا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سوالی کو دے دیتے اور فقیروں کو دولت مندوں سے افضل شمار کرتے۔ اور لوگوں سے بڑے خلق اور تواضع سے پیش آتے۔ اور آنے والا خواہ فقیر ہوتا یا غنی خواہ عالم ہوتا یا جاہل۔ اور خواہ غلام ہوتا یا آقا۔ پہلے آپ سلام علیک کیا کرتے۔ اور فرماتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ بزرگی اور عظمت ہی تواضع اور خلق ہے۔ خواہ کوئی بزرگ ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے سلام کرو۔ چنانچہ کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو اور سوار پیادے کو اور خواجہ غلام کو اور استاد شاگرد کو اور بادشاہ رعیت کو یعنی جو بزرگ ہو۔ وہ پہلے اپنی قوم کو سلام کرے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ✦

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بازار جا کر کوئی چیز خریدتے تو خود اٹھا کر لاتے اور جب آپ بازار جانے لگتے تو اپنے اردگرد کے چند ہمسایوں کو اطلاع دیتے کہ میں بازار چلا ہوں۔ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مال دو اور منگا لو۔ پھر جسے جس چیز کی ضرورت ہوتی وہ آپ کے ہاتھ منگا لیتا۔ آپ پہلے لوگوں کا سودا سلف خریدتے۔ اور بعد میں اپنا۔ اور پہلے ہمسایوں کو دے کر پھر اپنے گھر آتے۔ یہ بھی امت کی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہ اگر کسی کو محتاج دیکھے اور خود وہ کام کر سکتا ہو۔ تو فوراً اس کام کو کرنے کے لئے مستعد ہو جائے تاکہ از روئے فعل پیغمبر علیہ السلام کا متابع ہو جائے۔ آپ کے دست مبارک پر گانٹھیں پڑی ہوئی تھیں۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کے دست مبارک پر گانٹھیں کیسے پڑ گئیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں رات کو فقیروں، یتیموں اور نابیناؤں کے جو اور گیہوں پیستا ہوں تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو اس واسطے کہ وہ ناتواں ہیں "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ" جو شخص نیک کام کرتا ہے اگرچہ ذرہ بھر ہو اسے اس کی جزائے نیک ملے گی اور جو شخص برا کام کرے گا۔ اگرچہ وہ ذرہ برابر ہو اس کا بدلہ اسے ضرور ملے گا۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جہاں تک تم سے ہو سکے نیکی کا کام کرو۔ اگرچہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہو۔ اور حقارت نہ کرو۔ کیونکہ یہ کام برا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لا تحقرون من المعروف شیئا ولا تواعد اخاک موعدا فتخلفہ" وغیرہ کے حق میں نیکی کرنے کو معروف کہتے ہیں خواہ اسلام سے یا بات سے یا مسکرا کر کسی کا دل خوش کرنا معروف کہلاتا ہے ✦

ترجمہ حل لغت "نیکیوں میں سے کسی کو حقیر نہ جانو" یعنی جہاں تک ہو سکے کسی کے دل کو خوش کرو۔ اور اس کی مدد کرو خواہ نرم بات سے جس میں کسی کی خوشی پائی جاتی ہو۔ اور اس میں صدقہ پایا جاتا ہے اور اپنے مومن بھائی کے حق میں بات یا سلام یا شفا وغیرہ سے جو کچھ ہو۔ یا درم۔ روٹی پانی کے کوزے۔ پرانے یا نئے کپڑے یا دیوار کے سائے یا درخت کے سائے سے جو کچھ میسر ہو۔ کرو۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ یہ نیکی ضائع ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی بات کی بڑی قدر و قیمت اور بڑا اعلیٰ مرتبہ اور ثواب ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق عمل ہوگا "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ" پس جہاں تک تمہارا بس چلے۔ نیکی سے باز نہ رہو۔ اور یہ نہ سمجھو کہ یہ سہل ہے ✦

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی درویش عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر آیا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے انگور کا ایک دانہ باہر بھیجا۔ اس وقت ایک عورت وہاں موجود تھی۔ اس نے کہا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دانہ انگور کس حساب میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیوں اس طرح کہتی ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" اس انگور کے دانے کو خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر ہوگا۔ اور یہ آیت لوگوں کی ترغیب کے لئے ہے۔ تاکہ جہاں تک ہو سکے تم نیکی کرو۔ خواہ وہ تھوڑی ہی ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے معلوم ہوا کہ تھوڑی سی نیکی کو حقیر نہیں جاننا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے ✦

اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ولا تواعد اخاک موعدا فتخلفہ" اپنے بھائی سے ایسا وعدہ ہی نہ کرو۔ جسے تم پورا نہ کر سکو۔ اور تمہیں وعدہ خلاف ہونا پڑے۔ یعنی جب تو اپنے مومن بھائی سے وعدہ کرے۔ تو پھر کبھی اس سے کنارہ نہ کرے کیونکہ وعدہ خلافی منافقوں کا کام ہے ہاں اگر کسی خاص وجہ سے وعدہ خلاف ہو جائے اور تم اس میں معذور ہو تو کچھ ڈر نہیں ✦

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمسایوں کی اس قدر تعظیم کرتے تھے۔ اور ان پر اس قدر عنایت کرتے اور ہمسایہ کے حقوق اس قدر بیان فرماتے کہ آپ کو یہ گمان ہو جاتا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری وراثت پیغمبر خدا ہمارے ہمسایوں کو بانٹ دیں گے۔ اور ہمسایہ مثل نزدیکی رشتہ داروں کے ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو ہمسائے کو خوش رکھتا ہے اس سے اللہ تعالے خوش ہوتا ہے۔ اور جو کچھ وہ مانگتا ہے اللہ تعالے اسے دیتا ہے اور مرتے وقت اسے فرشتہ اللہ تعالے کا سلام پہنچاتا ہے۔ اور اللہ تعالے بہشتی شراب کے پیالے بھر کر اس کے لئے بھیجتا ہے۔ اور وہ اس شربت کو پی کر اپنا حلق میٹھا کر لیتا ہے۔ اور اسے جانکنی کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور اس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن اسے "رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ" کے حلقے میں انہیں کے ہمراہ بہشت میں بھیجا جائے گا۔ اور ہمسایہ کی خوشنودی کے باعث وہ حور و قصور پائے گا۔ اور شراباً طہورا پیئے گا۔ اور پروردگار کا جمال دیکھے گا ❊

نیز پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اپنے ہمسائے کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالے اسے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور بلا میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور مرتے وقت جانکنی کا عذاب اسے بڑا سخت ہوتا ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی معرفت الٰہی کا نور نہیں ہوتا۔ اور لوگوں میں بے عزت ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن اس کا حشر بھی گنہگاروں میں ہوگا۔ اور وہ کبھی بہشت میں نہیں آسکے گا۔ تاوقتیکہ ہمسایہ اس سے خوش نہ ہو ❊

اور نیز پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے "لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس" یعنی اللہ تعالے اس شخص پر رحم نہیں کرتا۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتے۔ یعنی اپنے مومن بھائیوں سے خلق اور تواضع سے پیش نہیں آتا۔ اور زیر دستوں پر رحمت اور شفقت کرنی چاہئے اور غلاموں اور لونڈیوں کو جو حقیقت میں سب خدا کے بندے ہیں نہیں ستانا چاہئے اگر ان سے کوئی خطا و قصور ہو جائے۔ تو درگذر کرنا چاہئے۔ اور اپنے گناہوں کو یاد کرنا چاہئے۔ کہ میں بھی خدا کا بندہ ہوں۔ اور مجھ سے بھی کئی قصور سرزد ہوئے ہیں۔ اور میں گناہ کا مرتکب ہوا ہوں۔ اور اللہ تعالے مجھے اپنے فضل و کرم سے رزق دے رہا ہے۔ اور گناہوں کے سبب رسوا نہیں کرتا۔ اور

ہماری توبہ قبول کرتا ہے۔ ہمیں بھی زیر دستوں کی خطاؤں سے درگذر کرنا چاہئے۔ اور اپنا کھایا ہوا ان سے واپس نہیں لینا چاہئے۔ اور جو قصور انہوں نے کیا ہے۔ وہ معاف کریں تاکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالے ہمارے گناہ بھی معاف کرے۔ یہ حدیث اس واسطے ہے کہ کوئی شخص کسی کو تکلیف نہ دے اور عاجزوں اور زیر دستوں کو عزیز رکھے۔ اور جو کچھ خود کھاؤ انہیں بھی دو۔ اس واسطے کہ ان کو بھی نزدیکی حاصل ہے۔ اور مالک پر نظر رکھتے ہیں "لا تضربوا اماءکم لکسر اناءکم" اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کو برتن ٹوٹنے پر نہ مارو۔ یعنی اگر ان سے پیالہ، گھڑا یا صحنک ٹوٹ جائے۔ تو ان پر سختی نہ کرو۔ اور نہ سزا دو۔ اور ان سے برتنوں کے ٹوٹنے کا سبب نہ پوچھو۔ جس طرح انسانوں کے لئے ایک مقررہ وقت پر مرنا ہے اور جب وہ وقت آپہنچتا ہے تو مر جاتے ہیں۔ اور اجل سے پہلے اگر ہزارہا دشمن جلادی تلوار سے اس کے سر پر وار کریں۔ یا اسے زہر دیں۔ یا پانی میں غرق کریں۔ یا آگ میں جلائیں۔ یا پہاڑ سے نیچے گرا دیں۔ تو اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ اسی طرح برتنوں کی موت کا بھی وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آپہنچتا ہے۔ تو برتن ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور توڑنے والا بیچارہ بدنام ہوتا ہے۔ کہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا یا اس نے ایسا کیا اس لئے لازم اور مناسب ہے کہ برتن ٹوٹ جانے کے بدلے غلام یا لونڈی کو تکلیف نہ دی جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے برتن ٹوٹ جانے کے واسطے کسی کو نہیں تکلیف دی۔ اور فرمایا ہے "لا تضربوا اماءکم لکسر اناءکم" ❊

اور پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو اپنے آقا کی خدمت اس طرح بجا لائے جیسے اس کی رضا ہو۔ تو اللہ تعالے اس غلام کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے ❊

اور نیز فرمایا ہے کہ جو لونڈی اپنے مالک کی خدمت عمدہ طور سے بجا لائے اور اپنے آقا کی رضامند رہے۔ اور اللہ تعالے کی عبادت کرے۔ چنانچہ پانچ وقت نماز ادا کرے۔ اور ماہ رمضان کے تیسوں روزے رکھے۔ اور قضا نہ کرے تو اللہ تعالے اسے از راہ کرم و لطف دگنا اجر عطا فرمائے گا ❊

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "العبد اذا نصح لسیدہ و احسن عبادۃ ربہ کان لہ اجرہ مرتین" اور نیک خواہی کرنا نصیحت ہے۔ یعنی جب غلام یا لونڈی اپنے آقا کی خیر خواہی کرے یعنی جس طرح مالک کی رضا ہو۔ اس کی خدمت بجا لائے

اور جو کچھ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وہ بھی بجا لائے۔ تو اللہ تعالے اسے دگنا ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اور اس کے درجے پہلے کی نسبت اور زیادہ اعلے ہو جاتے ہیں +

اور اگر کوئی لونڈی یا غلام بد خدمتی کرے۔ اور اپنے آقا کی رضا میں نہ ہو۔ اور نماز ادا نہ کرتا ہو۔ وہ دوزخی ہو جاتا ہے۔ اور جب تک اپنے آقا کو خوش نہ کر لے گا۔ وہ کبھی بہشت میں داخل نہیں کیا جائے گا +

اور اگر کوئی لونڈی یا غلام بھاگ جائے تو جو عبادت وہ کرے گا اس کا ثواب اس کے آقا کو ملے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ اس کا نماز روزہ قبول نہیں ہو گا۔ اور جو صدقہ فقیروں کو دے گا اس کا کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ الٹا گنہگار ہو گا۔ اس واسطے کہ العبد وما فی یدہ لمولاہ یعنی جو کچھ غلام کے پاس ہے وہ اس کے آقا کی ملکیت ہے۔ غلام کو صدقہ دینا روا نہیں مگر مالک کی اجازت سے۔ اس حدیث سے مجازی غلاموں کو اس بات کی تعلیم ملتی ہے کہ اپنے آقا کی خدمت عمدہ طور سے کوشش کریں۔ اور جس میں مالک کی رضا ہو۔ اس پر کاربند رہیں +

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاکر رہتے۔ خواہ آپ کو نعمت حاصل ہو نہ ہو۔ آپ ہر حالت میں شاکر رہتے۔ اور فرماتے کہ اے خدا کے بندو! تمہیں واضح رہے کہ اللہ تعالے حکیم اور علیم ہے۔ اور حکیم اور علیم کا فعل بہت عمدہ ہوتا ہے۔ اس نے ہر شخص کو اپنی حکمت بالغہ سے جو اس کے مناسب حال تھی عطا فرمائی ہے اور اپنی قدرت سے اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ جف القلم بما هو کائن یعنی اللہ تعالے کا وہ لکھا ہوا کبھی نہیں بدل سکتا کسی کو دولت مندی دی۔ اور کسی کو فقیری کسی کو خوشی اور خورمی عطا فرمائی اور کسی کو غم والم۔ اس لئے مناسب ہے کہ جب تو کسی کی نعمت دیکھے۔ تو اس پر حسد نہ کرے۔ کیونکہ حسد کرنا تباہ کاری۔ شرمساری۔ بدکاری اور خلق آزاری ہے۔ یہ مومنوں کا کام نہیں +

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا تحاسدوا و لا تدابروا لا حسد الا فی اثنین رجل اعطاہ اللہ القرآن فهو یتلوہ آناء اللیل و آناء النهار فهو یقول لو اوتیت مثل ما اوتی لفعلت مثل ما یفعل و رجل اتاہ اللہ مالا ینفقہ فی حقہ فیفعل مثل ما اوتی لفعلت

یفعل۔ ترجمہ یعنی جب اللہ تعالے کسی کو دینی یا دنیاوی نعمت عطا فرمائے۔ اور کسی کو وہ پسند نہ آئے۔ اور یہ خواہش کرے کہ اگر یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے۔ اور وہ مجھے مل جائے تو اسے حسد کہتے ہیں۔ اور یہ بہت ہی بری بات ہے اور اس میں بزدلی اور مکاری بہت ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالے کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے۔ جس سے قرب حاصل ہوتا ہو مثلاً زہد۔ تقوےٰ۔ اور حلال مال صدقے کے لئے۔ اور دوسرا شخص اس کی خواہش کرے کہ اللہ تعالے مجھے ایسی ہی نعمت عطا فرمائے۔ تاکہ میں بھی خیرات کر سکوں۔ تو اس کا نام غبطت ہے۔ اور یہ نیک خواہش ہے۔ اس واسطے کہ اس میں کسی کی نعمت کے زوال کی خواہش نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اس کی نعمت کو بحال رکھ کر ایسی ہی نعمت اپنے لئے طلب کرتا ہے۔ لیکن جس خواہش میں کسی کی نعمت کا زوال ہو وہ خواہش حرام ہے +

حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ اے مومنو! حسد نہ کرو۔ اور مومنوں کی نعمت کی زوال کی خواہش نہ کرو۔ اور ایک روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ لا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا +

تناجش نجش سے ہے جس کی زبان کاری میں پڑتا اور شرع کی اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور دوسرا اس میں دخل دے کہ اس کی قیمت بڑھانا چاہے۔ یا عورت کو نکاح کرتے وقت حق مہر کا زیادہ ادا کرے۔ اور اس کی غرض اس کے خریدنے کی نہ ہو۔ بلکہ اس کا مدعا صرف یہ ہو کہ دوسرے اسے دیکھیں۔ اور آپس میں جھگڑیں۔ اس کو نجش کہتے ہیں۔ اور یہ بہت بری چیز ہے۔ اور تباغضوا بغض سے نکلا ہے اور یہ حب کی ضد ہے اور اس کے معنی ایک دوسرے سے عداوت کرنا ہے۔ اور محبت اور خوشی کا قطع کرنا۔ اور منہ پھیر لینا اور سلام نہ کرنا۔ اور اس کو تدابر کہتے ہیں۔ اور شان حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرض موت میں تھے۔ جب آپ کی بیمار پرسی کے لئے کوئی آتا۔ تو آپ وصیت کرتے کہ لا تحاسدوا یعنی اے مسلمانو! تم حسد نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کے بدخواہ نہ ہو جاؤ۔ اور لوگوں کا اسباب خریدتے وقت جھوٹ موٹ دخل نہ دو۔ کہ ایسا کرنا بھی بدخواہی ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے۔ ہر ایک کو اپنا اسباب اس کی قیمت پر فروخت

کرنے دو اس میں رکاوٹ پیدا نہ کرو۔ اور مسلمانوں میں عداوت نہ ڈالو۔ اور مسلمان بھائیوں
کی بدخواہی نہ کرو۔ اور یہ حسد بہت بری چیز ہے۔ پس ایک دوسرے سے موافقت کرو
اور آپس میں ناراض نہ ہو۔ اور نہ جنگ کرو۔ اور لونڈی یا غلام کے درمیان جو جھگڑا ہو
اس کے باعث تم رنجیدہ نہ ہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کر لو۔ اور سلام
کی ترک نہ کرو۔ اور نہ آمد و رفت اور میل جول بند کرو۔ اور آپس میں ہمیشہ تواضع سے
پیش آیا کرو۔ یہ سب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقے ہیں۔ اور ان
کاموں کا ترک کر دینا ایک دوسرے کی بدخواہی ہے۔ اور یہ سب حرام ہیں بلکہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے صلح رکھو۔ اور میل
جول پیدا کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو محبت کرو۔ اور نیک خواہ بنے رہو۔ اور
دعا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندے بنو اور آپس میں بھائیوں بھائیوں کی
طرح رہو۔ اور سب اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کو لازم جانو۔ اور سگے بھائیوں کی طرح آپس میں رہو۔ کہ دوسرے کی
خوشی سے تمہیں خوشی ہو اور غمی سے غمی۔ اور آپس میں بھائیوں کی طرح رہو کیونکہ تم سب
کا باپ آدم ہے اور ماں حوا اور نیز یہ کہ تم سب کا خالق رازق اور مالک اللہ تعالےٰ ہے۔
اور نیز اس واسطے کہ تمہارا دین ایک ہے یعنی دین اسلام اور نیز اس واسطے کہ تم سب
امت محمدی ہو۔ اور تم سب کا اعتقاد ایک ہی ہے۔ پس تمہیں مناسب ہے کہ اسی بات کا
خیال رکھو۔ اور مخلوق کے بندے نہ بن جاؤ۔ اور دنیا کی عزت اور مرتبے پر مغرور
نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ دنیاوی عزت اور مرتبے کو ثبات نہیں۔ اور نہ یہ ہمیشہ قائم رہتا ہے
جو کچھ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم اس پر کاربند
رہو۔ اور سگے بھائیوں کی طرح آپس میں زندگی بسر کرو۔ اور غلاموں اور لونڈیوں کو اپنے
سے کم درجہ کا نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور ان کا دین بھی
دین اسلام ہے۔ اور اہل اسلام کی تعظیم مسلمانوں پر لازم اور واجب ہے۔ اور
ہوائے نفسانی اور طاعت شیطانی چھوڑ دو۔ اور حسد غضب عداوت، غصہ، کینہ
ایک دوسرے سے نہ کرو۔ اور رنج غم اور خوشی میں ایک دوسرے کا شریک
رہنا۔ اور بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنا۔ تمام انبیاء اور رسولوں کا یہی طریقہ ہے

اور خاص کر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تو یہی ہے۔ اور جو ان باتوں پر کاربند
رہتے ہیں۔ انہیں دونوں جہان کی نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ خلقت کی تعلیم کے لئے ہے
تاکہ ایک دوسرے سے نیک خواہی اور محبت کریں اور واضح رہے کہ حسد وغیرہ جن کا ذکر اوپر ہو
چکا ہے۔ یہ بری خصلتیں ہیں۔ یہ مسلمانوں کا کام نہیں۔ بلکہ یہ کافروں کی خصلتیں ہیں۔ اور جو
ان خصلتوں کو اختیار کرے گا۔ وہ بھی آخرکار کفر کو پہنچ جائے گا۔ کسی مسلمان کو کسی مسلمان
سے دشمنی نہیں رکھنی چاہئے۔ اور نہ ستانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے آزار کے باعث
اس کے ایمان میں خلل آ جائے۔ نعوذ باللہ منہا ٭

نیز حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مجاہدہ میں رہتے۔ اور ریاضت کرتے
اور کم کھانا کھاتے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ؎ اجیعوا بطونکم والظمؤا
اکبادکم واعروا اجسادکم لعلکم ترون اللّٰہ وکلّ مایرے عیاناً
لعرنہ یقیناً ۔ یعنی اپنے شکموں کو بھوکا رکھو اور اپنے جگروں کو پیاسا رکھو۔ اور
اپنے بدنوں کو ننگا رکھو ہو سکتا ہے کہ تم اپنی دلی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھ
لو۔ اور جو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے، وہ اسے یقیناً پہچان لیتا ہے۔ اور جو شخص مجاہدہ
کرتا ہے، وہ اسے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور جس چیز کو دیکھتا ہے۔ اسے اچھی طرح پہچانتا
ہے۔ اور اس کو یقین ہو جاتا ہے ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین تین اور چار چار وقت کا فاقہ رہا ہے۔
لیکن آپ کسی کو اس بات کی اطلاع تک نہ دیتے تھے۔ اور صبر کرتے تھے۔ اور اگر کھانا مل
جاتا تو اپنا حصہ فقیروں سے مل کر کھاتے اور آپ ہمیشہ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے۔ اور
فرماتے اے یارو اپنے شکم کے تین حصے کر کے ایک طعام سے اور دوسرا پانی سے بھرو
اور تیسرا خالی رہنے دو۔ تاکہ اسرار الٰہی تمہارے دل میں آ سکیں۔ اور معرفت
کا نور زیادہ ہو۔ اور دلی آنکھیں روشن ہوں۔ اور کوئی زحمت تمہیں تکلیف
نہ دے ٭

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت منقول ہے کہ اگر آپ کو بڑی سخت بھوک
ہوتی۔ تو تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے۔ اور اگر ایک دو روز لگاتار طعام کھاتے
تو تین لقمے کھاتے۔ اور آپ آٹھ یا نو لقموں سے زیادہ کبھی نہ کھاتے تھے۔ پس اے بھائی!

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا کھانا کھایا ہے اور تھوڑا پانی پیا ہے۔ تو جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا متابع ہو۔ اور آپ کا جانشین ہو۔ وہ کب پیٹ بھر کر کھا سکتا ہے۔ اور دولتمندی اختیار کرتا ہے۔ فقر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ اور آپ کے دوستوں کا خاصہ ہے۔ "الفقر خیراً من الغنی" ان معنوں کا بھید ہے۔ اور خزانہ الٰہی میں کوئی چیز فقر سے بڑھ کر اور عزیز اور لطیف نہیں۔ اور سب سے بزرگ فقرا ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "الفقر احبائی" فقرا میرے دوست ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "الفقر فخری" فقر میرا فخر ہے۔ اور نیز فرمایا "الفقر عزتی" (فقر امیری عزت ہے) اور نیز فرمایا ہے "الفقر سر من اللہ تعالیٰ" (فقر اللہ تعالےٰ کا بھید ہے) اور نیز فرمایا ہے "الفقر نور وجھی" فقر میرے چہرے کا نور ہے" اور نیز فرمایا ہے "الفقر کنز من کنوز الرحمٰن اخترت الفقر باللہ المحبۃ اللہ تعالےٰ" فقر الٰہی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ میں نے اللہ تعالےٰ کی محبت کے لئے فقر کو اختیار کیا ہے"۔

اے بھائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اللہ تعالےٰ کی محبت کے لئے اختیار کیا۔ تاکہ دل غیر اللہ کی طرف مشغول نہ ہو۔ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ مجاہدہ اور ریاضت کی ہے کہ کوئی فرد بشر نہیں کر سکتا۔

منقول ہے کہ ایک روز خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے پاس آئیں دیکھا کہ حجرے کا دروازہ بند ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حجرے کے اندر یاد الٰہی میں مشغول ہیں آپ واپس چلی گئیں۔ دیکھا کہ حجرے کے باہر تازہ خون گرا ہوا ہے۔ خیال کیا کہ شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گھر میں بکری ذبح کی ہے۔ آپ نے جاکر حسن اور حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بھیجا۔ اور انہیں کہا کہ تمہارے نانا صاحب کے گھر شاید بکری ذبح کی گئی ہے۔ جاؤ اور اپنے حصے کا گوشت ان سے لے آؤ۔ جب دونوں شہزادوں نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی زنجیر کھٹکھٹائی۔ تو اندر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کون ہو! جو زنجیر کھٹکھٹا رہے ہو۔ شہزادوں نے آواز دی کہ ہم فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے فرزند دلبند ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولا۔ اور دونوں کو اپنے پاس بٹھا لیا اور موتی

اور مرجان نثار کئے۔ اور پوچھا کہ کس طرح آنا ہوا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہماری والدہ صاحبہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ آئی تھیں اور حجرے کا دروازہ بند دیکھ کر اور پرنالے کے نیچے تازہ خون دیکھ کر واپس چلی گئیں اور ہمیں فرمایا کہ میرے والد بزرگوار نے بکری ذبح کی ہے۔ تم جاکر اپنے حصے کا گوشت لے آؤ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سن کر زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ اے فرزند دلبند! الیقین جانو کہ وہ خون بکری کا نہیں۔ بلکہ تمہارے نانا کا ہے۔ (یعنی میرا ہے) میں نے رات کو قیام کیا تھا۔ اور میرے وجود کا سارا خون پاؤں میں اتر آیا تھا۔ اور پاؤں پھٹ کر خون باہر نکلا تھا۔ کیا ہی مجاہدہ اور ریاضت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ کہ آپ نے کس طرح اللہ تعالےٰ کی محبت میں اپنے اوپر تکلیف اور محنت گوارا کی۔ ہم تم کون ہیں! جو آرام کریں اور قرار پکڑیں۔ لا الٰہ الا اللہ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موٹا کپڑا پہنا کرتے اور پرانے کپڑے کو بڑا عزیز جانتے۔ آپ کے پیراہن مبارک میں کبھی سات کبھی چار کبھی پانچ پیوند ضرور ہوتے۔ اور شاذ و نادر ہی نیا کپڑا پہنتے۔ اور اگر پہنتے تو اس بات کے منتظر رہتے کہ کسی فقیر کو دے دیا جائے جب کسی محتاج کو دیکھتے تو اسے عنایت کر دیتے۔ اور آپ پیوند لگا ہوا پرانا کپڑا پہن لیتے اور فرماتے کہ ہمیں شکستہ حالی بہت پسند آتی ہے۔ ہمیشہ فقیروں اور درویشوں سے مل کر بیٹھتے۔ اور انہیں سے محبت کرتے۔ اور دولت مندوں کی نسبت فقیروں کی زیادہ عزت کرتے۔ اور فقیروں کو دائیں طرف بٹھاتے۔ اور کھانا فقیروں سے مل کر کھاتے خواہ مجلس میں دولت مند موجود ہی کیوں نہ ہوں۔ اور مجلس میں آپ فقیروں سے ہمکلام ہوتے۔ تاکہ فقیر شکستہ دل نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ ان کے دل خوش کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ جو ان کے دل کو خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرتے وقت اس انسان کا دل خوش کرتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ اور وہ جو کچھ مانگتا ہے۔ اسے دیتا ہے۔ اے بھائی! تجھے بھی لازم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرے۔ اور ریاضت اور مجاہدہ اختیار کرے۔ اور فقر و فاقہ اور درویشی و بیچارگی اور انکسار۔ خلق اور تواضع اختیار کرے۔ پھر تو

درویش بنے گا۔

منقول ہے کہ ایک روز پیغمبر علیہ السلام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں اپنے حرم خاص کے پاس تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے گھر میں تین وقت کا فاقہ تھا۔ اور گھر میں آگ تک نہیں جلی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کمزور ہو گئی تھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا! مانگ کیا مانگتی ہے؟ تاکہ وہی چیز میں اللہ تعالے سے طلب کروں۔ اور وہ تجھے مل جائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے میرے سردار! مجھے آپ اس بات کی خبر دیں۔ کہ اللہ تعالے کی رضامندی کس میں ہے؟ اور اللہ تعالے کس چیز کو دوست رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھے معراج کے وقت اطلاع دی تھی۔ کہ فقرا میرے دوست ہیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ اے میرے سردار! پھر تو مجھے فقر و فاقہ منظور ہے۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالے سے فقر کی طلب کریں۔ یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! ہمیں ہمارے عیال اور ہمارے محبوں کو فقر عطا کر۔ پس اے بھائیو! دیکھو اور خیال کرو۔ کہ جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے لئے اور اپنے عیال اور محبوں کے لئے خدا سے طلب کرتے ہیں۔ وہ کیسی نعمت ہوگی۔ اور اس میں کیا کچھ اسرار ہوں گے۔ اس لئے تمہیں بھی لازم ہے کہ فقر و فاقہ میں غمگین نہ ہو۔ اور صبر کرو تاکہ اللہ تعالے تمہیں اپنے دوستوں میں جگہ دے۔ اور نیک خصلتیں تمہارے نصیب کرے۔

نیک خصلتیں حسب ذیل ہیں:۔

علم۔ حلم۔ حیا۔ نرمی۔ عفو۔ شرافت۔ نصیحت۔ تواضع۔ دوستی۔ محبت۔ شجاعت۔ سخاوت۔ عقل۔ احسان۔ پرہیزگاری۔ توکل۔ اخلاق۔ صدق۔ مروت۔

بری خصلتیں حسب ذیل ہیں:۔

دنیا کی محبت۔ عورتوں کی محبت۔ مرتبے کی خواہش۔ ملی دشمنی۔ حسد۔ کبر۔ بخل۔ ناراضگی۔ خودپسندی۔ جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی۔ حرص۔ ظلم۔ ریا۔ ایذا کرنا۔ لوگوں کے عیب دیکھنا۔ رحم کی کمی۔ نصیحت کا ترک کرنا۔ مخلوق سے تعلق پیدا کرنا۔ دشمنی۔ طمع۔ دعوت اور کھانے کا زیادہ خیال رکھنا۔ شہوت جس میں مندرجہ بالا قبیح خصائل ہوں گے۔ اس کے عمل کی اللہ تعالے کے نزدیک کچھ قدر و منزلت نہ ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب نیک خصلتیں پائی جاتی تھیں۔ اور آپ کے دوستوں مثلاً ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ۔ علی رضی اللہ عنہ اور عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو آپؐ کے متابع تھے۔ اور آپؐ کے قول و فعل پر کاربند تھے۔ وہ سب اہل اللہ تھے۔ اور جہان سے باایمان گئے ہیں۔ تو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کر۔ اور مذکورہ بالا نیک خصلتوں پر کاربند رہ تو جہان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے باایمان جائے گا۔ اور جو تیرا مطلوب ہوگا وہ تجھے مل جائے گا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔ روایات اور حکایات لکھی جائیں تو ان کے لئے تو کئی جلدیں چاہیئں۔ لیکن اس کتاب میں مختصر طور پر چند ایک باتیں لکھی گئی ہیں۔ تاکہ صادق مریدوں اور محبوں کے لئے دلیل ہو جائے۔ اور وہ اس پر عمل کریں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ بھی اہل اللہ ولی اللہ محبوب اللہ اور رسول اللہ صلعم کی خاص امت ہو جائیں۔ اور اس بیچارے (مؤلف) کو دعا سے ایمان سے یاد کریں۔ والسلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پاک کی حرمت کے صدقے عاقبت بخیر ہو۔

السر فی ذکر امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور چچازاد بھائی تھے آپ کے والد بزرگوار ابوطالب نے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر مہربانی بھی آپ کے والد بزرگوار نے ہی کی تھی۔ آنحضرتؐ اور آپ کے درمیان لڑکپن سے دوستی چلی آتی تھی۔ سارے اصحاب اسلام سے پہلے بت پرستی کرتے تھے۔ مگر حضرت علی مرتضےٰ نے نہیں کی۔ لڑکپن میں آپ کو آراستہ کر کے آپ کے رشتہ دار بت خانے لے جاتے۔ اور بت پرستی میں مشغول ہوتے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بت پرستی نہ کرتے۔ تو وہ پوچھتے کہ اے علی!

توکیوں اپنے آباو اجداد کے خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ اور ان پر عقیدہ درست کیوں نہیں رکھتا۔ آپ جواب دیتے کہ جب میں بت کو سجدہ کرنا چاہتا ہوں تو میرے سر میں درد ہوتی ہے۔ اور دل میں خیال آتا ہے کہ پتھر مٹی بے روح ہے۔ اور یہ کہ ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ان کو کوئی تکلیف دینا چاہے تو خود اپنے تئیں اس کے ہاتھ سے رہائی نہیں پا سکتے اور بے کار ہو جاتے ہو۔ ایسے پتھروں کو مجھ سے سجدہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ آپ کے والد نے جب یہ بات سنی۔ تو آپ کو جھڑکا اور فرمایا کہ تو ابھی نادان بچہ ہے۔ اور یہ کلمات ابراہیم خلیل کے دین کے ہیں امیر المومنین حمزہ دینمدار نے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ کلمات سنے۔ تو بہت خوش ہوا اور آپ کے دیکھنے کے لئے آیا۔ اور گود میں لے کر کہا۔ اے علی! تو اپنی بات پر پکا رہیو۔ اور بتوں کی پرستش نہ کیجو۔ کیونکہ یہ ہمارے بزرگوں کا کام نہیں۔ ہمارے جد بزرگوار ابراہیم خلیل اللہؑ نے بتوں کو توڑا۔ اور مسلمانی دین کی بنیاد رکھی۔ میں اپنے جد بزرگوار کے دین پر ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ چچا جان مجھے محمدؐ ابن عبد اللہ سے دوستی ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی پرستش کرتا ہے۔ اور نماز ادا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالٰی کی یاد میں رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ان بتوں کو خدا مان کر ان کی پرستش نہیں کرنی چاہیے۔ اور ان کی پرستش جائز نہیں۔ ہمارا خدا ایک ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ امیر المومنین عؑ نے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہؐ میں پیغمبروں کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ پیغمبر ہو گا۔ اور ہم اس پر ایمان لائیں گے۔ آپ اکثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے۔ اور جب آپ نوجوان ہوئے۔ تو آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی نسبت زیادہ محبت ہو گئی۔ اور ہمیشہ آنجنابؐ کی خدمت میں رہتے۔ اور عرض کرتے۔ کہ اے میرے سردار! جب آپ پر وحی نازل ہو تو ہمیں خبر دینا۔ ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ پہلے پہل بڑوں میں سے جو شخص ایمان لایا وہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور جوانوں میں سے حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ تھے۔ مختصر یہ کہ اچانک جبرائیل امینؑ بارگاہ الٰہی سے پیغمبر علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ اور یہ سورۃ لائے ؏ اقراء باسم ربك الذی خلق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان پڑھ ہوں۔ اللہ تعالٰے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ مناسب حال تھا تعلیم کیا۔ اور وہ علم سکھایا۔ جو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک کسی کو حاصل نہ تھا۔ اور سرور کائنات تمام علموں اور حکمتوں کے جامع تھے۔ جب وحی نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سوچ میں پڑ گئے۔ کہ یہ بھید کس پر ظاہر کروں۔ اور یہ وحی کا ذکر کسے سناؤں۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خوش وخرم دیکھ کر عرض کی۔ یا محمدؐ! پہلے جب کبھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تو آپ کا چہرہ مبارک زرد ہوتا تھا۔ اور آنکھیں بسبب رونے کے سرخ ہوتی تھیں۔ اور آنسوؤں کا اثر آپ کے رخسار مبارک پر دیکھتا تھا۔ اور اس وقت میں آپ کو خوش وخرم دیکھتا ہوں۔ اس میں کیا بھید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! چونکہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اس لئے میں یہ بھید تیرے ہی آگے ظاہر کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ آج وحی نازل ہوئی ہے اور جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سورۃ ؏ اقراء باسم ربك الذی خلق ؏ لایا ہے۔ اور میں پیغمبر آخر الزماں ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خیال کیا کہ وحی نازل نہیں ہوئی۔ میں کس واسطے ایمان لاؤں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خوش ہوئے اور عرض کی کہ اے میرے سردار! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب محمدؐ پر وحی نازل ہو تو مجھے خبر دینا۔ میں اس پر ایمان لاؤں گا۔ میں جا کر اسے خبر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے جا کر خبر دی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے علی! تو محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے یا نہیں۔ آپ نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں۔ شاید اگر خلاف ہو تو پھر ہماری کیا حالت ہو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے علی جلدی چلو تاکہ ہم محمدؐ پر ایمان لائیں۔ محمدؐ امین ہے۔ اس نے لڑکپن میں تو جھوٹ بولا نہیں۔ اب بڑا ہو کر کیا جھوٹ بولے گا۔ چنانچہ دونوں نے آکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ پڑھا اور ایمان لائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قول اور فعل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے اور جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپ اس پر عمل کرتے رہے ٭

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قصے بے شمار ہیں۔ اگر لکھوں تو کئی ایک

کتابیں تیار ہوں۔ لیکن یہاں پر بطور اختصار چند باتیں دوستوں اور مریدوں کے لئے لکھتا ہوں تاکہ وہ ان پر عمل کریں۔ اور اہل اللہ اور ولی اللہ ہو جائیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؂

منقول ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کی منکوحہ تھی۔ لہٰذا مجاہدہ اور ریاضت میں آپ کی وہ حالت تھی کہ بیان سے باہر ہے ؂

منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں چار چار وقت کا فاقہ ہوتا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں نو وقت تک کا فاقہ ہو گزرا ہے۔ لیکن آپ نے کبھی کسی پر ظاہر نہ کیا۔ اور اپنے فقر کا بھید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بیان نہ فرماتے۔ آپ صابر اور صادق تھے۔ جب سے آپ ایمان لائے ایک لقمہ بھی حرام کا نہیں کھایا۔ اگر بھوک بہت ستاتی تو آپ ہرن کا شکار کرتے۔ اور اس گوشت سے افطار کرتے۔ اور اکثر اوقات آپ جو کی خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے۔ یا شکار کا گوشت بھون کر کھاتے۔ جہاں کہیں آپ ہوتے اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا اور شکر کرتے۔ لوگ آپ کو کہتے کہ یا علیؓ تم نعمت اور غیر نعمت۔ دونوں حالتوں میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہو حالانکہ شکر نعمت کے بعد کیا جاتا ہے۔ تو آپ فرماتے کہ انسان کو ساعت بساعت اللہ تعالےٰ کا شکر کرنا لازم اور مناسب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسے تندرستی۔ دیکھنے اور سننے کی طاقت اور عقل و ہوش دی۔ اور انسان بنایا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت بنایا۔ اور علم و سمجھ۔ اور حکمت بخشی۔ اور بولنے والا بنایا۔ اور اندھا۔ گونگا بہرہ۔ لنجا اور کوڑھی وغیرہ نہ بنایا۔ جس وقت شکر کرتا ہے۔ نعمت کے مقابلے میں کرتا ہے۔ اہل معرفت ہی جانتے ہیں کہ انسان کو اس نے کیا کیا نعمتیں عطا کی ہیں اور کر رہا ہے۔ چنانچہ رزق بھوک۔ صحت نفس۔ زن و فرزند۔ لونڈی غلام گھوڑے مال اسباب باغ باغیچے۔ نزدیکی رشتہ دار اور دوست سب نعمتیں ہیں۔ اگر کسی وقت اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو فقر یا رنج و غم دے۔ تو بندے کو اس وقت صبر کرنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی شکایت کسی کے پاس نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس وقت اللہ تعالےٰ کی دوسری نعمتوں کو یاد کرنا چاہیئے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؂

منقول ہے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے۔ یا سنتے تو آپ کو حضوری دل ایسی حاصل ہوتی کہ آپ کو خبر ہی نہ رہتی۔ اور بیہوش ہو جاتے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؂

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پائے مبارک میں تیر لگا۔ آپ نے تیر تو زور سے کھینچ لیا۔ لیکن پھل اسی طرح گوشت کے اندر رہ گیا۔ آپ مارے درد کے لاغر ہو گئے لیکن پاؤں سے وہ پھل نہ نکلوایا۔ اور فرمایا کہ مجھے اس درد سے ایسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ جو کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ حکمت الٰہی کا تاج ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ درد ہمارے نصیب کیا ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے یاروں کو فرمایا جب علی المرتضےٰ نماز میں مشغول ہوں۔ اس وقت جراح کو بلا کر فوراً وہ پھل نکال لو۔ انہیں بالکل خبر نہ ہوگی۔ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو جراح نے فوراً آپ کے پاؤں مبارک سے پھل نکال لیا۔ اور آپ اسی طرح نماز میں مشغول رہے اور درد بالکل محسوس نہ کی۔ جب خون جاری ہوا تو یاروں نے بلند آواز سے کہا۔ کہ اے علی رضی اللہ عنہ تمہارا وضو باطل ہو گیا۔ وضو پھر کر لو۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بشری حالت میں آئے۔ تو فرمایا بخدا مجھے اس حال کی بالکل خبر نہیں ہوئی۔ کیا ہی نماز اور حضوری دل تھی جو آپ کو حاصل تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ حضوری دل اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا خاصہ ہے جسے اللہ تعالےٰ کی محبت ہوتی ہے۔ اسے حضوری قلب حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کے دل میں مختلف دنیاوی خیالات آئیں اسے حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ اور اس کی وہ نماز رسمی اور اہل جہان کی سی ہوتی ہے۔ جیسا کہ عام لوگ ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ادا کر چکے ہیں۔ شرع محمدی میں ظاہر طور پر تو وہ ماخوذ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ امر بجا لایا۔ لیکن اللہ کے نزدیک ایسی نماز کا کچھ اجر نہیں۔ اور فرشتے وہ نماز اللہ تعالےٰ کے پاس نہیں لے جاتے بلکہ اسی کے منہ پر مارتے ہیں۔ کہ لے اپنی ناپسندیدہ نماز۔ ایسی نماز کا حکم اللہ تعالےٰ نے نہیں کیا۔ نماز کا اصول دل کی حضوری ہے کہ دنیاوی تمام چیز دل اور کاموں وغیرہ کو اپنے اوپر حرام سمجھے اور نماز میں جو کچھ فرض واجب اور سنت وغیرہ ہے۔ وہ بجا لائے۔ اور اس کے علاوہ کسی بات کا دل میں خیال تک

نہ لائے۔ جب کوئی شخص اس قسم کی نماز ادا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ درمیانی پردے
اٹھا دیتا ہے۔ اور اس کا دل معرفت کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی
نماز درگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتی ہے ❖

منقول ہے کہ اگر ایک نماز بھی قبول ہو جائے تو اس کی برکت سے تمام عمر کی
نمازیں اللہ تعالےٰ قبول کر لیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ❖

منقول ہے کہ جب حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نماز ادا کرتے تو آپ
تین مرتبہ مندرجہ ذیل استغفار پڑھتے "استغفر اللہ من کل ذنب اذنبتہ عمداً
او خطاءً سہواً او علانیۃً۔ واتوب الیک من ذنب الذی اعلم و من
الذنب الذی لا اعلم وانت علام الغیوب ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم" میں ہر گناہ کے واسطے اللہ تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔
خواہ اس گناہ کو میں نے دیدہ دانستہ کیا۔ یا بھول کر۔ اور خواہ پوشیدہ کیا یا ظاہر طور
پر اور میں اس گناہ سے تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ جسے میں جانتا ہوں۔ اور نیز اس
گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں۔ اور تو ہی غیب کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اور
نہیں ہے باز گشت اور قوت مگر اللہ تعالےٰ بزرگ و برتر سے)۔ لوگوں نے آپ سے
پوچھا کہ یا علیؓ! نماز تو نیکی کا کام ہے اور نیک خصلت ہے۔ اور تمام عبادتوں کا سر
ہے۔ آپ نماز کے بعد توبہ اور استغفار کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "من لم یکن صلوتہ مثل صلواتی نہی مردودۃ
علے صلجبا" (جس شخص کی نماز میری نماز جیسی نہ ہو۔ وہ اس نماز والے کو واپس کی
جاتی ہے۔ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا کہ پھر کس طرح آپ
کی نماز جیسی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من قال
استغفر اللہ بعد ما صلے الفریضۃ ثلث مراۃ کان صلواتہ مثل
صلواتی" (فرضوں کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتا ہے۔ اس کی نماز میری نماز
کی طرح ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ استغفار کس طرح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہے "استغفر اللہ من کل ذنب اذنبتہ عمداً او خطاءً سہواً
او علانیۃً و اتوب الیہ من الذنب الذی اعلم و من ذنب الذی

لا اعلم انک انت علام الغیوب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بھیجتے۔ اور پے
در پے بھیجتے تھے۔ اور جو مومن بندہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے
اللہ تعالےٰ اسے بخشتا ہے۔ اور اس کی جگہ بہشت میں ہوتی ہے۔ اور جس دعا کے
اول و آخر میں درود پڑھا جائے۔ وہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن اے بھائی! کیا تجھے معلوم
ہے۔ کہ درودوں میں سب سے افضل اور اعلےٰ کونسا ہے۔ اور اس کا ثواب
اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وہ درود یہ ہے:۔

روضۃ الباب العشرین میں منقول ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے عبد اللہ المطوعی
کو کہتے ہوئے سنا کہ جب شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے۔ تو میں نے خواب
میں آپ کو دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا۔ آپ
نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بخش دیا۔ کیونکہ میں پانچوں وقت پیغمبر علیہ السلام
پر درود بھیجتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسا درود ہے۔ آپ نے فرمایا درود یہ ہے
"اللھم صل محمد و من صل علیہ و صل محمد بعدد من لم یصل
علیہ و صل علے محمد کما تحب او ترضیٰ ان یصل علیہ و صل علیٰ محمد
کما امرتنا بالصلوٰۃ علیہ و صل علیٰ محمد کما ینبغی الصلوٰۃ" اس
نے کہا کہ میں نے بعض عالموں سے سنا ہے کہ ایک روز پیغمبر علیہ السلام مسجد میں
بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں ایک جوان آیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کی
تعظیم کے لئے اٹھے اور اسے ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ جگہ دی۔ حالانکہ
ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور محرم اسرار تھے۔
سب یاروں میں سے بھی بزرگ تھے۔ اور سب اصحاب سے اوپر کے درجہ میں بیٹھا
کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس قدر عزت اور
تعظیم کیا کرتے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کے آگے نہیں چلتے تھے۔ مگر نماز کے وقت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
کبھی کسی کے پیچھے نماز ادا نہیں کی۔ مگر ایک مرتبہ ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نفل ادا کئے

اس جوان کی تعظیم کرنے سے ہمارے یار حیران رہ گئے۔ کہ پیغمبر علیہ السلام نے کیا کیا۔ اور یہ کون جوان ہے۔ جس کی پیغمبر علیہ السلام نے اس قدر تعظیم و تکریم کی ہے۔ کہ ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ جگہ اسے عنایت کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یارو! یہ جوان وہ شخص ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں مجھ پر کسی نے درود نہیں بھیجا اس واسطے میں نے اسے ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اوپر بٹھایا ہے۔ یاروں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کونسا درود ہے! اور کس قدر اس نے جناب پر درود بھیجا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ جوان صبح و شام مذکورہ بالا درود مجھ پر بھیجتا ہے۔ اے بھائی! تجھے بھی صبح و شام درود بھیجنا چاہیے تاکہ تو بھی اس دولت اور درجے کو پہنچ جائے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ❊

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خدا پرست۔ دینداراور صاحب اسرار پروردگار تھے۔ اور جہاں کہیں کسی متقی پرہیزگار کو آپ دیکھ لیتے۔ اس کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور فرماتے۔ ان اللہ یحب المتقین۔ بے شک اللہ تعالےٰ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔ وہ کونسا دل اور شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کے دوستوں کو دوست نہیں رکھتا۔ تمام انبیاء اور اولیاء نے متقیوں کے لیے دعا کی ہے۔ اور انہیں دوست رکھا ہے۔ متقی آدمیوں سے دوستی کرنا حقیقت میں خدا سے دوستی کرنا ہے۔ اور ان سے دشمنی کرنے میں کفر کا خوف ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ متقی کسے کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ المتقی من یتقی الشرک والکبائر والفواحش۔ متقی وہ ہے جو شرک گناہ کبیرہ اور بری باتوں سے بچے۔ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ المتقی الذی یتقی ما حرم اللہ ویؤدی ما فرض اللہ علیہ۔ متقی وہ شخص ہے جو اس چیز سے بچے جو اللہ تعالےٰ نے حرام کی ہے۔ اور اسے بجا لائے جو اللہ تعالےٰ نے اس پر فرض کی ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ المتقی لا یری نفسہ خیراً من احد۔ متقی وہ شخص ہے جو اپنے تئیں کسی ایک سے بھی اچھا خیال نہ کرے اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ المتقی اذا قال قال اللہ تعالےٰ۔ متقی وہ شخص ہے کہ جب کوئی بات کرے تو اللہ تعالےٰ کی کرے اور کوئی ذکر کرے تو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے۔ اور ابو یزید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ المتقی الذی یحب الناس ما یحب لنفسہ۔ متقی وہ شخص ہے جو لوگوں کو ایسا پیارا سمجھے جیسا اپنے تئیں سمجھتا ہے۔ حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا۔ بل ھو الذی یحب الناس اکثر مما یحب نفسہ۔ بلکہ وہ شخص متقی ہے جو لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھے۔ اور سہل تتارہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ کہو یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلٰوۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ متقی وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں دیا وہ خرچ کرتے ہیں ❊

منقول ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ صبح و شام سورہ اخلاص بہت پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا علیؓ۔ آپ سورہ اخلاص بہت پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ من قرأ قل ھو اللہ احد فکانما قرأ ثلث القرآن وکان لہ من الاجر عشر حسنات بعدد من اشرک باللہ وامن بہ والیوم الآخر وھو تنادی یا مادح اللہ فادخل الجنۃ۔ اور نیز فرمایا ہے۔ ومن قرأ قل ھو اللہ احد حین یدخل منزلہ نفی الفقر عن اھل ذالک المنزل والجیران۔ لا الٰہ الا اللہ ❊

ترجمہ:۔ جس نے قل ہو اللہ احد ایک مرتبہ پڑھا گویا اس نے تین ختم کلام مجید کے کئے۔ اور مشرکوں اور مومنوں کی تعداد سے دس گنا اسے نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اور قیامت کے دن اسے آواز دی جائے گی۔ کہ اے اللہ کی مدح کرنے والے بہشت میں داخل ہو۔ اور نیز فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کسی مکان میں داخل ہوتے وقت قل ہو اللہ احد پڑھے۔ اس گھر اور پڑوس کے گھروں سے تنگدستی دور ہو جاتی ہے ❊

جو شخص کسی کام کے لیے سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور اول و آخر میں درود پڑھے تو وہ کام جلدی ہو جاتا ہے۔ اور مطلوب اور مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص تین مرتبہ اخلاص اور صدق دل سے

سورہ اخلاص کو پڑھے۔ اسے قرآن مجید کے ایک ختم کا ثواب ملتا ہے۔ اور ہر حرف کے عدد کے مطابق جو اس سورۃ میں ہے۔ اتنے سالوں کی عبادت اس کے نام لکھی جاتی ہے۔ گویا اس نے سات حج کئے۔ اور بنی اسرائیل کی اولاد کے سات بردے آزاد کئے۔ پس اے بھائی! تجھے لازم ہے کہ سورہ اخلاص ہمیشہ پڑھا کرے اگر زیادہ نہیں تو فجر اور عشا کی نماز کے وقت دس مرتبہ ضرور پڑھ لینا۔ اس میں بہت ثواب ہے۔

منقول ہے کہ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت حاضر رہا کرتے تھے۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اور علم میں آپ باقی اصحاب کی نسبت فقیہ تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعُلُوْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ آپ کے اقوال بہت ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا خرقہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو دینا چاہا۔ تو جبرائیل ؑ سے مشورہ کیا اور اس سے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام خرقہ میں کسے دوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ اللہ تعالٰے جانتا ہے میں اللہ تعالٰے سے پوچھوں گا۔ جس کے لئے حکم ہو گا اسے دے دینا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالٰے سے پوچھا کہ اے اللہ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اصحابہ میں سے کسی کو خرقہ دینا چاہتے ہیں۔ حکم الٰہی ہوا کہ اے جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہو کہ اصحابہ میں سے جو میرے بندوں کی عیب پوشی کرے اور ان کا بھید کسی پر ظاہر نہ کرے۔ اور فقر اختیار کرے۔ وہ خرقے کے لائق ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حکم الٰہی کہہ سنایا۔ تو سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ اے ابابکر صدیق! اگر تو میرا خرقہ پہنے تو کونسا کام کرے گا۔ آپ نے عرض کی کہ صدق اور اخلاص اختیار کروں گا۔ اور اللہ تعالٰی کی بہت بندگی کروں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے عرض کی کہ میرا کام عدل ہے۔ میں عدل کے موافق کام کروں گا اور خلقت کا امر معروف عدل کے مطابق کروں گا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو آپ نے عرض کی کہ میں حیا اختیار کروں گا کیونکہ "الحیاء من الایمان" ہے جو کام کروں گا۔ اس میں شرم اختیار کروں گا۔ بعد میں حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے عرض کی کہ اے میرے سردار! میں لوگوں کی عیب پوشی اختیار کروں گا۔ اور ان کے بھیدوں کو ظاہر نہیں کروں گا۔ کیونکہ اللہ تعالٰے ستار ہے۔ میں لوگوں کی پردہ پوشی اختیار کروں گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے روبرو خرقہ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ اے علی! درویشی تیرا ہی کام ہے۔ خرقہ وہ شخص پہنتا ہے جو کسی کا عیب ظاہر نہ کرے۔ اور کسی کا بھید کسی پر ظاہر نہ کرے۔ اور فقر کو اختیار کرے۔ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ کو فقر بہت پیارا معلوم ہوتا۔ اور فقیروں کو آپ عزیز جانتے۔ جو آپ کا حصہ ہوتا۔ وہ فقیروں کو بانٹ دیتے اور عموماً فقیروں سے ہم نوالہ ہوتے۔ اور فقیروں کو بھائیوں کی طرح جانتے جب آپ نے خرقہ پہنا اور وہ خرقہ ایک گودڑی تھی جو دوسرے پیغمبر اور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے۔ اور گودڑی کو سب لباسوں سے عزیز جانتے تھے۔ جب آپ نے خرقہ پہنا۔ سب سے دل اٹھا لیا۔ ہنس مکھ اور خوش خو تھے۔ جب سے آپ نے خرقہ پہن لیا تب سے آپ ہمیشہ گریہ و زاری میں رہا کرتے۔ اور راتوں کو جاگا کرتے۔ اور ایک دو فاقوں کے بعد جو کی روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور فقیروں مسکینوں یتیموں اور درویشوں اور مفلسوں کے مددگار تھے۔ اور بہت دعا کرتے تھے۔ اور کہتے کہ اے پروردگار! مجھے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خرقہ پاک کی حرمت سے قیامت کے دن درویشوں میں رسوا نہ کرنا۔ جن لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عظمت اور بزرگی دیکھی تھی اور نیز سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ کا انجام بخیر ہے۔ اور یہ کہ بہشتی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ یا علی! جس کو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو کہ بہشتی ہے۔ پھر اسے قیامت کا کیا خوف خطر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اللہ تعالٰے کی صفات جباری اور قہاری بھی ہے۔ اگر وہ جبر اور قہر کی نظر سے دیکھے۔ تو بہشتی کو دوزخی بنا دے۔ میں اللہ تعالٰے کی جباری اور قہاری سے ڈرتا ہوں

اور دوسری یہ بات ہے کہ چونکہ مصطفوی خرقہ پہنا ہے۔ اس لئے مناسب نہیں کہ علی سے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے خلاف کوئی کام ظاہر ہو۔ اور قیامت کے دن درویشوں میں شرمندہ ہو۔ اور درویش کہیں کہ اے علی! تو تو دنیا میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خرقہ تو نے پہنا تھا۔ تو نے فلاں کام غیر متابعت کا کیا اس روز میں عاجز رہ جاؤں گا۔ اسی واسطے میں اس کی خاطر آج ہی روتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس بات کی التجا کرتا ہوں۔ کہ مجھے قیامت کے روز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرمندہ نہ کرے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؐ ٭

اے بھائی! جب کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جیسے باوجود اس عزت وعظمت و حرمت کے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا خرقہ پہنا۔ اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بنے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس بات کی اطلاع بھی دی کہ علی کا انجام خیر ہے۔ قیامت کے دن اسے کوئی غم واندوہ نہیں ہوگا۔ پھر بھی آپ اپنی تقصیرات کی بابت آہ وزاری میں مشغول رہتے۔ اور کوئی قول وفعل خلاف متابعت نبوی نہ کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس قدر ڈرتے۔ کہ کہیں قیامت کے دن شرمندہ نہ کئے جائیں۔ ہم تم جو کہ دن رات قسم قسم کے گناہ حد سے زیادہ کرتے ہیں۔ کس لئے آج اپنا رونا نہ روئیں۔ اور آنکھوں سے آنسو کیوں نہ گرائیں۔ کہ یہ پرگناہ چہرہ قیامت کے روز کس طرح اللہ کو دکھلائیں گے۔ اور درویشوں کے درمیان ہم کیا کہیں گے۔ لا الٰہ الا اللہ ٭

منقول ہے کہ علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ فقر میں کامل تھے۔ اور قانع اور عالی ہمت تھے۔ اگر ایک دو فاقے کے بعد آپ افطار کرتے تو اس قدر روتے کہ سینے تک سارا غرق تر ہو جاتا۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی جاتی۔ تو آپ فرماتے۔ کہ میں بھوک اور فقر میں اس واسطے خوش رہتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بھوک اور فقر کو بہت دوست رکھا کرتے تھے۔ اور فاقہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ ہمیں بھی یہ نعمت ودولت نصیب ہوئی۔ اور افطار کے بعد رونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ طعام اگر حلال ہے تو

کلو واشربوا (کھاؤ اور پیو) اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے لیکن جو کھانا کھایا گیا ہے۔ اس کا حساب دینا ہوگا۔ اور اس افطار کا جواب دینا ہوگا۔ اور یہ مجھے معلوم نہیں کہ اس حساب اور جواب کے وقت میری کیا حالت ہوگی ٭

منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ہر لقمے کے واسطے تین سوال پوچھے گا ٭

اول یہ کہ اے بندے یہ لقمہ جو تو نے کھایا کس سے کھایا اور کس واسطے کھایا ٭

دوسرا یہ کہ اے بندے جب تو نے لقمہ کھایا تو ہمارے لئے کیا کام کیا اور کیا لایا ٭

تیسرا اے بندے! یہ کھانا جو تو نے کھایا ہے۔ کہاں سے لیا اور کس قسم کا تھا ٭

اگر بندے نے نیک کام اور خدا کی بندگی کرنے کے واسطے کھایا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اس کے دل میں ہوگی۔ تو اللہ تعالےٰ اسے خلاصی عنایت کرے گا۔ نہیں تو دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا۔ لا الٰہ الا اللہ ٭

اے بھائی! یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ آیا یہ کھانا حلال ہے۔ یا حرام۔ اور کہاں سے دستیاب ہوا ہے۔ اگر کھانا حلال کی کمائی ہے۔ تو اس کا حساب ہوگا۔ اور اگر حرام ہوگا تو اس کا عذاب ہوگا۔ جو لوگ عمدہ عمدہ لذیذ کھانے دنیا میں کھاتے ہیں۔ انہیں قیامت کو معلوم ہوگا۔ کہ آیا اس قسم کے طعام حلال کی وجہ سے ہیں۔ یا حرام کی کمائی اور ان دنیاوی شان وشوکت اور ریشمی زرین لباس اور گھوڑوں ہاتھیوں۔ غلاموں لونڈیوں اور عمدہ عمدہ مکانات کی جواب دہی کرنی پڑے گی ٭

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص دنیا میں حرام کی کمائی کا ایک لقمہ یا ایک پیالہ پانی پئے۔ قیامت کے دن اس کا پیٹ دوزخ کی آگ سے بھرا جائے گا۔ نیز فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص ایک لقمہ حرام یا ایک گھونٹ شراب حرام کی کمائی کا پئے۔ چالیس روز تک اللہ تعالےٰ اس کی عبادت قبول نہیں کرتا۔ اور اس کا چہرہ بے نور ہو جاتا ہے اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور اس کی بات لوگوں میں معتبر نہیں سمجھی جاتی۔ اور جو شخص حلال کھائے اور اس

حلال لقمے سے فرزند پیدا ہو۔ وہ نیک خصلت۔ نیک گفتار پرہیزگار۔ عابد اور زاہد اور صاحب خیر ہوتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اے بھائی! بندے کی خلاصی درویشی اور فقر میں ہے۔ جس قدر رنج و مصیبت زیادہ ہوں گے۔ اسی قدر رحم اور بخشش زیادہ ہوگی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ فقر غنا کی نسبت ہزار درجہ بہتر ہے۔ اس واسطے کہ اگرچہ غنی سخی ہے۔ لیکن اسے دنیا سے محبت ہے۔ اگر دنیا اس سے لے لی جائے۔ تو وہ غمگین ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ دنیا کا دوستدار ہے۔ اور دنیا سے محبت رکھتا ہے۔ اور اسی واسطے غمگین ہوا ہے اور فقیر کا درجہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ ہے۔ اگر اسے دنیا دی زر و مال اور جاہ و مرتبہ حاصل نہیں تو اسے کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی محبت کی طرف مائل ہے۔ ایسا فقیر ایسے غنی کی نسبت بارگاہ الٰہی میں ہزار درجہ بہتر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اے بھائی! درویش کا کام یہی فقر و فاقہ ہے۔ درویش دن رات ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتا ہے۔ اور درویش فقر میں فخر سمجھتا ہے۔ جس طرح کہ دولت مند کو دولت پر فخر ہوتا ہے۔ درویش جب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ تو اسی وقت اس کا دل اور اس کی جان دونو اس طرح پگھل جاتے ہیں۔ جیسے آگ سے موم۔ اس واسطے کہ پیٹ بھر کا کھانا اللہ تعالےٰ کے دوستوں کی علامت نہیں۔ میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے۔ کہ جو فقر حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا۔ وہ کسی کے گھر میں شاذ و نادر ہوگا۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ آپ بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں متواتر کئی روز تک فاقہ رہتا۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں۔ کہ پانچ وقت کا فاقہ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سات وقت کا فاقہ ہوا۔ تو آنجناب سرور کائنات کے حرم نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہؐ ہم بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ کہیں سے قرض کا بندوبست کریں۔ تاکہ ہم میں عبادت کی قوت تو پیدا ہو جائے۔ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اچھا ہم علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ہیں۔ شاید وہاں سے کچھ مل جائے

متابعت کے لائق نہیں۔ میں نے یہ کہا ہے۔ خدا کرے وہ خوش وقت ہو سے

اسرارِ محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا نیست بہر کانے

السّرفی ذکر شیخ المشائخ خواجہ حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ

تذکرۃ الاولیا میں خواجہ حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ کی حکایات بہت سی مندرج ہیں۔ لیکن میں نے وہی درج کی ہیں جو اپنے پیر سے سنی ہیں۔ میرے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین شریف سروجی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کے مرید اور خلیفہ تھے ۔

منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ اعلےٰ درجہ کے عالم اور متقی پرہیزگار تھے۔ اور ستر سال تک آپ کا وضو سوائے ضرورت کے کبھی باطل نہیں ہوا۔ اور ہمیشہ آپ یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ اور زیادہ تر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو فرماتے تھے۔ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور بہشت میں جاتا ہے۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ سے چاہتا ہے۔ پا لیتا ہے ۔

منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کا خرقہ پہنا۔ اور وہ خرقہ ایک گودڑی تھی۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کو پہنائی تھی۔ اور نصیحت کی تھی کہ اے علی! یہ خرقہ خدا کے دوستوں کو پہنچا دینا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے وہ خرقہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کو پہنایا۔ اور فرمایا۔ اے حسن! یہ درویشی اور فقر کا خرقہ ہے۔ اسے پہن لے

جب آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا گھر کے صحن کو دھو کر جھاڑ کر رکھی ہیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک پہنچے تو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا دیکھ کر تعظیم کے لئے نہ اٹھیں۔ اور نہ ہی آپ کی کچھ عزت و حرمت کی۔ اس وقت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں نو وقت کا فاقہ تھا۔ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں مارے فاقوں کے تاریکی چھا گئی تھی۔ اور آدمی کو پہچان نہیں سکتی تھیں انہوں نے خیال کیا کہ شاید علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ آئے ہیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے میری کچھ عزت و حرمت نہیں کی۔ تو خیال کیا کہ شاید فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو معلوم ہے کہ میرا باپ فقیر ہے۔ اس لئے میری تعظیم نہیں کی۔ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے پکارا۔ کہ اے فاطمہ! میں تیرا باپ محمد مصطفٰے صلعم ہوں۔ تو نے مجھے دیکھ کر استقبال کیوں نہیں کیا۔ اور میری تعظیم کیوں نہیں کی۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آنکھوں میں آنسو بھر لائیں۔ اور عرض کی۔ کہ میری جان محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر قربان ہو مجھے نہیں معلوم ہوا کہ کون آیا ہے! میں نے یہی خیال کیا تھا کہ شاید امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے ہیں۔ اے میرے سردار! میرے گھر میں نو وقت کا فاقہ ہے۔ اور آنکھوں میں تاریکی چھا گئی ہے۔ اس لئے میں آدمیوں کو پہچان نہیں سکتی۔ اور بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے آدمی میں تمیز نہیں کر سکتی۔ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بھوکے حجرے کے اندر لیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت نہیں کہ باہر آ سکیں۔ پیغمبر علیہ السلام نعرہ مار کر فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر نکل آئے پہلے ہی آپ درد مند تھے۔ اس پر یہ درد اور زیادہ ہوا ✦

القصہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار! تو نے سلیمان علیہ السلام کو دنیا کی ملک دیا۔ اور اس نے یہ کہا کہ مجھے ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو۔ اور یوسف علیہ السلام کو مصر کا بادشاہ بنایا۔ اور موسٰے علیہ السلام کو کلیم اللہ بنایا۔ اور مریم کو بہشتی نعمتوں سے پالا۔ گرمی کا میوہ سردی اور سردی کا میوہ گرمی میں اسے دیتا رہا۔ اور ہم کو اور ہمارے اہل بیت کو اور فرزندوں کو فقر دیا۔ جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ اے محمد! تو ساری خلقت سے بزرگ ہے

تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اور درویشی اختیار کر لے۔ اس خرقہ کے مالک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور آنجناب سرور کائنات کو فقر و فاقہ حاصل تھا۔ جو شخص خرقہ پہنتا ہے۔ اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ جو کچھ گھر میں ہو۔ وہ سب فقیروں کو دیدے۔ اور خود ایسا مفلس اور درویش بن جائے۔ کہ اس کے ہاتھ، کیسے اور گھر میں کوئی دنیاوی چیز نہ رہ جائے۔ بعد ازاں اس کا دل اور اس کی جان اور اس کی روح اللہ تعالٰے کی یاد میں مشغول ہو۔ جب اللہ تعالٰے کی محبت اس کے دل میں ہو جاتی ہے تو پھر اسرار الٰہی اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔" خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے امیر المومنین کی ہر ایک نصیحت کو قبول کیا۔ اور خرقہ پہن کر جب گھر آئے۔ تو جو کچھ گھر میں موجود تھا۔ سب فقیروں کو بانٹ دیا۔ حتٰے کہ ایک وقت کی خوراک بھی گھر میں نہ رکھی تین دن کے بعد کھانا کھاتے۔ اور کبھی کبھی پانچ پانچ چھ چھ روز کے بعد افطار کرتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ خواجہ صاحب! لوگ تو تھوڑا کھانے سے کمزور اور بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور عبادت الٰہی بجا نہیں لا سکتے۔ لیکن آپ کہ پانچ پانچ چھ چھ روز گزر جاتے ہیں۔ اگر آپ کمزور ہو جائیں یا بیمار پڑ جائیں تو کیا کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ کی متابعت کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کو کبھی دو تین فاقے اور کبھی کبھی پانچ چھ وقت کا فاقہ ہوتا تھا۔ چونکہ میں نے ان کا خرقہ پہنا ہے۔ اگر میں ان کی متابعت نہ کروں۔ تو مجھے ان سے شمار نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ درویش کہا جائے گا۔ بلکہ یہ کہیں گے کہ یہ خود رائی ہے۔ اہل خرقہ نہیں۔ اس واسطے کہ اہل خرقہ بہت کم کھاتے ہیں۔ اور یہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔ اور انہوں نے فاقے کئے ہیں۔ اور یہ ہر روز کھاتا ہے۔ چونکہ میں ان سے وابستہ ہوں اس لئے جس راہ وہ چلے ہیں مجھے بھی چلنی چاہیئے۔ خواہ ہم کمزور ہو جائیں۔ اور خواہ بیمار۔ لیکن حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی متابعت کو نہیں چھوڑیں گے۔ لا الٰہ الا اللہ ✦

پیر دستگیر قطب الاولیا عماد الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ ہمیشہ خلوت میں رہتے۔ اور اللہ تعالٰے کی یاد کرتے ہیں۔ اور محبت دو یا کرتے

اور فقر سب نعمتوں سے بزرگ ہے۔ میں بڑی نعمت بڑے آدمیوں کو دیتا ہوں۔ میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ اور جسے دوست رکھتا ہوں۔ اسے فقر نصیب کرتا ہوں اس واسطے کہ فقر میں بندہ ہر وقت میری یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اور میرا محتاج ہوتا ہے۔ اور جب دولتمند ہوتا ہے۔ تو دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس کی محبت دنیا سے ہو جاتی ہے۔ اور مجھے یاد نہیں کرتا۔ اور جس وقت یاد کرتا ہے۔ اسی وقت دنیاوی خیالات اس کے دل میں گزرتے ہیں۔ اور میری یاد سے رہ جاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اے بھائی! دیکھ اور سوچ کہ جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آنجناب سرور کائنات کے داماد امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کو اس قدر فقر و فاقہ تھا۔ تو ہم تم اگر فقیر ہو جائیں تو کونسی عجب کی بات ہے۔ ہر شخص فقر کے لائق نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کا دوست ہے۔ وہ فقر کو قبول کرتا ہے اور جسے اللہ تعالےٰ محبت کرتا ہے۔ فقر اسی کے نصیب کرتا ہے۔ فقر عاشقوں کا شرف ہے۔ اور عارفوں کا سرمایہ ہے۔ فقر میں ایمان سلامت رہتا ہے۔ اور فقر میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے۔ اور فقیر ہمیشہ دنیا اور آخرت میں امن و امان میں رہتا ہے۔ اور فقیر کے دشمن کو جان کا ڈر ہے۔ جو فقیر کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے دوست رکھتا ہے۔ اور جو فقیر کو دکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے مرتے وقت موت کی زیادہ سختی دیتا ہے۔ اور اس کی زبان لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے کہنے سے بند رکھتا ہے اور اس وقت فرشتہ اس شخص کو کہتا ہے کہ تو اس بات کا بدلہ لے۔ جو تو نے دنیا میں کی یعنی بخیلی۔ تو نے دنیا میں فقیر کو محروم رکھا۔ اور اسے دکھ دیا ۔

اور جو شخص دنیا میں فقیروں کے دل خوش کرتا ہے۔ سا اللہ تعالےٰ اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اس کی زبان پر کلمہ جاری رہتا ہے۔ اور موت کی تلخی اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کی بابت منقول ہے۔ کہ آپ رات کو جاگا کرتے تھے اور قیام کیا کرتے تھے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ یا تو آپ قرآن شریف پڑھا کرتے یا قدرت الٰہی کے آثار کی فکر میں رہتے۔ اور فجر کی نماز ادا کرکے ایک نیزہ یا دو نیزے سورج نکلنے تک قبلے کی طرف منہ کئے بیٹھے رہتے تھے۔ اور یاد الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور ان کلمات کو فجر کی نماز کے سلام کے بعد دس مرتبہ پڑھتے:- لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیئ قدیر ۔ اور بعد ازاں دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر دوسری دعائیں مشغول ہوتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ جو فجر کی نماز کے ساتھ ہی یہ کلمات پڑھتے ہیں اس میں کیا بھید ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حدیث نبوی میں آیا ہے۔ کہ جو شخص فجر کی نماز کے ساتھ ہی پاؤں ہلانے اور بات کرنے سے پیشتر ان کلمات کو دس مرتبہ اور سورہ اخلاص کو دس مرتبہ پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ ہر پڑھنے پر پندرہ نیکیاں اور دس درجے اسے عطا فرمائے گا۔ اور یہ عمل ایسا ہے کہ گویا اس نے دس غلام آزاد کئے۔ اور اس روز شیطانی مکر سے اللہ تعالےٰ کی امان میں رہے گا ۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد بغیر بات کرنے یا کھڑا ہونے کے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیئ قدیر پڑھے۔ ان دونوں حدیثوں میں ترک کلام اور رو بقبلہ ہونے کی شرط ہے ۔

اور ابو درداؓ کی روایت کے مطابق وسیلۃ القلوب میں لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من کان فی دبر صلوٰۃ الفجر وھو ثانی رجلیہ قبل ان یتکلم لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیئ قدیر عشر مرات کتب اللہ لہٗ بکل واحد من ھن عشر حسنات ورفع بہا عشر درجات وکان لہٗ بکل واحد منہا عدل رقبۃ وکان یومہٗ ذالک حرز من الشیطان ولا شیئ الذی ان یدرک الا الشرک

رجو صبح کی نماز کے بعد پیشتر اس کے کہ وہ کسی سے بات کرے یا گھٹنا اوپر اٹھائے ۔
دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی
ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر پڑھے
تو اللہ تعالے اس کے اعمالنامے میں ہر دفعہ کے مطابق دس نیکیاں زیادہ کرتا ہے ۔
اور دس درجے اس کے زیادہ ہوتے ہیں ۔ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب اسے حاصل
ہوتا ہے ۔ اور اس روز اللہ تعالے کی حفظ و امان میں رہتا ہے ۔ اور شرک کے
سوا کوئی گناہ مصیبت اور تکلیف اسے نہیں پہنچتی ۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں " من صلی الفجر ومکث الی طلوع الشمس فکانما اشتری من
اولاد اسمٰعیل واعتقہم " رجو فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک بیٹھا رہے تو
گویا اس نے اسمٰعیل کی اولاد سے غلام خرید کر آزاد کئے ۔

فتاویٰ الحجۃ میں لکھا ہے کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد بیٹھنا بہتر ہے ۔

اور عمدۃ الابرار میں لکھا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد مصلے پر سورج نکلنے تک بیٹھے
رہنا بہتر ہے ۔

نہایۃ شرح ہدایہ نے المحیط میں لکھا ہے کہ صبح سے لے کر نماز صبح ادا کر لینے تک کسی
سے آپ گفتگو نہ کرتے تھے مگر فجر کے اول و آخر میں ۔ کیونکہ فجر کے اول اور آخر میں اپنی روزی
اور معاشں کے لئے گفتگو کر لینے سے کوئی ڈر نہیں ۔ اس کلام سے مراد یہ ہے کہ گفتگو
کرنا مباح ہے ۔ لیکن فضول گفتگو تمام وقتوں میں حرام ہے ۔ اور بعض نے کہا ہے
کہ سورج نکلنے تک ۔

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ سورج نکلنے تک کسی سے گفتگو نہیں
فرمایا کرتے تھے ۔ لا الہ الا اللہ ۔

علی مرتضےٰ اہل صلاح تھے ۔ اور آپ کے اقوال و روایتوں کے لئے کامل حجت
ہیں ۔ اور آپ از روئے قول و فعل متابع مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے ۔ جو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی متابعت کر لے وہ
بھی اہل اللہ اور ولی اللہ ہو جاتا ہے ۔ اور متابعت کی نعمت اور دولت اہل نعمت
کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتی ۔ کیونکہ ہر شخص مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی

چنانچہ خواجہ صاحب کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے اور بینائی کم ہو گئی ۔ لوگوں نے جب آپ
سے پوچھا کہ آپ کس واسطے اتنا روتے ہیں ۔ کہ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں ۔ تو آپ
نے جواب دیا کہ میں گنہگار ہوں ۔ جب مجھے اپنا کیا یاد آتا ہے ۔ تو میں اللہ تعالے
جل شانہٗ سے ڈرتا ہوں ۔ کہ اگر وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے ۔ تو پھر میں کیا
کروں ۔

منقول ہے کہ ایک روز خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ یہ حدیث پڑھ
رہے تھے ۔ "آخر ما یخرج من النار رجل اسمہ ھناد" کہ جو شخص سب
سے بعد دوزخ سے نکلے گا ۔ وہ ہناد نام ہوگا ۔ آپ نے فرمایا کاش وہ مرد حسن
بصری ہوتا ۔ لا الہ الا اللہ ۔

منقول ہے کہ ایک روز ایک شخص کو بڑے درد و غم سے روتے ہوئے دیکھ
کر خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے اس سے پوچھا کہ اے عزیز ! تو کیوں روتا ہے ! اس
نے کہا کہ میں امام محمد کعب قرظی کی مجلس میں حاضر تھا ۔ میں نے ان سے کہتے ہوئے
سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں میں سے ایک شخص ایسا ہو
گا جو بسبب اپنے گناہوں کے شامت اعمال کے ہزار سال دوزخ میں رہے گا ۔ اس
لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ شخص میں ہی نہ ہوں ! ۔
خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے کہا ۔ اے پروردگار ! کاش کہ میں ہی وہ شخص ہوں
کہ ہزار سال بعد دوزخ سے باہر نکلوں ۔ لا الہ الا اللہ ۔

منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ بڑے خدا ترس تھے ۔ بارہا
لوگوں نے آپ کو بے حد روتے ہوئے دیکھا ۔

منقول ہے کہ ایک روز خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ اپنی جھونپڑی کی چھت
پر عبادت الٰہی میں مشغول تھے ۔ خدا کے خوف سے اس قدر روئے کہ کپڑے تر
ہو گئے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ پاک ہے یا نہیں ؟ آپ نے فرمایا اسے جلدی دھو ڈالو
کیونکہ یہ گنہگار کی آنکھوں کا پانی ہے ۔ لا الہ الا اللہ ۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کی نماز جنازہ
میں موجود تھے ۔ جب اسے دفن کیا گیا تو اس کی قبر پر اتنا روئے کہ اس قبر

کی مٹی تر ہو گئی ۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! ہمارا اول و آخر قبر ہے ۔ اگر دنیا کے انجام پر نظر کرو تو قبر ہے ۔ اور اگر آخرت کے اول پر نظر کرو تو قبر ہے ۔ القبر اوّل منزل من الآخرۃ و داخل منزل من الدنیا ۔ ان معنوں کا بھید ہے چونکہ ہر ایک کا اسی سے پالا پڑتا ہے ۔ اس لئے زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ حاضرین مجلس اس قدر روئے کہ تمام یکرنگ ہو گئے ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اہل اللہ اور پر درد تھے ۔ ہر مرتبہ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے یا سنتے تو اس قدر بے ہوش اور بے طاقت ہو جاتے ۔ کہ آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دئیے جاتے ۔ اور جب ہوش میں آتے تو پھر روتے اور کہتے کہ اے پروردگار! حسن گنہگار ہے تو اس پر رحم کر چونکہ تو نے حسن کو درویشی کا خرقہ عطا کیا ہے ۔ اس لئے درویشوں کے روبرو اسے شرمندہ نہ کرنا ۔

منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ بہت کم گفتگو کرتے ۔ اور اگر کرتے تو لوگوں کے لئے فائدہ بخش نہ ہوتی ۔ اور لا یعنی باتیں قریب نشر کے کیں ۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے سہواً خادم کو حکم دیا کہ گیہوں کی روٹی اور مچھلی خوب لذیذ بنا کر لانا کہ میں کھاؤں ۔ خادم نے حسب الحکم فوراً تیار کی اور آپ کے روبرو لایا ۔ آپ نے خادم کی طرف دیکھا ۔ کہ یہ عادت کے برخلاف ہے ۔ درویش کو لذیذ کھانوں سے کیا واسطہ ۔ خادم نے عرض کی کہ آپ ہی نے طلب کیا تھا ۔ اس واسطے میں لایا ۔ خواجہ صاحب نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے ۔ اور زار زار رونے لگے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار! حسن نے غلطی سے گناہ کیا ہے ۔ درویشوں کے دفتر سے حسن کا نام دور نہ کرنا ۔ چالیس روز تک آپ روتے رہے ۔ اور ان چالیس روز میں کچھ نہ کھایا ۔ آواز آئی کہ اے حسن! ہم نے تجھے بخشا ۔ اور درویشوں کا سردار بنایا ۔ لیکن عاجزی اور بیچارگی کو نہ چھوڑنا ۔ کیونکہ ہماری بارگاہ میں گریہ و زاری اور عاجزی کی عزت ہوتی ہے ۔ اور میں اس بندے کو دوست رکھتا ہوں جو میرے ڈر سے روتا ہے ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اے بھائی! امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا یہ کام تھا کہ دن رات گریہ و زاری میں مشغول رہتے ۔ کسی وقت بھی کسی نے آپ کی آنکھوں کو خشک نہیں دیکھا ۔ اور آپ اس قدر کمزور اور لاغر ہو گئے تھے ۔ کہ وجود مبارک میں خون تک نہیں رہا تھا ۔ طبیبوں نے ایک مرتبہ آپ کی نبض دیکھی تو رونے لگے ۔ خادم نے ان سے پوچھا کہ اے طبیبو روتے کیوں ہو ۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے خواجہ صاحب کی نبض دیکھی ہے ۔ اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کے وجود مبارک میں خون نہیں رہا ہے ۔ اور ہڈیوں میں مغز کم ہو گیا ہے ۔ علم طب میں ایسے آدمی کا کوئی علاج نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے زندہ رکھے تو رکھے ۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہیں ہوتی ۔ خواجہ صاحب نے نعرہ مارا اور فرمایا کہ اے طبیبو! تم عاشقوں کی نبض کیا پہچانو ۔ غافلوں اور عام لوگوں کی زندگی خون اور ہڈیوں کے مغز سے ہوتی ہے ۔ لیکن عاشقوں کی زندگی دوست کی یاد اور اس کے ذکر سے ہوتی ہے ۔ خون کی بجائے ان کے بدن میں محبت ہوتی ہے ۔ اور عام لوگ تو کھانے پینے سے قوت حاصل ہوتے ہیں ۔ لیکن عاشق لوگ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت سے قوت حاصل کرتے ہیں جب وہ ذکر کرتے ہیں ۔ تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے ہزارہا نعمتیں کھائی ہیں ۔ لیکن اگر کبھی کسی وجہ سے وہ یاد الٰہی بھول جائیں ۔ تو ایسے لاغر اور کمزور ہو جاتے ہیں ۔ کہ گویا انہوں نے کئی روز تک کچھ کھایا ہی نہیں ۔ عاشقوں کی غذا اور ہے اور عاقلوں کی اور ۔ عاشقوں اور عاقلوں کی غذا میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ کستوری کی خوشبو اور لہسن کی بو میں یا کافور کی خوشبو اور ہینگ کی بو میں ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اے بھائی محبت اور عشق ہر ایک کو نہیں دیتے ۔ اور جسے دیتے ہیں ۔ وہ مقبول خدا ہو جاتا ہے ۔ اگر ہر ایک عاشق ہی ہو جاتا ۔ تو کیا اچھا ہوتا ۔ لیکن چونکہ ہر ایک دل اس بارگاہ کے لائق نہیں اس واسطے نہ دیا ۔ جس کے لئے یہ کسیلہ ہے

وہ خوش رہے ہے

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السرفی ذکر شیخ المشایخ شیخ عبد الواحد زید رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے اور مجاہدے اور ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور بڑے اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ آپ امیر المومنین حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد تھے۔ اور عبادت میں ثابت قدم تھے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کو بہت دوست رکھتے تھے۔ اور بہت کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں سے میل جول نہ رکھتے تھے۔ اور آدمیوں میں مل جل کر نہ بیٹھتے۔ یاد الٰہی میں مشغول رہتے اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں سے ملاقات کرتے۔ اور جہاں کہیں درویش کی خبر پاتے۔ فوراً اس کی ملاقات کے لئے روانہ ہوتے۔ آپ بڑے خلق اور تواضع سے پیش آتے۔ آپ کو بہت کم پہلے کسی نے سلام کیا ہوگا۔ خواہ اعلیٰ ہو یا ادنےٰ چھوٹا ہو یا بڑا آپ ہی اسے پہلے سلام کرتے۔ اور اس کی تعظیم اس طرح بجا لاتے جیسے غلام یا نوکر اپنے مالک اور آقا کی تعظیم بجا لاتے ہیں۔ آپ بڑے ادب کے ساتھ لوگوں کے پاس بیٹھتے اور فرماتے۔ کہ تم تمام بادشاہ کے غلام ہو۔ اس لئے تمہاری تعظیم واجب ہے۔ کیونکہ جسے بادشاہ کی محبت ہوتی ہے۔ وہ بادشاہ کے غلاموں کی تعظیم کرتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ اور تم اللہ تعالےٰ کے بندے ہو۔ پس ہمیں واجب ہے کہ تمہاری تعظیم کریں۔ کیونکہ تمہاری تعظیم دراصل اللہ تعالےٰ کی تعظیم ہے ✦

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ شیخ عبد الواحد زید صاحب کرامت تھے۔ بہت سے گذشتہ لوگوں نے شیخ علیہ الرحمۃ کی کرامات دیکھی ہیں۔ ایک روز آپ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چند ایک فقیر کنارے پر کشتی کے منتظر بیٹھے ہیں۔ کہ اس میں سوار ہو کر دریا کے پار جائیں۔ جب کشتی آئی تو ملاح نے اور سب کو تو سوار کرلیا۔ لیکن ان فقیروں کو نہ ہونے دیا۔ فقیر اس بات سے نہایت شکستہ اور دل رنجیدہ ہوئے۔ شیخ عبد الواحد زید نے ان کو اشارہ کیا کہ آؤ میں تمہیں دریا سے پار کروں۔ آپ نے فرمایا کہ دجلہ کو جا کر کہو کہ عبد الواحد زید نے کہا ہے۔ کہ خشک ہو جا۔ فوراً پانی خشک ہو گیا۔ اور فقیروں کا ٹخنہ بھی تر نہ ہوا۔ سارے فقیر دریا پار ہو گئے۔ اور بہت خوش ہوئے۔ ملاح آکر شیخ علیہ الرحمۃ کے پاؤں پڑا۔ اور عرض کی کہ یا مخدوم مجھ سے خطا ہوئی۔ آپ للہ معاف فرما دیں۔ آپ نے پوچھا کونسی خطا؟ اس نے عرض کی کہ میں نے فقیروں کو کشتی میں بیٹھنے نہ دیا۔ آپ نے فرمایا جا۔ پھر کبھی فقیروں کو دل کو نہ ستانا ✦

منقول ہے کہ ایک روز شیخ عبد الواحد زید نے اثنائے راہ میں ایک کبڑے اور کمزور بوڑھے کو راستے میں پڑا ہوا دیکھا۔ اور اس وقت دھوپ بڑی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اور وہ بوڑھا بہت بے کس تھا۔ کوئی اس کا پرسان حال نہ تھا۔ اور وہ سائے کی خواہش تو کرتا تھا۔ لیکن کوئی شخص اس کی مدد نہیں کرتا تھا۔ کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سائے میں پہنچا دے۔ جب آپ اس کے نزدیک پہنچے تو آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ اے بادل! اس بیمار پر سایہ کر۔ فوراً بادل نمودار ہوا۔ اور اس بیمار پر سایہ کیا۔ اس کمزور بوڑھے نے کہا۔ یا شیخ مشفق آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحت عنایت فرمائے۔ آپ نے عین لطف و کرم سے فرمایا۔ کہ اچھا تجھے صحت ہوگی۔ ایک لحظہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ وہ بوڑھا اٹھ کر چلنے لگا ✦

میں نے اپنے پیر دستگیر کی زبانی سنا ہے کہ ایک روز شیخ عبد الواحد زید کسی راہ چل رہے تھے۔ آپ سے چند ایک فقیر جو بھوکے پیاسے تھے ملے۔ ان فقیروں نے آپ کے پاؤں چومے اور آہ و زاری کرکے عرض کی۔ کہ آپ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں۔ اور آپ کی دعا مقبول ہے۔ اور ہم سب بھوکے ہیں۔ اور ہمارے بال بچے بھوک کے مارے ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ ہمیں دو وقت کا کھانا ملے اور ہم دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہتے۔ آپ نے ازراہ کرم فرمایا کہ اچھا جاؤ آج ہی تم دولت مند ہو جاؤ گے۔ لیکن شریعت نبوی پر قائم رہنا

اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا۔ اور برے کاموں سے بچے رہنا۔ ان فقیروں نے قبول کیا اور اپنے اپنے گھر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی عورتوں نے نہایت عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کے دینار ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا؟ اور یہ مال کس نے دیا۔ ان کی عورتوں نے کہا کہ ہم بھوکے اور پیاسے تھے۔ ایک شخص نے آ کر زنجیر کھٹکھٹائی۔ جب ہم گئے تو اس نے دیناروں کا بھرا ہوا تھیلا ہمیں دیا۔ اور کہا کہ تم تمام مرد اور عورتیں آپس میں بانٹ لو۔ اور جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں کہنا کہ شیخ عبدالواحد کا ایک دوست آیا تھا اس نے یہ دینار ہمیں دیئے ہیں۔ اور کہتا ہے۔ کہ اے ناقصو! کہ جب تم شیخ عبدالواحد سے ملے تو صرف دنیا کیوں ان سے طلب کی۔ اگر دین بھی طلب کرتے۔ تو اللہ تعالےٰ شیخ عبدالواحد زید کی برکت سے تمہیں کامل دین عطا فرماتا۔ لاالٰہ الا اللہ ؛

اے بھائیو! شیخ عبدالواحد زید کی کرامتوں کی کوئی حد نہیں۔ جو میں نے اپنے پیر کی زبانی سنیں۔ اگر انہیں بھی درج کروں تو ایک اور الگ کتاب بنانی پڑے۔ لیکن چونکہ یہ کتاب مبتدیوں کے لئے ہے۔ اس لئے بخوف طوالت اتنی ہی بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ خانوادے کے معتقدوں اور مریدوں کو ذوق حاصل ہو ؛

منقول ہے کہ شیخ عبدالواحد ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ اور بہت کم کھانا کھاتے۔ اور دو دو اور تین تین وقت کا فاقہ کرتے۔ اور تین طی کے بعد دو یا تین نوالے لیتے۔ آپ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کھانا کم کیوں کھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور اپنے پیر کی متابعت کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے بھی بہت کم کھانا کھایا ہے۔ اور بھوک اور فاقے کو دوست رکھا ہے۔ اگر میں ان کی متابعت نہ کروں تو مجھے درویش نہیں کہیں گے۔ اس واسطے کہ درویش وہ شخص ہے جو ازروئے قول اور فعل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کی متابعت کرے اور جب وہ متابعت نہیں کرتا تو لوگ اسے حقیر جانتے ہیں۔ اور اس کو حقیر جاننا گویا اس کے پیر کو حقیر جاننا ہے۔ اور اس کے پیر کو حقیر جاننا گویا علی المرتضےٰ کو حقیر جاننا ہے۔ اور علی المرتضےٰ کو حقیر جاننا گویا خاتم بدہن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حقیر جاننا ہے۔ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حقیر جاننا گویا نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو حقیر جاننا ہے ؛

پس درویش کو مناسب ہے کہ اپنے پیر کی متابعت نہ چھوڑے۔ کیونکہ پیر کی متابعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے۔ لاالٰہ الا اللہ ؛

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ جب شیخ عبدالواحد زید رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تو آپ نے تجرید کی۔ آپ کے پاس سات غلام تھے۔ ساتوں ہی آزاد کر دیئے۔ اور فرمایا کہ جس طرح میں آج توبہ کر کے گناہوں سے آزاد ہوا ہوں۔ ان غلاموں کو اپنی بندگی اور خدمت سے آزاد کیا۔ اور جو مال واسباب اپنے گھر میں تھا سب محتاجوں اور درویشوں کو دے دیا۔ اور گودڑی پہن کر خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مشغول ہوئے۔ آپ فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا کو ترک کر دیا۔ اور کبھی اتفاقیہ کسی فقیر کے لئے مال ہاتھ میں لیتے۔ تو ہاتھ کو اس قدر دھوتے کہ اس بات کا ڈر ہوتا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا وہ ملنے سے ہاتھ کا چمڑا نہ اکھڑ جائے اور پک نہ جائے۔ اور فرماتے تھے کہ اس شخص پر افسوس ہے۔ جو دل دوست کی طرف لگائے اور ہاتھ میں دنیا لے۔ کیونکہ دنیا پر خدا کا غضب ہے۔ اور جب سے یہ پیدا ہوئی ہے۔ کبھی بھی اسے نظر رحمت سے نہیں دیکھا ؛

پس اگر کوئی شخص درویش ہو اور درویشوں کا خرقہ پہنے اور ان کا جانشین ہو تو اسے ہرگز ہرگز دنیا کو چھونا نہیں چاہیئے۔ اگر چھوئے تو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیئے۔ اگر پاس رکھے تو وہ درویشی خرقے کے لائق نہیں۔ اور قیامت کے دن اسے درویشوں میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے سامنے شرمندہ ہوگا ؛

درویش وہ ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور چیز کا

خیال تک نہ ہو۔ درویش ہمیشہ خالی ہاتھ خالی شکم اور خالی کیسے والا ہوتا ہے جب
رات آئے تو جو کچھ گھر میں موجود ہو کھالے۔ اور اگر کوئی چیز دن یا آئندہ رات
کے لئے رکھے تو سمجھ لو کہ وہ سست اعتقاد اور کم ہمت ہے۔ اور اسے توکل کی
راہ معلوم نہیں۔ وہ کبھی مبتدی ہے منتہی نہیں۔ اور مقتدی ہے۔ مقتدائی
کے لائق نہیں۔ بچے کی طرح نادان ہے۔ وہ دانا نہیں۔ وہ علیل ہے۔ خلیل
نہیں۔ راستہ چلنے والا ہے۔ لیکن راہبر نہیں۔ کچا اور ناکمل مرید ہے اسے
پیری مرتبہ حاصل نہیں۔ درویش کو جو کچھ مل جائے وہ کھا لیتا ہے۔ اور
اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اگر رزق قسمت میں ہے تو مل کر رہے
گا۔ اگر قسمت میں نہیں تو موجودہ رزق بھی کیا نا مُدہ دے سکتا ہے۔ جب کہ وہ
کھایا نہ جائے گا۔ لا الہ الا اللہ ٭

اے بھائی درویشی کا کام سخت مشکل ہے۔ اس واسطے کہ درویشی اسرار
الٰہی ہے۔ اور اسرار کے لائق ہر شخص نہیں خوش وقت ہو جس نے یہ کمال
پیدا کیا ہے

اسرار محبت را نبود ہر دل قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

الستر فی ذکر فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان
گوہر فشاں سے سنا ہے کہ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ صاحب تقویٰ اور دیندار
تھے اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کے برگزیدہ تھے۔ دن رات یاد الٰہی میں مشغول رہتے
اور صاحب ورد تھے۔ اور قرآن کی تلاوت کو بڑا عزیز جانتے اور ہمیشہ پلاس
پوش رہتے۔ اور روزہ رکھتے اور اللہ تعالےٰ کے خوف سے اس قدر روتے کہ جو
شخص آپ کو دیکھتا رو پڑتا۔ اور آپ سب سے رخ پھیر کر راتوں کو قبرستانوں
میں پھرا کرتے۔ اور فرماتے کہ افسوس آخرکار فضیل بھی قبر میں آنے گا۔ اور
اور زار زار روتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اے میرے پروردگار

فضیل گنہگار ہے اس کو رسوا نہ کرنا اور گناہ کے سبب دوزخ میں نہ ڈالنا۔ اور اپنی جدائی
میں مبتلا نہ کرنا جو شخص آپ کو دیکھتا یہی خیال کرتا کہ آپ پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے
اللہ تعالےٰ سے آپ بہت ڈرتے تھے۔ اوائل حال میں آپ قزاق اور چوروں کے سردار
تھے اور مع اپنے ہمراہیوں کے جنگل میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے ہمراہی لوٹ مار
کر کے مال آپ کے پاس لاتے اور آپ جنگل میں بیٹھے قرآن پڑھا کرتے
اور نمدے کی ٹوپی سر پر پہنا کرتے تھے۔ اور تسبیح گلے میں لٹکائے رہتے۔ تاکہ
لوگ فریفتہ ہو کر فضیل کے پاس آئیں۔ آپ کا نام عبادت میں سارے لوگوں
میں مشہور ہو گیا۔ اور لوگ آپ سے ڈرا کرتے تھے۔ کہ کہیں ان کے ناراض ہونے
سے ہم پر مصیبت نازل نہ ہو۔ لیکن جب آپ مقبول الٰہی ہوئے۔ تو جس نے
آپ پر اعتقاد رکھا اس کا مطلب پورا ہو گیا۔ اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ آپ
کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات ایک قافلہ جا رہا تھا۔ اور قافلے کے سردار نے
ایک حافظ کو اپنے ہمراہ لیا۔ تاکہ ساری رات قرآن شریف پڑھتا رہے۔ اس
واسطے کہ اس نے سنا تھا کہ فضیل قرآن پڑھنے کو عزیز جانتا ہے۔ جب
فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ قافلے کے پاس پہنچے تو حافظ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ الم
یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ ٭

ترجمہ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے سوئے ہوئے دل بیدار ہو جائیں) ٭
اس آیت نے آپ کے دل پر تیر کا اثر کیا۔ آپ بے خود اور بے قرار ہو گئے۔ اور
ویرانے کی طرف رخ کیا۔ اور سب سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اور جوانی ہی میں توبہ کی
تمام قافلے والوں نے چاہا کہ روانہ ہوں لیکن ایک نے ان میں سے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو
فضیل تو تمام ہمراہیوں کے راہ میں ہوگا۔ آپ نے جب یہ سنا تو کہا اے قافلے والو
تمہیں خوشخبری ہو کہ فضیل نے توبہ کر لی ہے۔ اور تم سے ایسا ہی بھاگتا ہے جیسا
تم اس سے بھاگتے ہو۔ آپ راستہ طے کرتے جاتے اور روتے جاتے اور
کہتے جاتے تھے کہ اے پروردگار! فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے گناہوں سے توبہ کر لی۔
اور تیری بارگاہ کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ تو اسے قبول کر لے اور بخش۔ اور اس
کے دشمنوں کو خوش کر اور جہاں کہیں آپ کا کوئی دشمن تھا۔ سب کو آپ نے راضی کیا

لیکن آپ کا ایک یہودی دشمن کس طرح بھی راضی نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے اس کی بہت منت وسماجت کی اور روئے۔ آخر اس نے کہا کہ میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا۔ جب تک کہ تو اس ٹیلے کو ہموار نہ کر دے گا۔ اور وہ ٹیلا بہت بڑا تھا۔ آپ دن رات اس سے ریت نکالتے۔ یہاں تک کہ ایک روز ہوا چلی اور اس ٹیلے کو ہموار کر گئی۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ جب تک تو میرا مال نہیں دے گا۔ میں تجھ سے خوش نہیں ہوں گا۔ اب میرے سرہانے کے نیچے سونا ہے۔ وہ اٹھا کر مجھے دیدے تاکہ میں راضی ہو جاؤں۔ آپ نے اس کے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی خاک اٹھالی۔ اور یہودی کو دیدی۔ اس نے کہا پہلے مجھے کلمہ شہادت سکھلا۔ بعد ازاں میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ آپ نے پوچھا کہ تو نے مجھ میں کونسی بات دیکھی کہ تو مسلمان ہوتا ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں نے توریت میں پڑھا ہے۔ کہ جس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ تو مٹی بھی اس کے ہاتھ میں سونا ہو جاتی ہے۔ میرے سرہانے کے نیچے مٹی تھی۔ میں نے معلوم کرنا چاہا تھا کہ آپ کی توبہ قبول بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔ اور جو آپ کا ہم نشین ہوگا۔ وہ بھی مقبول ہو جائے گا۔ میں اس واسطے مسلمان ہوتا ہوں۔ تاکہ آپ کی خدمت کروں اور آپ کی صحبت پاک میں رہوں۔

جب آپ نے اپنے سارے دشمنوں کو خوش کر لیا۔ تو آپ بصرے میں آئے تاکہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمتہ کی زیارت کریں۔ لوگوں سے پوچھا کہ خواجہ حسن بصری کہاں ہیں۔ اہل بصرہ نعرہ مار کر رونے لگے۔ اور کہا کہ انّ للّٰہِ وانا الیہ راجعون دوست دوست کے پاس پہنچ گیا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمت الٰہی سے واصل ہو گئے ہیں۔ آپ سن کر رونے لگے اور کہا کہ افسوس اب میں کس کے پاس جاؤں۔ اور کس کی خدمت میں کیونکہ درویش کو صحبت کا اثر ہوتا ہے جس کی صحبت میں بیٹھے گا۔ اسی کا اثر اس میں ہوگا۔ اہل بصرہ نے کہا کہ خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید بہت بڑا بزرگ اور ان کا خلیفہ ہے اور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا جانشین ہے۔ اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ کا خرقہ پہنے ہوئے ہے۔ تمام اہل بصرہ اسی کے معتقد اور متوجہ ہیں۔ حبیب عجمی اس کا یار ہے۔ ہر ہفتے اس کی خدمت میں آتا ہے۔ آج درویشی کے کام میں وہ بے مثل ہے اور اہل مجاہدہ اور ریاضت ہے اور صاحب مکاشفہ و کرامت لوگوں کو وہ سعت بیعت کرتا ہے۔ اور دین کی راہ دکھاتا ہے۔ اور بیماروں کو دوا اور صحت بخشتا ہے اس کی خدمت کے وسیلے بہت سے اپنے مطلب کو پہنچ گئے ہیں۔ اور محبوب کے اسرار کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ جاؤ۔ اسی کی صحبت پاک میں رہو۔ آپ نے اس کا نام پوچھا۔ لوگوں نے کہا۔ اس کا نام شیخ عبدالواحد زید ہے۔ آپ خانقاہ میں آئے اور پابوس کی۔ شیخ عبدالواحد زید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے فضیل عیاض اگر تجھے محبوب مطلوب ہے۔ تو ان چون وچرا سے روگردانی کر اور اسے چھوڑ دے۔ اور درویشی بے خویشی اور خاموشی اختیار کر اور ہمیشہ اپنے گناہوں کے ماتم میں مشغول رہ اور تمام لوگوں کو اپنے سے بہتر اور اعلےٰ خیال کر۔ اور جو کام تو کرے اس میں یہ خیال کر کہ اللہ تعالےٰ دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے دیکھتے نیک کام کرنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کو حاضر وناظر خیال کرنا چاہیئے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ اگرچہ تو خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن خدا تجھے دیکھتا ہے۔ تمہارے اعمال تمہیں کو واپس دیتا ہے تو گناہ کے نزدیک نہ پھٹکنا۔ جب تیری توبہ اس قسم کی ہوگی۔ تو تیرا نام اللہ تعالےٰ کے محبوں اور دوستوں اور عاشقوں کے دفتر میں لکھا جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ تجھے دوست رکھے گا۔ اور قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ جب گنہگار گناہ سے توبہ کرتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور اسے اپنا دوست بناتا ہے۔ اور جب توبہ پر ثابت قدم ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔ یحب التوابین ویحب المطہرین اللہ تعالےٰ توبہ کرنیوالوں اور پاک ہونے والوں کو محبت کرتا ہے۔ اے فضیل! تجھے خوشخبری ہو۔ کہ جب تو نے توبہ کی تو تو خدا کا دوست بن گیا۔ آ کہ میں تیرے گلے ملوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی دوستی کی قسم ہے۔ کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ اور تجھے درویشی

کی راہ دکھلاؤں اور طریقت اور حقیقت تیرے آگے بیان کروں۔ فضیل عیاض مرید ہوگئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو پہلے یہی شغل سکھلایا۔ کہ اے فضیل خلوت کو اختیار کر اور تنہا بیٹھ کر اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ان گنت کر۔ آپ مشغول ہوئے اور اپنے کام میں یہاں تک ترقی کی کہ اس زمانے کے سارے درویشوں نے بالاتفاق کہا کہ بے شک فضیل ولی اللہ ہے۔ آؤ چل کر التماس کریں۔ ممکن ہے اس کی صحبت کی برکت سے خدا ہمیں بخش دے۔ اور اس کی دعا ہمارے حق میں قبول ہو جائے۔ اور ہمارا انجام اس کی دعا سے بخیر ہو ٭

مختصر یہ کہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ یاد الٰہی میں اس قدر مشغول تھے کہ انہیں اپنے آپ کی بھی ہوش نہ تھی۔ اور آپ ہمیشہ رویا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے پروردگار! فضیل گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اسے گنہگاروں میں اکٹھا نہ کرنا۔ اس نے تیرے دوستوں سے دوستی پیدا کی ہے۔ ان سے اسے شرمندہ نہ کرنا ٭

آپ تارک الدنیا تھے جب سے آپ شیخ عبدالواحد زید علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے آپ نے اہل دنیا کا چہرہ نہ دیکھا۔ اور کوئی دنیاوی چیز جس سے افطار کر سکیں ہاتھ میں نہ لی۔ اور جو راہ اہل دنیا کے گھر کو جاتی۔ اس راہ کبھی آپ نہ چلتے۔ اور اگر غلطی سے راہ چلتے۔ تو جب گھر آتے۔ تو اپنے کپڑے اتار کر فقیروں کو دیدیتے۔ اور فرماتے کہ شاید اہل دنیا کی میل کپڑوں پر پڑی ہو ٭

آپ کامل مرد تھے اور اہل بصارت تھے۔ دنیا کو اس طرح چھوڑا کہ پھر اس کا منہ نہ دیکھا ٭

منقول ہے کہ ایک رات ہارون رشید نے فضیل برمکی کو کہا کہ آج رات مجھے کسی کے پاس لے چل۔ جس سے مجھے آرام حاصل ہو۔ کیونکہ میرا دل اس دنیاوی کاروبار سے گھبرا گیا ہے۔ فضیل برمکی ہارون الرشید کو سفیان ثوری کے پاس لائے۔ جب دروازے پر پہنچے تو فضیل برمکی نے آواز دی۔ کہ بغداد کا خلیفہ ہارون الرشید دروازے پر ہے۔ سفیان نے اندر سے آواز دی۔ کہ مجھے کس لئے خبر نہ کی۔ تاکہ میں خود ہی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ ہارون رشید نے سن کر کہا کہ یہ وہ مرد نہیں جس کی مجھے تلاش ہے۔ سفیان نے جب یہ سنا تو کہا کہ جیسا مرد آپ چاہتے ہیں۔ وہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ پھر فضیل عیاض کے گھر کے دروازے پر آئے۔ اس وقت آپ قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ اور یہ آیت زبان پر تھی ۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحات سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون ٭

ہارون نے کہا اگر میں نصیحت اختیار کروں تو یہی کافی ہے۔ آیت کے معنی ہیں کہ جن لوگوں نے برائی کی وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں لوگوں کے برابر کر دیں گے جنہوں نے نیکی کی ٭

پس ہارون نے فضیل عیاض رحمۃ اللہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے پوچھا۔ کون ہے! جو درویشوں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے فضیل برمکی نے جواب دیا۔ کہ امیر المومنین ہارون رشید ہے۔ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہارون کو ہم سے کیا مطلب! اور ہمیں اس سے کیا واسطہ! فضیل برمکی نے کہا کہ حاکم وقت کی اطاعت واجب ہے۔ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہمیں خواہ مخواہ تکلیف نہ دو۔ فضیل برمکی نے کہا اگر حکم ہو۔ تو مشورے کے لئے آئیں۔ فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ کوئی مشورہ نہیں۔ ہاں اگر ہارون کے حکم سے اندر آؤ۔ تو تم جانو۔ ہارون رشید اندر آیا۔ آپ نے چراغ گل کر دیا۔ تاکہ ہارون رشید کو نہ دیکھیں اس واسطے کہ ہارون رشید اہل دنیا تھا۔ ہارون رشید نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا۔ تو آپ نے چھو کر فرمایا کیا ہی نرم ہاتھ ہے۔ بشرطیکہ یہ دوزخ کی آگ سے بچے۔ اتنا کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور ہارون رونے لگا اور کہنے لگا کہ کچھ تو آپ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈر۔ اور اللہ تعالےٰ کے جواب کی ہوش رکھ۔ کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ایک ایک مسلمان سے بازپرس کرے گا۔ اور ہر ایک کا انصاف کرے گا۔ اگر کسی رات کوئی بڑھیا گھر میں فاقے سے سوئے۔ تو قیامت کے دن وہ تیرا دامن پکڑے گی۔ اور تجھ پر دعوےٰ کرے گی۔ ہارون روتے روتے بے ہوش ہوا چاہتا تھا کہ فضیل برمکی نے کہا۔ کہ

اے فضیل عیاض بس کر۔ کہ امیر المومنین ہارون کو تو نے مار ڈالا۔ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے ہامان تو خاموش رہ کہ تو نے اور تیری قوم نے اس کو مارا ہے۔ نہ کہ میں نے۔ خلیفہ یہ سن کر اور بھی رونے لگا۔ کہ اگر وہ ہامان ہے تو میں فرعون ہوں کیونکہ ہامان فرعون کا وزیر تھا۔ بعد ازاں ہارون نے فضیل برمکی کو کہا کہ ہزار دینار زر آپ کو لا دے۔ جب دینار لائے گئے۔ اور آپ کے پیش کئے گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو نصیحتیں میں نے کی ہیں ان کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور نیز تو نے ظلم یہیں سے شروع کر دیا۔ میں تو تیرے لئے اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ تو خوار زیادہ ہو جائے۔ اور تو میرے لئے یہ کوشش کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی نسبت بخشش اور دوستی سے جدا کر دے۔ اتنا کہہ کر آپ یاروں کے سامنے سے اٹھ کر چلے گئے۔ ہارون الرشید بھی آپ کے گھر سے نکل کر کہنے لگا۔ کہ آہ اگر حقیقت میں کوئی مرد ہے۔ تو یہی فضیل عیاض ہے۔ کہ ہرگز دینار اور دل کو چھوتا تک نہیں۔ اور اہل دنیا کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ اور لاکھوں افسوس اس خام ناتمام پر جو درویشی کا دعوےٰ کرے اور خرقہ درویشی پہن کر دنیا سے ملے اور اہل دنیا سے ملے۔ اور اہل دنیا سے محبت کرے۔ یقین جانو کہ وہ درویشی کے کام میں ناقص ہے۔ وہ خود روئے پیروں کا محتاج نہیں۔ تمام پیروں نے دنیا اور اہل دنیا سے روگردانی کی ہے۔ پھر تمہیں قرب الٰہی حاصل کیا ہے۔ میری جان اس پر فدا ہو۔ جو تارک اہل دنیا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ٭

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ جب سے خواجہ فضیل عیاض علیہ الرحمۃ نے درویشی کا خرقہ شیخ عبد الواحد زید علیہ الرحمۃ سے پایا اور خلافت کے سجادہ پر بیٹھے تو ہر روز پانسو رکعت نماز اپنے اوپر لازم کی۔ اور قرآن مجید کی اسی طرح تلاوت کرتے۔ کہ ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتے۔ اور فقر و فاقہ اس طرح اختیار کیا کہ آپ کے گھر میں تین تین وقت کا فاقہ ہوتا۔ اور کبھی کبھی چار چار پانچ پانچ وقت کا بھی فاقہ ہوتا۔ اور جس روز آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا۔ آپ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے۔ اور اس فاقے کے شکرانے میں سو رکعت نماز ادا کرتے۔ اور کہتے کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ ہمیں برگزیدہ

بنایا اور فقر عطا کیا۔ کیونکہ فقر اسرار الٰہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ۔ حسن بصری علیہ الرحمۃ۔ شیخ عبد الواحد زید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا اسرار عطا فرمایا تھا۔ ہمیں بھی دیا۔ اور اس روز آپ لوگوں کے ہاتھ چومتے کہ اللہ تعالےٰ نے آج ہم پر مہربانی کی ہے۔ اور آپ اللہ تعالےٰ سے اس بات کی خواہش کرتے کہ جب بیچارے فضیل کی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے نوازش فرمائی ہے۔ اور فقر و فاقہ عطا فرمایا ہے۔ تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت کی حرمت سے یہ فقر فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے واپس نہ لے لینا ٭

اے بھائی فقر و فاقہ کی قدر اولیا اور انبیاء ہی جانتے ہیں۔ باقی بیچارے پر شکم ہیں۔ ان کو اسرار الٰہی کی کیا واقفیت ہے۔ کیونکہ ہر ایک دل اسرار الٰہی کے لائق نہیں۔ جس نے یہ کہا ہے۔ وہ خوش وقت ہوے

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّر فی ذکر سلطان العارفین ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے۔ آپ صاحب عدل۔ سخی اور فقیر نواز تھے آپ کے عہد میں کبھی بلخ میں قحط نہیں پڑا۔ اور نہ ہی قلت بارش ہوئی۔ آپ میں صلاحیت اور فلاحیت بہت تھی۔ علما کو دوست رکھتے۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔ اگر بلخ میں ایک شخص بھی بھوکا رہتا۔ تو آپ کو قرار نہ ہوتا۔ جب تک کہ وہ کھانا نہ کھا لیتا۔ آپ ہر روز فقیروں۔ کمزوروں اور بیماروں اور عاجزوں کی پرسش کیا کرتے۔ جب کوئی عالم یا درویش آپ کی ملاقات کو آتا۔ یا آپ جاتے تو تخت پر نہ بیٹھتے اور نہ سوار ہوتے۔ اور عالموں اور فقیروں کے سامنے اپنے آپ کو ایک غلام خیال کرتے۔ اور مشائخ اور علماء کی جوتیاں درست کرتے۔ اگرچہ آپ صاحب حکم تھے۔ لیکن اس گروہ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے

اور ترکش بندوں کو بڑی قیمتی خلعت عطا فرماتے۔ اور ہر ایک ترکش بند کو بھائی کہہ کر پکارتے۔ اور کسی پر بڑائی یا فوقیت نہ کرتے۔ اتفاقاً آپ کے دل سے دنیا کی محبت باقی رہی۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت جاگزیں ہوئی۔ بلخ سے باہر نکلے اور جنگل کی طرف رخ کیا۔ اور اکیلے ہی سفر اختیار کیا۔ آپ کی حکایات تذکرۃ الاولیاء میں بہت ہیں۔ اس واسطے لکھی نہیں گئیں۔ اور چند ایک حکایتیں جو پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ عاشق کی زبانی سنی گئیں۔ وہی لکھی جاتی ہیں تاکہ مریدوں اور معتقدوں کو فائدہ ہو ٭

حکایت۔ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ کو کیا ہوا۔ کہ بلخ کا ملک چھوڑ دیا۔ آپ نے اس آئینے میں نگاہ کی۔ تو اپنا مقام قبر میں دیکھا اور وہاں پر کوئی غمخوار نہیں۔ اور ایک بڑا لمبا سفر ہے۔ لیکن توشہ نہیں۔ اور ایک عادل قاضی دیکھا اور میرے پاس کوئی حجت نہیں۔ اس سے دنیا کی محبت میرے دل سے اٹھ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ بلخ سے کیوں بھاگ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس واسطے کہ خلقت پوچھے گا۔ کہ تورات کو کیا تھا۔ اور دن کو کیا ہو گیا۔ جہاں پر چوں وچناں کی حکایت ہو وہاں پر درویش نہیں رہتا۔ درویش وہاں رہتا ہے۔ جہاں اس کا دوستدار نہ ہو۔ اور اسے کوئی نہ جانے کہ یہ کون ہے۔ اور خدا اور خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انک احد من الناس (تو آدمیوں سے ایک ہے) ٭

منقول ہے کہ ابراہیم ادہم علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ درویش کو ایسا مجرد ہونا چاہیئے کہ جب یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ تو اسے عورت اور بال بچے فراموش ہو جائیں ٭

نیز آپ نے فرمایا کہ جس درویش نے شادی کی گویا وہ کشتی میں بیٹھا۔ اور جو کشتی میں بیٹھا وہ چاہے ہلاکت میں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی عنایت اسے پار کرے تو کرے نہیں تو غرق ہو جاتا ہے ٭

نیز آپ نے فرمایا کہ جو درویش نمک کھاتا ہے۔ وہ رسوا ہوتا ہے

اور جو گوشت کی خواہش کرتا ہے۔ وہ بادشاہوں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ جب تک مزدور نہ بن جائے اسے گوشت میسر نہیں ہوتا۔ یا دین فروش ہو جائے۔ پھر اسے گوشت ملتا ہے ٭

منقول ہے کہ ابراہیم ادہم علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ کسی سے کچھ نہ لیا جائے۔ اگر درویش کے گھر فاقہ ہو۔ اور اہل دنیا اس کے لئے کھانا بھیجیں تو وہ کھانا اپنے کتے کو بھی نہ کھلائے۔ اس واسطے کہ معلوم نہیں کہ بادشاہوں اور اہل دنیا کا طعام حلال کی کمائی ہے یا حرام کی۔ اور درویش کے دل کا آئینہ جو ہزاروں تدبیر دلیل سے صیقل ہوا ہے۔ اور صاف ہو گیا ہے۔ اس کھانے سے خراب نہ ہو جائے۔ اور دل کو سیاہ نہ کر دے۔ اور کتا چونکہ درویش کے گھر میں ہے۔ اس لئے اسے حرام نہ کھانے دے۔ جو آپ کھائے وہی کتے کو دے آہ وہ دیندار کتنے ہی اچھے ہیں۔ جو اپنے کتے کو بھی حرام نہیں کھانے دیتے اور یہ زمانہ کیا ہی عجب ہے۔ کہ بادشاہوں کے کھانے کی خاطر اپنی پگڑی اتار پھینکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی میسر نہیں ہوتا۔ ان کے دلوں کا حال معلوم نہیں۔ ان کے دلوں میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا کھا رہے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بادشاہوں کا کھانا کس قسم کا ہے۔ اور پھر اپنے تئیں بزرگ خیال کرتے ہیں۔ وہ کیا ہی کم عقل اور کم فہم ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں فرزندوں اور دوستداروں کو اس حرام خور طائفے سے بچائے رکھے۔ آمین یارب العالمین ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ جب سلطان ابراہیم ادہم علیہ الرحمتہ نے بلخ کو چھوڑا۔ تو مکہ معظمہ میں آکر جا رہے۔ رہائش اختیار کی۔ اور خانہ کعبہ کے آپ مجاور بنے۔ آپ خود کما کر کھاتے۔ کبھی آپ مزدوری کرتے۔ اور کبھی جنگل سے لکڑیاں لاکر انہیں بیچ کر روٹی پکاتے کچھ فقیروں کو بانٹ دیتے اور کچھ آپ کھاتے۔ اور دو دو تین تین وقت کا فاقہ آپ کے ہاں ہوتے جب آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا۔ تو آپ دو سو رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ ابراہیم معلوم ہوا ہے کہ تیرا کام ترقی پر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تجھ پر فضل و کرم

کرتا ہے۔ پھر فاقہ ہوا ہے۔ آپ ساری رات جاگتے اور یادالٰہی میں مشغول رہتے۔ اور عزیزوں اور فقیروں کے پاس بیٹھتے اور حکایت کرتے۔ اور کھگلی لگا ہوا کپڑا پہنتے۔ اور ننگے پاؤں پھرا کرتے۔ اور ہمیشہ آپ کے سر اور چہرے پر گرد ہوتی۔ آپ میں تیل کی توفیق نہ تھی۔ کہ سر دھوئیں۔ اس قسم کی آپ ریاضت کرتے۔ اور رنج و محنت برداشت کرتے تب کہیں قرب الٰہی آپ کو حاصل ہوا ✦

منقول ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اس شہر میں دیندار۔ اہل مشاہدہ اور اہل مجاہدہ کونسا درویش ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مکہ میں سوائے فضیل عیاض علیہ الرحمۃ کے اور کوئی نہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہی اہل مشاہدہ اور اہل مجاہدہ ہے۔ اور صاحب دین اور تقویٰ ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد ہے اور کامل شیخ ہے۔ اور شیخ عبدالواحد زید کا مرید ہے۔ اور دست بیعت کرتا ہے۔ اور علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہٗ کا خرقۂ خلافت اسے ملا ہے۔ اور سب کا یہ اتفاق ہے کہ فضیل عیاض علیہ الرحمۃ صاحب کرامت ہے۔ اور جو اس کا مرید ہے۔ وہ بھی صاحب کرامت ہے۔ آپ یہ سن کر فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آئے۔ اور پابوسی حاصل کی۔ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ اور فرمایا اے ابراہیم! تو دنیا میں بھی بادشاہ تھا۔ تجھے دین کی بھی بادشاہی ملی۔ اور انشاء اللہ تعالٰے تو ہمارے پیروں کا جانشین ہوگا۔ اور ہمارے مشائخ کا خرقہ پہنے گا۔ اور بڑا بھاری درویش بنے گا۔ چونکہ سلطان ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو عشق نے درہم برہم کیا ہوا تھا۔ پھر جب فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گزرے تو محبت دس گنا ہو گئی۔ آپ خواجہ صاحب کے مرید ہو گئے۔ اور خدمت گزاری اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خرقۂ درویشی سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا۔ اور اپنا خلیفہ بنا لیا۔ اور فرمایا کہ اے ابراہیم! درویشی اللہ تعالٰے کی مہربانی ہے۔ جس کو اللہ تعالٰے دوست رکھتا ہے اسے درویش بناتا ہے۔ اور درویشوں کا خرقہ اسے دیتا ہے۔ تو فقر کو اختیار کرنا۔ کیونکہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا۔ اور "الفقر فخری" فرمایا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے فقر اختیار کیا۔ اور "الفقر عزتی وحرمتی" فرمایا۔ اور امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کے خلیفہ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فقر اختیار کیا۔ اور "الفقر وسیلۃ الی اللّٰہ" فرمایا۔ اور خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ عبدالواحد زید علیہ الرحمۃ نے فقر اختیار کیا۔ اور فرمایا کہ "الفقر کنز اللّٰہ تعالٰی اختیرت الفقر باللّٰہ وترکت الغنی لحب اللّٰہ" (فقر خزانہ الٰہی ہے۔ اللہ تعالٰے سے فقر کو اختیار کیا۔ اور اللہ تعالٰے کی محبت کے لئے دولتمندی کو چھوڑ دیا) اور شیخ عبدالواحد زید علیہ الرحمۃ کا خلیفہ میں ہوں۔ دیکھ میں نے فقر کو اختیار کیا ہے۔ اور دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ تو بھی ہماری اور ہمارے پیروں کی پیروی اختیار کرلے۔ جو فقر کو اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اسے دوست بنا لیتا ہے۔ اور اس کے تمام کاموں کو خود درست کرتا ہے۔ اور اس کا مقصد جلدی حاصل ہوتا ہے۔ سلطان ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ نے خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت قبول کرلی۔ اور درویشی خرقہ پہن لیا ✦

منقول ہے کہ جب سے ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی خرقہ پہنا کبھی بھی کسی کا درم و دام قبول نہ کیا۔ ہمیشہ آپ مجاہدے اور ریاضت میں مشغول رہے ✦

منقول ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس ہزار درہم لایا۔ لیکن آپ نے قبول نہ کئے۔ اور فرمایا اے عزیز! تو چاہتا ہے کہ میرا نام درویشوں کے دفتر سے دور کرے۔ اور اس قدر چاندی کے بدلے ہمیں ہمارے پیروں کے روبرو روز قیامت شرمندہ کرے ✦

منقول ہے کہ جب غیب کی آواز آپ سنتے تو فرماتے کہ بلخ جیسے ہزار ملک اس گھڑی پر قربان کروں۔ اے نامدار بادشاہ ہو۔ اور مقصود مسند سلطانی تمام کمال ہو۔ دیکھو کہ یہ معاملہ کیا ہے! تاکہ تمہارے دل کی دنیا کی محبت اکھڑ جائے ✦

منقول ہے کہ ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ درویش ہی نہیں جو شہوت طلب کرے۔ اور شہوت کی نیت سے طعام کھائے ✦

منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص تین موقعوں پر قرآن پڑھنے نماز ادا کرنے اور ذکر کے وقت اپنے دل کو حاضر نہ پائے۔ وہ سمجھ لے کہ مجھ پر نعمت

اور اسرار کا دروازہ بند ہے ٭

منقول ہے کہ آپ لا الہ الا اللہ کا بہت ذکر کیا کرتے۔ اور فقراور درویشوں کو بہت عزیز جانتے اور درویشوں اور فقیروں سے مل کر بیٹھتے۔ آپ کے گھر میں متواتر چار چار اور پانچ پانچ وقت کا فاقہ ہوتا۔ اور آپ جنگلی میوے سے افطار فرماتے اور سبز گھاس لاتے۔ اور اسے بغیر نمک کے کھاتے۔ اور فرماتے کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ وہ زبان اور نفس کی لذت کو ترک کر دیتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر لذتوں کو ترک کرنے کی لذت تجھے معلوم ہو جائے تو سوائے اس لذت کے اور کوئی لذت تو طلب نہ کرے۔ اس واسطے کہ جو شخص زبان اور نفس کی لذت کو ترک کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے دوست رکھتا ہے۔ ہر ایک بوالہوس اور ناتمام اور ناکمل کو فقر ریاضت اور مجاہدے کے مرتبے کی واقفیت نہیں دیتے۔ اے بھائی اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا کام رنج و محنت اور درد برداشت کرنا ہے۔ درویشوں کی راہ کیا ہی عمدہ راہ ہے۔ اور درویشوں کا پہلو کیا ہی عمدہ پہلو۔ درویش دن رات اپنے تئیں جلاتے ہیں۔ اور اپنا کام سنوارتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی یاد میں رہتے ہیں۔ ہر شخص درویشی کے لائق نہیں۔ وہ خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّرفی ذکر شیخ المحققین شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ کامل شیخ تھے۔ اور صاحب ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ اور سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مرید تھے۔ اور اہل علم فقیر تھے۔ علم سلوک میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اور مشائخ کبار کے سردار تھے۔ آپ کے زمانے میں سارے درویش آپ کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اور عشق اور معرفت میں آپ کے بہت عمدہ اقوال ہیں۔ بہت سے ان کے وسیلے سے قرب الٰہی کے مرتبے کو پہنچ گئے ٭

منقول ہے کہ شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تیس سال تک آپ کا وضو سوائے حاجت کے باطل نہیں ہوا۔ اور مجاہدہ اور ریاضت اس قسم کی کرتے تھے کہ تین فاقوں کے بعد افطار کرتے اور فرماتے کہ جو درویش ہر روز کھاتا ہے۔ اس کو ہر روز تقضائے حاجت انسانی ہوتی ہے۔ اور جس کو ہر روز تقضائے حاجت انسانی ہوتی ہے۔ وہ اسی قدر یاد الٰہی سے باز رہتا ہے۔ اگرچہ عاشق کا دل ذکر یزدانی میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن زبان سے ذکر رحمانی نہیں کر سکتا۔ پس وہ درویش جو دیدار خدا کا عاشق ہے۔ اور ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اس سے ایک دم بھی غافل نہیں رہا جا سکتا ٭

منقول ہے کہ شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ درویش کو خالی ہاتھ خالی شکم۔ خالی کیسہ اور خالی دل ہونا چاہیئے۔ اگر تو درویش کے ہاتھ میں درم دیکھے تو اس کے پاس نہ بیٹھنا اس واسطے کہ درویش کی محبت اور اس کا قرب اللہ سے ہوتا ہے۔ اور درم قہری اور دوری کی علامت ہے۔ اور جو درویش پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے۔ یقین جان کہ وہ ابھی فقیر کے کام میں خام ہے۔ اور نفس پرست ہے۔ ابھی درویشی کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔ اور درویشوں کی راہ اس نے طے نہیں کی۔ اور اسرار الٰہی کا دروازہ اس پر بند ہے۔ اور دروازہ رحمت نہیں کھلا۔ اگرچہ وہ اپنے تئیں مقتدا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن وہ مقتدی ہونے کے لائق بھی نہیں۔ اس واسطے کہ مقتدی کو امام کی متابعت لازمی ہے۔ اور درویش کا امام پیر ہوتا ہے۔ اور تمام پیر خالی شکم ہو گزرے ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک ہر ایک نے فقر و فاقہ دیکھا ہے۔ اور کم کھایا ہے۔ اور کسی نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ اور جس درویش کو کوئی دنیاوی شغل ہو اس کی صحبت سے بھاگنا چاہیئے۔ اور اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اس واسطے کہ دنیاوی شغل درویش کو یاد الٰہی سے روکتا ہے۔ اور ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اور وہ شخص جو خود ہلاکت میں ہو۔ وہ دوسرے کو کب نجات دے سکتا ہے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ

شیخ حذلیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ درویشوں سے مل کر بیٹھتے۔ اور فقیروں سے محبت کرتے اور اہل دولت اور غنی آدمیوں سے روگردانی کرتے اور فرماتے۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحبت اثر کرتی ہے۔ اگر تیری صحبت کا اثر مجھ میں ہو گا تو میرا کام خراب ہو جائے گا۔ اور میں درویشوں میں شرمندہ ہوں گا۔ لیکن اے اہل دنیا! اگر تم چاہتے ہو کہ میری صحبت میں رہو۔ اور میرے برابر ہو جاؤ تو دنیا کو چھوڑ دو۔ اور درویشی اختیار کرو۔ بعد ازاں میں تمہیں اپنے پاس بیٹھنے دوں گا ✣

منقول ہے کہ جب کوئی دنیا کو چھوڑ دیتا اور درویش ہو جاتا۔ تو شیخ حذلیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ ابتدا میں چالیس روز تک اس کا چہرہ نہ دیکھتے۔ اور اپنے پاس نہ آنے دیتے۔ اور فرماتے کہ ابھی اس سے دولتمندی کی بو آتی ہے۔ جب چالیس روز گذر جاتے تو پھر اس توبہ کرنے والے کو بلا کر بغل میں لیتے اور فرماتے کہ آ اے ولی اللہ! اللہ تعالےٰ تجھے دوست رکھتا ہے تو بھی فقیروں کو دوست رکھ۔ گذشتہ نبی فقیر تھے۔ اور سب سے زیادہ فقیر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر سردار تھے۔ اس واسطے کہ آپ سب سے بڑھ کر فقیر تھے۔ لاالہ الا اللّٰہ ✣

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عمادالدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ حذلیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ جوانی سے لے کر بڑھاپے تک درویش رہے۔ آپ نو سال کی عمر میں حافظ اور ساتوں قرأتوں کے قاری تھے۔ اور ایک ختم دن کو اور ایک رات کو کرتے تھے۔ اور قرآن پڑھنے کو بڑا عزیز جانتے تھے۔ اور جہاں کہیں فقیروں کے گروہ کو دیکھتے یا سنتے تو ان کی قدم بوسی کرتے۔ اور ان سے دعا طلب کرتے اور ہر ایک درویش نے آپ کو دعا دی تھی۔ آپ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گزرے تھے۔ اور خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھا تھا۔ اور ان دونوں بزرگوں نے فرمایا تھا۔ کہ حذلیفہ ولی اللہ اور بزرگ شیخ ہو گا۔ اور بہت سے اس کی بدولت منزل مقصود کو پہنچیں گے۔ آپ کو سولہ سال کی عمر میں علم لدنی حاصل ہوا۔ اور علم شریعت کو مرتب کر لیا تھا۔ آپ ہمیشہ پلاس پوش رہتے۔ اور خلوت

اختیار کرتے۔ آپ نے جہان کو ترک کر دیا تھا۔ اور بہت سے لوگ دنیا چھوڑ کر آپ کے معتقد ہو گئے۔ جس کو آپ دعا دیتے تھے۔ فوراً اس کا مطلب پورا ہو جاتا تھا ✣

کہتے ہیں کہ چند ایک کمینے آدمی ازراہ کمینگی آپ کے پاس آئے۔ اور کہا کہ اے حذلیفہؒ! اگر تو خدا میں مشغول ہو گا تو ہم تجھے اس کام سے باز رکھیں گے۔ تو دعا کرنا کہ ہم پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ پھر ہم جانیں گے کہ تو درویش ہے۔ آپ نے ان کی نہ سنی۔ اور یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ ان کمینوں میں سے ایک نے اٹھ کر آپ کا دست مبارک پکڑ کر مروڑا آپ کو تفرقہ باطن ہوا۔ تو تین مرتبہ آہ آہ آہ فرمایا۔ اور آپ کے دہن مبارک سے آگ نکلی اور کمینے کو جا لگی۔ ہر ایک کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور جل کر خاکستر ہو گئے۔ لاالہ الا اللّٰہ ✣

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عمادالدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب حذلیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے جہان کو ترک کر دیا۔ اور خلوت گزیں ہوئے تو خواجہ خضر علیہ السلام آئے اور آپ کو فرمانے لگے کہ اے حذلیفہ راستہ چلنے والا کا رہبر ضرور ہونا چاہیے۔ تو جا کر سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر۔ جو راہ انہوں نے طے کی ہے۔ تو بھی اسی راہ چل تاکہ جلدی اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچ جائے تجھے ابھی درویشی کی راہ میں کسی کامل درویش کی خدمت کرنی چاہیے جو شخص کامل درویش کی خدمت کرتا ہے۔ چند عرصے میں وہ بھی کامل درویش ہو جاتا ہے۔ آپ خلوت کی جھونپڑی سے نکل کر پوچھتے پوچھتے سلطان ابراہیم علیہ الرحمۃ کے جماعت خانہ کی خانقاہ میں آئے۔ اور سر زمین پر رکھ دیا۔ سلطان ابراہیم علیہ الرحمۃ کی نظر آپ پر پڑی۔ تو بہت تواضع سے پیش آئے۔ اور آپ کو اٹھا کر بغل میں لیا اور فرمایا اے حذلیفہ! خاطر جمع رکھ۔ انشاء اللہ چند روز میں تیرا روزگار کھل جائے گا۔ آپ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہوئے۔ آپ چھ مہینے تک ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس عرصے مہینے کے عرصے میں چھ مرتبہ آپ نے کھانا کھایا۔ جب سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا مجاہدہ اور ریاضت دیکھی تو فرمایا کہ

الحمد للہ جو کام درویشوں سے ظاہر ہونا چاہئے ۔ وہ حذیفہ سے ہوا ۔ اے حذیفہ! میں نے اللہ تعالےٰ سے التماس کی ہے ۔ کہ تیرا کام روز بروز ترقی پکڑے ۔ اور تیرا مرتبہ درویشوں میں بڑا ہو جائے ۔ اب درویشوں کی خلافت کا خرقہ جو ان کی یادگار ہے تیرے پاس ہے ۔ اسے پہن لے اور پیر کا جانشین بن ۔ اور لوگوں کو دست بیعت کر ۔ اور ان کی رہنمائی کر ۔ اور شریعت اور طریقت اور معرفت سکھلا ۔ اور جس راہ ہمارے پیر چلے ہیں ۔ تو بھی اسی راہ چل ۔ اور اسی راہ میں قدم رکھ ۔ شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ نے ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کی نصیحت قبول کی ۔ اور خرقہ پہن لیا ۔ خرقہ پہننے کے بعد آپ نے عرض کی کہ یا پیر مجھے کچھ اور بھی نصیحت کیجئے گا ۔ تاکہ میں اس پر عمل کروں ۔ ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو دنیا اس کی طرف توجہ کرتی ہے ۔ تاکہ اسے یاد الٰہی کے شغل سے باز رکھے ۔ اس لئے مناسب ہے کہ تو فقر کو اختیار کر لے ۔ کیونکہ ہمارے پیروں نے فقر کو اختیار کیا ہے ۔ اور فاقے اٹھائے ہیں ۔ اور رنج و محنت برداشت کی ہے ۔ بعد ازاں فقر و فاقے کی بدولت قرب الٰہی کی سعادت حاصل کی ہے ۔ اور دوسرے یہ کہ فقیروں اور درویشوں کو دوست رکھنا ۔ اور فقیروں سے ہم نشین ہونا ۔ اور غیروں سے محبت نہ کرنا ۔ اور دولت مندوں کی صحبت کو مصیبت اور آفت خیال کرنا جس دن تجھے دولت مندوں کی صحبت حاصل ہو ۔ اس روز بہت گریہ و زاری کرنا اور توبہ اور استغفار کرنا ۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کر کے کہنا کہ اے پروردگار مجھے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ عبد الواحد زید رحمۃ اللہ علیہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کی پیروی نصیب کر ۔ اور اہل دنیا کی صحبت سے اس طرح بھاگنا جیسے کہ تیر کمان سے بھاگتا ہے ۔ اس واسطے کہ درویش کو اللہ تعالےٰ میں مشغول رہنا چاہئے ۔ اور اگر حکایت کرے تو اللہ تعالےٰ سے کرے ۔ اگر اللہ تعالےٰ سے نہیں کر سکتا ۔ تو اللہ تعالےٰ کے دوستوں سے کرے ۔ کہ درویش اور فقیر اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں اور دنیا اللہ تعالےٰ کے قہر کی علامت ہے ۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ۔ اسے رحمت کی نظر سے نہیں دیکھا گیا اور ہمیشہ اسے قہر کی نظر سے دیکھا گیا ہے ۔ اور اہل دنیا دنیا کے دوست ہیں ۔ جو دنیا سے بھاگتا ہے ۔ وہ گویا اہل دنیا سے بھاگتا ہے

لا الٰہ الا اللہ

منقول ہے کہ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ اہل ریاضت اور مجاہدہ تھے ۔ جب آپ نے خرقہ پہنا تو ریاضت اور مجاہدہ اور زیادہ کرنا شروع کیا ۔ اور ہمیشہ آپ رویا کرتے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں؟ تو جواب دیا اس واسطے کہ مجھے اس امر کی اطلاع نہیں کہ میں کونسے فریق میں ہوں گا ۔ آیا بہشتی فریق میں یا دوزخی میں ۔ کسی وقت کسی آدمی نے آپ کی آنکھ کو خشک نہیں دیکھا ۔ ایک روز ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ جب آپ کو اپنی حالت ہی معلوم نہیں کہ آپ کون سے فریق میں ہیں ۔ تو پھر لوگوں کو دست بیعت کر کے ان کی راہ کیوں مارتے ہیں ۔ آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے ۔ جب آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے گئے ۔ اور ہوش میں آئے ۔ تو فرشتہ غیب نے آواز دی ۔ جسے حاضرین نے بھی صاف صاف سنا ۔ کہ اے حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ ہم تجھے دوست رکھتے ہیں ۔ اور ہم نے تجھے برگزیدہ بنایا ۔ اور تجھے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم بہشت میں داخل کریں گے ۔ اور جو تجھ سے محبت کرے گا ۔ ہم اس کو بھی تیرے وسیلے سے بخشیں گے ۔ کہتے ہیں کہ اس روز تین سو کافر مشرف بہ اسلام ہوا ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

منقول ہے کہ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کو کشف ارواح حاصل تھا ۔ آپ جس قبر پر جاتے اس کا بھید معلوم کر لیتے ۔

منقول ہے کہ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ ایک روز حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ اطہرہ میں گئے ۔ کشف روح ہوئی ۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو دیکھ کر خوش ہوئے اور عرض کی کہ یا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں ۔ ایسا نہ ہو کہ مجھے قبر کی آگ سے جلائے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی اور عہد کیا ۔ کہ جب تک تو بہشت میں پاؤں نہیں رکھے گا میں اپنا پاؤں بہشت میں نہیں رکھوں گا ۔ پہلے تو بہشت میں جائے گا ۔ اور بعد میں میں آؤں گا ۔ اور یہ کہ اے حذیفہ! تجھ سے محبت کرنے والے جو تیرا ا

وسیلہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی تیرے ہمراہ بہشت میں آئیں گے۔ درویشوں کا وسیلہ کیا ہی عمدہ وسیلہ ہے۔ اگر کوئی وسیلہ ہے تو فقط یہی وسیلہ ہے اور باقی وسیلے سب ہیچ ہیں۔ اس واسطے کہ درویشوں کا وسیلہ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اللہ تعالےٰ کا وسیلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔ اور اس وسیلے تک پہنچائے۔ اے بھائی! اس وسیلے کے لائق وہ شخص ہے جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرتا ہے۔ ہر ایک نفس پرست خود نمائے اور خود خواہ کو درویشوں کا یہ وسیلہ ہاتھ نہیں آتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الٰہ الا اللہ

السترفی ذکر ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عمادالدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان درافشاں سے سنا ہے کہ شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کامل شیخ عارف اور متقی تھے اور اہل صلاح کو محبت کیا کرتے تھے۔ اور درویشوں سے مل کر بیٹھا کرتے۔ اور مشائخ کبار کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور آپ بہت سے درویشوں کے منظور نظر تھے۔ سلوک کی راہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اہل مجاہدہ اور ریاضت تھے۔ اور آپ نے بہت سی رنج و مصیبت برداشت کر کے مقصد حاصل کیا تھا۔ جو آپ کی صحبت پاک میں رہتا۔ وہ صاحب ولایت اور درویش ہو جاتا۔ آپ کی نظر کیمیائے سعادت تھی۔ جو آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ اسی وقت ولی اللہ ہو جاتا۔ اور آپ کے تمام مرید بڑے بڑے مشائخ ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر بہت تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ سو سال کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو بیس سال کی تھی۔ آپ ستر برس سال عالم اور حافظ قرآن ہو گئے تھے۔ آپ دو ختم دن کو اور دو رات کو کیا کرتے تھے۔ سترہ سال کی عمر سے لے کر آخر دم تک آپ کا وضو سوائے قضائے

حاجت انسانی کبھی باطل نہ ہوا۔ اور آپ کبھی رات کو نہیں سوئے۔ لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے اور فقیروں سے بہت پیار کرتے۔ اور درویشوں سے مل کر کھاتے۔ تیس سال تک آپ تین یا چار روز کے بعد افطار کرتے۔ جب آپ افطار کرنا چاہتے تو چند ورق لکھ کر اس کی آمدنی سے افطار کرتے۔ اور تیس سال تک آپ روزہ دار رہے۔ اور خلوت میں بیٹھے رہے اور کٹیا کے اندر یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ اور اہل دولت کا چہرہ نہ دیکھتے۔ اور دولت مندوں کے گھر نہ جاتے۔ اور اہل دولت کے گھر کا کھانا نہ کھاتے۔ اور پانی نہ پیتے۔ اور فرماتے کہ اس درویش پر افسوس ہے۔ جو بادشاہوں کا کھانا کھاتا ہے۔ اور ان کے پاس بیٹھتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی کیا حالت ہو گی ❖

منقول ہے کہ شیخ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ بادشاہوں کا کھانا درویش کے حق میں زہر سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ زہر تو علاج کرنے سے درست ہو سکتا ہے۔ اور زہر کا علاج مشہور ہے۔ لیکن بادشاہوں کا کھانا کھانے سے جو سیاہی اور تاریکی دل پر آ جاتی ہے۔ اس کا علاج سخت مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مہربانی کے سوا اسے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ جب عنایت الٰہی شامل ہوتی ہے۔ اور مجاہدہ اور ریاضت کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ پھر دل روشن اور صاف ہوتا ہے ❖

آپ فرماتے ہیں کہ درویش کو سب سے بیگانہ ہونا چاہیئے۔ اور دیوانہ بن کر یاد الٰہی میں مشغول ہونا چاہیئے۔ کسی کی تعریف کرنے سے خوش اور کسی کے گالی دینے سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ درویش کے نزدیک تعریف اور گالی یکساں ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ ایمان کی سلامتی درویشی میں ہے۔ اور کفر کا خوف دولت مندی میں ہے ❖

منقول ہے کہ ایک دولت مند شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کے پاس ہزار دینار لایا تو آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ اس طرح کہ آپ کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی لوگ جمع ہو گئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ جب آپ ہوش میں آئے۔ اور پھر ان دینوں پر نظر پڑی۔ تو پھر آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے

پھر پانی کے چھینٹے دیے گئے۔ یہ کیفیت تین مرتبہ وقوع میں آئی۔ جب آپ تیسری مرتبہ ہوش میں آئے۔ تو آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا۔ اور چہرہ زرد پڑ گیا تھا آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا ہوا۔ کہ نعرہ مار کر آپ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور جب آپ ہوش میں آتے تھے تو روتے تھے ✦

آپ نے فرمایا کہ افسوس جو بے چارہ محبوب کی تلاش میں ہو۔ اور اپنے مطلوب کا خواہاں ہو۔ جب طالب کے سامنے غیر مطلوب پیش کیا جائے۔ تو اس کے لئے زندگی کی نسبت مر جانا بہتر ہے۔ درویش بے چارہ جب فقر و فاقہ قبول کر کے گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ تو پھر اسے اہل دنیا اور دنیا سے کیا سروکار کہ اہل دنیا اس کے پاس آئیں اور ہزار درم اس کے پاس لائیں۔ اس سے میرا دل خراب ہو گیا۔ اور میرا جگر جل گیا اور پانی پانی ہو گیا۔ کیونکہ درویش کو درموں سے کیا نسبت۔ اور اہل دنیا سے کیا محبت۔ پس معلوم ہوا کہ جو درویش فقر کے لائق نہ ہو۔ اسے درم دیتے ہیں۔ اور اسے اہل دنیا سے محبت ہوتی ہے۔ میں دنیا اور اہل دنیا اور لعنتی شیطان کی بابت اللہ تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں ✦

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ تیس سال تک خلوت میں لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول رہے۔ اور تیس سال بعد بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ اے پروردگار! بیچارہ ہبیرہ اپنے تئیں تیری راہ میں تیری خاطر جلا تاہے۔ اور سب سے قطع تعلق کر کے تجھ سے ملا ہی اسے وہ راہ دکھا۔ جس راہ سے یہ تجھے مل سکے۔ آواز آئی کہ اے ہبیرہ! خلوت کو چھوڑ اور کٹیا سے باہر نکل اور میرے دوست حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی خدمت کر اور درویشی کی راہ اس سے سیکھ تاکہ میں اس کے وسیلے سے تجھے اپنے قرب کا درجہ نصیب کروں۔ اور تیرا مطلوب تجھے نصیب کروں۔ آپ نے جب یہ آواز سنی تو فوراً خلوت کو چھوڑ کر کٹیا سے باہر نکل آئے۔ اور حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ اے ہبیرہ بصری! چونکہ تو حذیفہ کی خدمت میں آگیا ہے۔ اس لئے ہم نے تجھے قبول کیا۔ اور اپنا دوست بنا لیا۔ اس بات سے آپ کا دل خوش ہوا۔ آپ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور پابوسی حاصل کی شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ روشن ضمیر تھے باطنی نور سے معلوم کر لیا کہ یہ بزرگ آدمی ہے۔ اور اہل مجاہدہ اور ریاضت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ اس کی بہت تعظیم کی اور فرمایا اے ہبیرہ بصری! تیرا کام دن بدن ترقی پر ہے۔ تو نے تیس سال رنج و محنت برداشت کی۔ اور مجاہدہ اور ریاضت کی۔ لیکن مشاہدے کو نہ پہنچا۔ اس واسطے کہ جو یاد الٰہی تو نے کی۔ وہ اپنی طرف سے تھی۔ وہ کسی کی فرمائی ہوئی نہ تھی۔ کسی کی فرمائی ہوئی کا اثر پورا پورا ہوتا ہے۔ کوئی شخص خود بخود مشاہدے کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اگر مجاہدہ میں کسی مرتبہ پر پہنچ بھی جائے۔ تو مشاہدے پر نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں کسی کے وسیلے سے پہنچ سکتا ہے۔ جب کسی سے نسبت کر لیتا ہے۔ تو پھر جلدی مشاہدے کو پہنچ جاتا ہے۔ آپ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔ اور آپ کو شغل فرمایا گیا۔ جس سے ایک ہفتہ کے اندر قرب اور انس کے درجہ کو پہنچ گئے۔ اور مشاہدہ حاصل ہو گیا۔ اور اپنا مقصود پا لیا۔ اور آپ کو خرقہ درویشی بھی پہنایا گیا۔ اور نصیحت کی گئی۔ کہ اے ہبیرہ بصری! تو بارگاہ الٰہی میں منظور ہوا ہے۔ اس لئے تجھے مناسب ہے۔ کہ اپنے پیروں کے کام میں مستقل اور مستقیم رہے۔ جس راہ وہ چلتے ہیں۔ تو بھی اسی راہ چلے اللہ تعالےٰ نے دنیا کی محبت تیرے دل سے اٹھائی ہے۔ اس لئے تجھے لازم ہے کہ مردار دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے۔ اور فقر و فاقہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور تمام پیغمبروں نے اختیار کیا ہے۔ تو بھی کیا کرے۔ کیونکہ فقر اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ بڑی نعمت ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ اپنی طرف کھینچتا ہے اور راہ ہدایت دکھانا چاہتا ہے۔ اسے فقر و فاقہ دیتا ہے۔ تاکہ اس کا دل لذتوں اور خواہشوں سے پاک ہو جائے۔ آپ نے اپنے شیخ حذیفہ مرعشی علیہ الرحمۃ کی نصیحتوں کو قبول کیا۔ اور درویشانہ خرقہ پہن لیا۔ تو آپ زار زار رونے لگے۔ اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ایک گھڑی بعد ہوش میں آئے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔ تو آپ کیوں روتے تھے! اس میں کیا بھید تھا؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں نے خرقہ پہنا۔ تو مشائخ کے ارواح پاک اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک حاضر ہوئیں۔ اور میرے پیر شیخ

حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہر ایک سے آشنا کیا۔ اور ہر ایک روح نے میرے لئے دعا کی۔ اور واپس چلیں گئیں۔ میں خدا کے ڈر سے رونے لگا۔ کیونکہ درویشی کا کام تمام اولیاء اور انبیاء کا کام ہے۔ اور آج میں نے درویشی کا خرقہ پہنا ہے۔ مناسب نہیں کہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس کے سبب میں ان کے روبرو شرمندہ ہوں۔ میرے رونے کی وجہ یہی تھی ✦

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ جب سے شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ نے خرقہ پہنا۔ گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ اور گھی شکر اور نمک نہ چکھا۔ پانچ چھ روز کے بعد کھانا کھاتے۔ کبھی تو جو کی روٹی اور کبھی بے نمک سبزی اور جس روز آپ افطار کرتے اس روز اس قدر روتے کہ لوگوں کو یہی گمان ہوتا۔ کہ آپ کا خون جگر آنکھوں کی راہ نکل جائے گا۔ افطار کے بعد آپ ساری رات روتے رہتے اور کہتے کہ اے پروردگار! بیچارہ ہبیرہ کمزور ہے۔ اگر تو اس سے کھانے کا حساب پوچھے گا۔ تو یہ عاجز رہ جائے گا۔ اور افطار کا حساب نہیں دے سکے گا۔ اس کی عاجزی پر رحم کر۔ پھر آواز آئی کہ اے ہبیرہ ہم نے تجھ پر حساب آسان کر دیا۔ اور رحمت کی۔ اور ہم تجھ سے خوش ہیں۔ ہم تجھے بہشت میں جگہ دیں گے اور تیرا مطلوب اور مقصود تجھے عنایت کریں گے۔ پھر آپ کو قرار و آرام ہوتا۔ کیا ہی مرتبہ کی طلب تھی۔ جو شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کو حاصل تھی۔ اگر کوئی مرتبہ ہے تو یہ ہے۔ اس مرتبے کے لائق ہر ایک خام اور ناتمام نہیں ہوتا۔ جس نیک بخت نے یہ کہا ہے خوش وقت ہوئے

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان گوہر بیان سے سنا ہے کہ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نامدار شیخ اور صاحب اسرار عارف تھے۔ اور بڑے اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔ شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ آپ کی صحبت پاک میں اکثر رہا کرتے تھے۔ اور آپ نے بہت سے درویشوں کو دیکھا تھا۔ اور مشائخ کی خدمت کی تھی۔ جس شیخ کے پاس آپ جاتے وہی کوئی نعمت عطا کرتا ✦

منقول ہے کہ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرید ہونے سے پیشتر تیس سال تک مجاہدہ نفس میں کبھی پیٹ بھر کر پانی نہیں پیا۔ سات روز کے بعد ایک گھونٹ پانی پیتے۔ اور ایک کھجور کھاتے۔ آپ حافظ قرآن تھے۔ دن رات قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا بہت ذکر کرتے۔ اور درویشوں کو آپ بہت عزیز جانتے اور درویشوں سے نشست و برخاست رکھتے۔ آپ اوائل میں دولت مند تھے۔ لیکن بعد میں تارک الدنیا ہو کر سب مال فقیروں کو بانٹ دیا۔ اور فقر و فاقہ اختیار کیا ✦

منقول ہے کہ ایک روز شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے تارک الدنیا ہو کر دس ہزار دینار زر فقیروں کو دیئے اور آپ کے پاس دنیاوی اسباب بے شمار تھا سب لوگوں کو دیدیا۔ اور کھانے کے لئے کچھ نہ رکھا۔ جب کھانے کا وقت آیا۔ تو آپ نے اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کی۔ اور رو بقبلہ ہو کر عرض کی۔ اے پروردگار! تیرے سوا ہمیں اور کچھ نہیں چاہیئے۔ اب افطار کا وقت آگیا ہے۔ میں اہل و عیال کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو انہیں روزی دے۔ آواز آئی کہ اے علو دینوری تو ہمارے ساتھ رہو۔ تیرے اہل و عیال کا میں ذمہ دار ہوں۔ آپ رو بقبلہ بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں آپ کے بیٹے نے آکر آپ کے مبارک کندھے کو پکڑ کر کہا۔ کہ اے عزیز دستر خوان طعام کا لایا ہے۔ اور دروازے پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ میں یہ علو دینوری کے فرزندوں کے لئے لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جا اسے بلا لا۔ لڑکا بلا لایا۔ اس نے خوانچہ آپ کے سامنے رکھا اور کہا کہ حکم ہوا ہے کہ اے علو! تیرے بال بچے سب میرے بندے ہیں۔ تو ان کا غم نہ کر میں اپنے خزانے سے انہیں رزق دوں گا۔ تو میرے کام میں کوتاہی نہ کر تا۔ جب آپ نے یہ خوشخبری سنی۔ تو بڑی فراغت دلی سے عبادت الٰہی

میں مشغول ہوئے ۔

منقول ہے کہ جب سے شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ نے فقر اختیار کیا۔ ہمیشہ خشکی لگا دھلا ہوا کپڑا پہنتے تھے۔ اور فقیر دل سے مل کر بیٹھتے تھے۔ اور ہمیشہ روتے رہتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے۔ آپ ہر روز کئی ایک مرتبہ خوف خدا سے بے ہوش اور بے طاقت ہو جاتے۔ خواجہ خضر علیہ السلام کبھی کبھی آپ کی ملاقات کے لئے آتے۔ ایک روز آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ میں جو ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہوں اور اپنے تئیں عشق کی راہ میں جلاتا ہوں۔ میرے کام کا انجام کیا ہوگا۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علو دینوری۔ تو خاطر جمع رکھ تجھ میں نیک بختی کی تمام علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو دوست رکھتا ہے۔ پہلے اس کے دل میں اپنا خوف پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اور اس کا کام ترقی پکڑے۔ لیکن اے علو دینوری! درویش کو درویش کی صحبت بہتر ہے تو کسی درویش کا ہم نشین بن۔ تاکہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دینی کا مرتبہ تیرے نصیب کرے۔ اور تیرے کام کا انجام نیک ہو۔ اور تجھے لعین شیطان کے مکر سے محفوظ رکھے۔ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس وقت کونسا درویش کامل ہے۔ تاکہ میں اس کی صحبت بابرکت میں رہوں۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علو دینوری! اس زمانے میں ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سوائے۔ اور کوئی ایسا صاحب کمال نہیں۔ وہ اکسیر نعمت ہے۔ جس پر ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نگاہ کرتے ہیں۔ وہ صاحب نعمت ہو جاتا ہے۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ اسے دکھائی دیتا ہے۔ جو اس کا مرید ہو کر اس کی خدمت میں رہے۔ امید ہے کہ اس کا کام کا انجام نیک ہوگا۔ آپ خواجہ خضر علیہ السلام کے اشارے کے بموجب جب شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کے گھر آئے۔ اور سر زمین پر رکھ دیا۔ شیخ ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر نظر التفات کی۔ اور فرمایا اے شیخ علو دینوری! تیرا کام ہمیشہ بلند رہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ تو میرا جانشین بنے۔ اور لوگوں کو دست بیعت کرے۔ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ مرید ہو گئے۔ شیخ ہبیرہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں بیٹھ

لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو۔ آپ نے خلوت اختیار کی اور لا الہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہوئے۔ تو درمیانی پردہ اٹھ گیا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ آپ نے شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ مجھے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابھی تیرا کام اور ترقی پکڑے گا۔ یہ مبتدیوں کا مقام ہے۔ منتہیوں کا نہیں کیونکہ مبتدی جب ابجد پڑھ لیتا ہے۔ تو خیال کرتا ہے کہ میں کچھ جانتا ہوں۔ لیکن منتہی اگر لوح محفوظ بھی دیکھ لے تو یہی کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے سے درویش کی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ درویش کی غرض عرش اور تحت الثریٰ کا خالق ہے۔ اے علو دینوری! جب ہبیرہ کی نظر عرش مجید پر پڑتی ہے۔ تو اس کے دل پر بڑا زخم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہبیرہ بصری اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے عرش دکھاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اسے عرش و کرسی سے آرام نہیں آتا۔ اے علو دینوری! درویشی کا مرتبہ اس سے برتر ہے۔ ہر ایک بوالہوس کو درویشی کا مرتبہ نہیں دیا جاتا۔ درویشی تمام پیغمبروں کا کام تھا۔ اور اولیاء اللہ کا کام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اسے درویشی عنایت کی جاتی ہے۔ پھر شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ اے علو دینوری! نیا وضو کر۔ آپ نے وضو کیا۔ تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! اسے درویشی کے مرتبے کو پہنچا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ایک گھڑی بعد جب ہوش میں آئے۔ تو پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے۔ اسی طرح چالیس مرتبہ ہوا۔ پھر شیخ ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا۔ تو فوراً آپ ہوش میں آ گئے۔ اور شیخ ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے علو دینوری! تو نے اپنے مطلوب اور جان کے مقصود کو دیکھ لیا۔ اور درویشوں کے مرتبے کو دیکھ لیا۔ آپ نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور عرض کی۔ واللہ میں تیس سال تک مجاہدہ اور ریاضت کرتا رہا۔ لیکن نعمت کے اس خزانے کی بو تک نہ پائی۔ آپ کی صحبت کی برکت سے یہ دولت اور سعادت اور نعمت کا خزانہ ملا۔ شیخ ہبیرہ بصری علیہ الرحمۃ نے درویشی کا خرقہ آپ کو پہنا کر اپنا خلیفہ بنایا۔ اور فرمایا کہ اے علو دینوری سالا

پڑتا ہے۔ اگر سماع کا بھید کسی پر ظاہر ہو جائے۔ ایک لحظہ اور ایک دم بھی بے سماع نہ رہے۔ عام لوگ تو سماع کو قوالیوں کی باتوں سے سنتے ہیں۔ لیکن اہل سماع کو وہ قدسی نغمات سے سنائی دیتے رہے۔ ظاہر بین جانتے ہیں۔ کہ قوالوں کے قول سنتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان قدسی نغمات پر مست ہیں۔ اہل سماع کا مرتبہ بہت بلند ہے اور ہر شخص اس مرتبے کے لائق نہیں۔ اگر سب اہل سماع ہی ہو جائیں۔ تو تمام اور خاص کا کوئی فرق نہ رہے۔ عام لوگ اپنے ہی دھندوں میں مشغول ہیں۔ وہ اسرار الٰہی کب حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو۔ جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل

دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

الثرقی ذکر شیخ المشائخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ہم نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی قدس اللہ سرہم عزیز کی زبانی سنا ہے کہ ابو اسحاق چشتی قدس اللہ سرہ بزرگ شیخ اہل دین اور صاحب سماع تھے۔ جب کبھی آپ سماع سنتے۔ تو آپ کو اپنے آپ کی ہوش نہ رہتی۔ اور کسی شخص نے آپ پر اعتراض نہ کیا۔ اور یہ نہ کہا۔ کہ سماع حرام ہے۔ اس زمانے کے مجتہدوں سے جس نے آپ کا سماع دیکھا۔ یہی کہا کہ سماع مباح ہے۔ اور چشتیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق سماع کو مباح جانتے ہیں۔ لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق جائز نہیں۔ مگر وہ کہ جس کے افعال مرتعش کے افعال کی طرح ہوں۔ یا ایسے بیمار کی طرح۔ کہ کسی دوا سے اسے صحت حاصل نہ ہوتی ہو۔ مگر سماع سے اس قسم کا سماع امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق اہل سماع کے لئے مباح ہے ✚

منقول ہے کہ جب شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ سماع میں ہوتے۔ تو حاضرین مجلس کو تواجد ہو جاتا۔ اور تمام در و دیوار ہلنے لگتے۔ جو آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ وہ کبھی گناہ کے نزدیک نہ پھٹکتا۔ آپ اہل دنیا اور دولت مندوں کو مجلس سماع میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔ اور اگر کوئی دولت مند آپ کی رضا کے

خلاف مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ تو فوراً تائب ہوتا۔ اور سارا مال و اسباب فقراء کو دے کر درویش اہل دین اور صاحب نعمت ہو جاتا۔ اور اگر وہ تائب نہ ہوتا تو ایسا بیمار ہو جاتا۔ کہ کسی علاج سے صحت نہ پاتا۔ اس خوف کے مارے کوئی اہل دنیا آپ کی مجلس سماع میں حاضر نہ ہوتا۔ اور جس شخص کو دین کی غرض ہوتی۔ وہ پہلے دنیا سے دل برداشتہ ہو کر بعد میں آپ کی مجلس پاک میں حاضر ہوتا ✚

منقول ہے کہ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ اہل دنیا کو مجلس سماع میں آنے کی اجازت کس لئے نہیں دیتے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس واسطے کہ تمام اہل سماع اہل لطافت ہیں۔ اور تمام اہل دنیا اہل کثافت ہیں۔ اور لطافت اور کثافت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور ضدیں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ تمام اہل لطافت اللہ تعالےٰ کے طالب ہیں۔ اور تمام اہل کثافت دنیا کے طالب ہیں۔ طالبان خدا اور طالبان دنیا میں کوئی مناسبت نہیں۔ کہ آپس میں جمع ہو سکیں۔ اور نیز فرمایا کہ سماع کے لئے دل جمعی کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہر ایک کی طلب دیدار خدا ہونی چاہئے اور ہر ایک راہ خدا کا طالب ہونا چاہئے۔ اور اگر اہل سماع میں سے ایک کا دل بھی متفرق ہو۔ تو سب کے دل متفرق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تمام فقراء ایک جان کی طرح ہوتے ہیں۔ اور اہل دنیا جو دنیا کے طالب ہیں۔ اہل سماع کے لئے انہیں مجلس میں آنے کی اجازت دینی جائز نہیں۔ کیونکہ جب اہل سماع سماع میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس وقت ان پر اسرار الٰہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس وقت اہل دنیا حاضر ہوں۔ تو چونکہ وہ دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اور مردار دنیا کی صورت ان کے دلوں پر منقش ہوتی ہے۔ اور اہل سماع کی باطنی نظر روشن ہوتی ہے۔ بھائیوں کا دل کا تفرقہ اہل سماع کے تفرقہ کا باعث ہوتا ہے۔ اہل دنیا کا دل حاضر نہیں ہوتا۔ اس کی نگاہ دنیاوی اسباب کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے اہل دنیا کی بے حضوری اہل سماع کے وقت کو تشویش میں ڈالتی ہے۔ اس واسطے اہل سماع اہل دنیا کو مجلس سماع میں آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تاکہ سماع کو فراغت سے سن سکیں ✚

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ

جب شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ سماع سننا چاہتے تو آپ تین روز پہلے قوالوں کو اطلاع دیتے اور یاروں کو فرماتے کہ تیار ہو جاؤ۔ ہم سماع سننا چاہتے ہیں آپ کے یار دو طی کرتے اور بعض تین طی اور بعض چار طی کرتے۔ اور قوال تائب ہوتے اور برے افعال سے اپنے تئیں بچاتے۔ اور جب آپ سماع سنتے۔ اس وقت جو مریض مجلس سماع میں آتا فوراً شفا پاتا ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک دفعہ بارش کی سخت قلت ہوئی۔ چنانچہ لوگ گھبرا اٹھے۔ اور فقیر کھانا نہ ملنے کے باعث ہلاک ہونے لگے۔ تو خلیفہ وقت نے آپ سے توجہ کی۔ اور عرض کی کہ آپ جیسے مخدوم کے ہوتے قلت بارش کیوں ہو۔ آپ کی دعا مقبول ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ سے التماس کریں۔ تاکہ بارش ہو۔ اور بیچاری مخلوقات کو آرام اور فقیروں کو قرار حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ قوالوں کو بلاؤ۔ چند روز سے ہم نے سماع نہیں سنا۔ جب سماع کے وقت ہماری آنکھوں سے پانی نکلے گا۔ اسی وقت بارش ہو گی۔ خلیفہ نے فوراً قوالوں کو بلایا۔ جب قوال حاضر ہوئے تو آپ نے خلیفہ کو فرمایا کہ گھر واپس چلے جاؤ۔ اور خاطر جمع رکھو۔ کہ بارش ضرور ہو گی۔ خلیفہ نے عرض کی یا مخدوم میں آپ کا ادنےٰ سا غلام ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تو ہماری مجلس سماع میں موجود رہا۔ تو ہم سے نعمت لی جائے گی۔ اور ہماری مجلس میں کسی قسم کی نعمت نہ ہو گی۔ خلیفہ واپس چلا گیا۔ اور شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ قوالی شروع ہو۔ جونہی کہ سماع شروع ہوا۔ اور کچھ وقت بعد آپ رونے لگے۔ فوراً بارش شروع ہوئی۔ جس سے لوگوں کو آرام و قرار حاصل ہوا۔ دو روز بعد پھر خلیفہ قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ تو آپ زار زار رونے لگے۔ اور آپ کے رونے سے تمام حاضرین مجلس بھی رونے لگے۔ جب آپ سے رونے کی وجہ پوچھی گئی کہ یا شیخ آپ اس قدر کس واسطے روئے۔ آپ نے فرمایا اس واسطے کہ دو روز سے میں اہل دنیا اور خلیفہ سے ملاقات کرتا ہوں۔ کونسا ناجائز فعل مجھ سے سرزد ہوا۔ کہ اس کی شامت سے مجھے فقراء اور مساکین کی صحبت سے ہٹا رکھا ہے کیونکہ فقرا اور مساکین اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں۔ اور اہل دولت میرے پاس آتے ہیں اور مجھے اہل دولت کے پاس بٹھایا جاتا ہے۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں قیامت کے روز میرا حشر دولتمندوں میں نہ ہو۔ اتنا فرما کر آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور فقیروں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے پروردگار! میں فقیر غریب اور مسکین ہوں میری زندگی موت اور حشر مسکینوں میں ہو۔ آپ زار زار روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اس درویش پر افسوس ہے جو اغنیا کے قریب بیٹھے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کو دوست رکھے خلیفہ نے کھسیانا ہو کر عرض کی۔ کہ یا شیخ اگر اجازت ہو۔ تو میں کبھی کبھی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو جایا کروں۔ آپ نے فرمایا تو غفلت اور کم عقلی سے بادشاہی کرتا ہے۔ کہ تیرا چہرہ دیکھنے سے ہمارا حال زار ہو گیا ہے۔ اگر تو پھر آئیگا اور ہماری حالت اور زیادہ زار ہو جائے گی ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا۔ شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جب اہل دنیا کو دیکھتے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے۔ کہ "الٰہی اتوب من کل المعاصی فاحفظنی من صحبت اہل الدنیا" یعنی اے بار خدایا میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پس تو مجھے اہل دنیا کی صحبت سے محفوظ رکھ۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اہل دنیا سے اس قدر کنارہ کشی کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس واسطے کہ اہل دنیا دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ تعالےٰ کے غیر سے دوستی رکھتا ہے۔ ہم اس کی ہم نشینی سے دور بھاگتے ہیں۔ نہ ہم اس کی صحبت میں جاتے اور نہ اسے اپنی صحبت میں آنے دیتے ہیں۔ اس واسطے کہ فقیر کو غنی سے کیا مطلب اور غنی کو فقیر سے کیا غرض۔ فقیر فقیر سے مل بیٹھتا ہے۔ اور غنی غنی سے۔ اگر فقیر غنی سے مل بیٹھے۔ تو چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے غنی فقیر ہو جاتا ہے لیکن خطرہ اس بات کا ہے۔ کہ کہیں فقیر کے ہاتھ سے فقر نہ جاتا رہے۔ اور قرب الٰہی سے دور نہ جا پڑے۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمت سے محجوب نہ ہو جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم غنی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے ۔

منقول ہے کہ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "الفقر طریق الاولیاء" یعنی فقر اللہ تعالےٰ کے دوستوں کی راہ ہے۔ جو درویشی کی

راہ چلا اور فقر اختیار کیا۔ وہ کسی مرتبے کو پہنچ گیا۔ تمام انبیاء اور اولیاء اور ہمارے پیر فقیر تھے۔ اور فقر کو عزیز جانتے تھے۔ اور سب کے سب اہل مجاہدہ اور اہل مشاہدہ تھے ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ریاضت میں رہتے۔ سات دن کے بعد آپ افطار کرتے اور تین کھجوریں کھاتے۔ اور کبھی کبھی شاذ و نادر تین لقمے طعام کے کھاتے۔ اور فرماتے کہ جو لذت ہم نے بھوکا رہنے میں دیکھی ہے۔ وہ کسی چیز میں نہیں۔ بھوک میں اللہ تعالےٰ کے تمام اسرار اور نعمتیں ہیں۔ جس کو اللہ تعالےٰ محرم اسرار اور اہل نعمت بناتا ہے۔ اس کو بھوکا رہنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اور وہ بھوک کو اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ ننگا۔ بھوکا اور پیاسا رہنا تمام انبیاء اور اولیا کا کام ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اجیعوا بطونکم واظمئوا اکبادکم واعروا اجسادکم لعلکم ترون اللّٰہ کل من یدی عیانا لعیان یقیناً۔ یعنی اپنے شکموں کو بھوکا رکھو۔ اور جگروں کو پیاسا رکھو۔ اور اپنے بدنوں کو ننگا رکھو۔ مگر اپنے ستر کو ڈھانکو۔ جو قرآن سے ثابت ہے۔ جب تم اس طرح دنیا سے مجرد ہو جاؤ گے۔ ممکن ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کو دیکھ سکو۔ اور جو مجاہدہ کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور جس چیز کو دیکھتا ہے۔ صاف صاف یقیناً پہچان لیتا ہے ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ نے مخدوم شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ کا مرید ہونا چاہا۔ تو چالیس روز تک آپ نے استخارہ کیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ ابو اسحاق علو دینوری کا مرید ہونا چاہتا ہے۔ آواز آئی کہ اے ابو اسحاق! علو دینوری ہمارا دوست ہے۔ تو جا کر اس کا مرید ہو جا۔ اور اس کی خدمت میں رہ۔ چالیس روز بعد آپ شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ کے گھر گئے۔ اور پابوسی کی۔ شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اے اسحاق! درویشی بڑا کام ہے۔ جو درویش ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا دوست ہو جاتا ہے۔ اور پروردگار کے اسرار کا محرم ہو جاتا ہے۔ شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ نے عرض کی۔ کہ جب بندہ

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور آپ کا منظور نظر ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ درویش بھی ہو جائے گا۔ شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ نے آپ کو بغل میں لیا اور فرمایا اے ابو اسحاق میں نے اللہ تعالےٰ سے التماس کی تھی۔ کہ تو کامل درویش ہو جائے۔ اور تیرے فرزند بھی درویش ہو جائیں۔ اور جو تیرا مرید ہو یا تیرے فرزندوں کا مرید ہو۔ وہ بھی اہل نعمت ہو جائے۔ آپ نے یقین کیا۔ اور مرید ہو گئے۔ شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا اے اسحاق تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے۔ اور فقر کو عزیز جانے۔ اور فقیروں اور مسکینوں سے نشست و برخاست کرے۔ اور اگر ہو سکے تو اہل دنیا سے الگ رہے۔ اور دنیا کو قبول نہ کرے۔ کیونکہ ہمارے پیر فقیر تھے۔ اور اہل دنیا سے الگ رہا کرتے تھے۔ اور فقیروں اور عزیزوں کو مسکین جانتے تھے۔ اور دنیا کے نزدیک نہیں پھٹکتے تھے۔ آپ نے اپنے پیر کی ساری نصیحتوں کو قبول کیا۔ شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے اسحاق! خلوت اختیار کر۔ اور گوشہ نشین ہو۔ اور لا الٰہ الا اللّٰہ کے ذکر میں مشغول رہ۔ ہمارے پیر اس ذکر کو بہت عزیز رکھتے تھے اور یہ ذکر بہت کرتے تھے۔ آپ نے اپنے پیر کے حکم سے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور لا الٰہ الا اللّٰہ کے ذکر میں مشغول ہوئے۔ سات سال آپ مشغول رہے اور شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت کرتے رہے۔ آپ سات طی کے بعد افطار کرتے غیب سے آواز آئی کہ اے علو دینوری! ابو اسحاق نے اپنا کام ٹھیک کر لیا ہے۔ اور ہماری بارگاہ کے لائق ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے پسند اور قبول کیا ہے۔ اسے درویشی خرقہ پہنا۔ اور اپنا جانشین کر۔ اور تو ہماری بارگاہ میں آ جا۔ شیخ علو دینوری علیہ الرحمۃ نے خادم کو فرمایا کہ شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ کو بلا لا۔ خادم جا کر بلا لایا۔ تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اے ابو اسحاق! تو میرا فرزند ہے۔ اور میں تجھے عزیز جانتا ہوں۔ اس لئے تجھے لازم ہے کہ تو میرا جانشین بنے اور ہمارے پیروں کا چراغ روشن کرے۔ اور خلقت کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اور تواضع اور حلق سے پیش آئے۔ اور فقر کو غنی سے افضل جانے اور فقر کو دولت مندی سے بہتر خیال کرے۔ کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے تمام پیروں نے فقر اور فقیر کو دولت مندی اور دولت مندوں سے افضل جانا ہے

اور انہیں دوست رکھا ہے۔ بعد ازاں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو درویشی خرقہ پہنایا۔ اور خلافت عطا فرمائی۔ اور اپنا جانشین بنایا۔ جب آپ نے درویشی خرقہ پہنا۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے ابو اسحاق! تجھے درویشی خرقہ پہننا مبارک ہو۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک پردہ اٹھایا گیا۔ تو آپ رونے لگے۔ جب آپ سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ میری نظر سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ عرش سے تحت الثریٰ تک ہمارے دل کی حضوری نہیں۔ میری نظر عرش و کرسی پر پڑتی ہے۔ بیچارہ عاشق عرش و کرسی کو کیا کرے۔ بھوکا آدمی ٹھنڈا پانی کب پیتا ہے۔ ہمارا مطلب تو عرش و کرسی کا خالق ہے۔ ہم عرش و کرسی کو کیا کریں ✦

منقول ہے کہ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے درویشی خرقہ پہنا۔ ہمیشہ روتے رہتے۔ اور ایک گھڑی بھی درد و غم سے آرام نہ کرتے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا شیخ آپ ہر وقت نہ رویا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی بینائی جاتی رہے۔ آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب پانی کے چھینٹے آپ کے چہرہ مبارک پر دئے گئے۔ اور ہوش میں آئے۔ تو پھر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تین مرتبہ اس طرح ہوا۔ تیسری مرتبہ جب ہوش میں آئے۔ تو لوگوں نے رونے اور نعرہ مارنے کا سبب پوچھا۔ آپ زار زار رونے لگے۔ اور فرمایا کہ محبوب ہونا چاہیئے۔ تاکہ میری قدر جانے اور میری قدر کو پہچانے۔ اے بھائیو! میرا مرغ روح ہر دم اس جسمانی پنجرے سے پرواز کرنا چاہتا ہے۔ اور اس جہان کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ لیکن المحب محبوس (محب قیدی ہوتا ہے) نہیں کر سکتا۔ اس واسطے میں ہر دم روتا ہوں۔ اور نعرہ مارتا ہوں۔ تاکہ میں اپنی کوشش سے وہاں پہنچ جاؤں۔ اور اس تاریکی کی قید سے آزاد ہو جاؤں ✦

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا۔ کہ جب شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ کہیں جانا چاہتے۔ تو آنکھ بند کر کے ایک لحظہ میں وہاں پہنچ جاتے۔ خواہ وہ جگہ سو یا دو سو کوس کے فاصلے پر ہوتی۔ اور جس پر آپ نظر کرتے وہ درویش ہوتا۔ درویشوں کی نظر کیا ہی عمدہ ہے۔ اور ان کا مرتبہ کیا ہی اعلے ہے۔ ہر شخص ان کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہر شخص وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ ہر شخص اس درگاہ کا مقرب اور اس بارگاہ کا محبوب نہیں۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ✦

السر فی ذکر شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبانی سنا ہے۔ کہ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ کامل اور اہل ریاضت و مجاہدہ تھے۔ اور صاحب ولایت تھے۔ جس کی طرف آپ نظر کرتے وہ بھی صاحب کرامت اور درویش کامل ہو جاتا ✦

منقول ہے کہ شیخ احمد چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک ایسے جنگل میں گذر ہوا۔ جہاں کافر ہی کافر رہتے تھے۔ اور جو مومن ادھر سے گذرتا۔ وہ کافر اس پر سخت ظلم کرتے۔ اور مارتے اور زبردستی جلا دیتے۔ اور کہتے کہ مسلمان لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔ کہ ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہو گئی۔ پس وہ شخص جو دوزخ کی آگ سے نجات پائے۔ وہ اس آگ میں جو دوزخ کی آگ کے دسویں حصے کے برابر ہے کب جل سکتا ہے اور امتحاناً ہر روز کئی ایک مسلمانوں کو جلاتے۔ جب آپ ادھر سے گزرے۔ تو کافروں نے دوڑ کر آپ کے ہاتھ پکڑ لئے اور پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہے؟ آپ نے فرمایا۔ بے شک میں مسلمان ہوں۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کہنے والا ہوں۔ کافروں نے کہا۔ کہ ہم نے لات اور عزےٰ کی قسم کھائی ہوئی ہے کہ ہم مسلمانوں کو ہرگز زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور اپنے ہاتھوں زندہ اسے آگ میں ڈالیں گے۔ اگر وہ آگ سے زندہ اور سلامت بچ نکلے۔ تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ کہ وہ مسلمان ہے اور مان لیں گے کہ اس پر دوزخ کی آگ کارگر نہ ہوگی۔ اگر ایسا نہیں۔ تو کس واسطے کہا گیا ہے۔ کہ کلمہ گو دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ اور اس کی سزا یہی ہے کہ ہم

لے آگ میں جلا دیتے ہیں۔ تاکہ دوسرے اس جھوٹے کلمے سے باز آئیں۔ آپ نے فرمایا واللہ تم سچ کہتے ہو۔ جو صدق دل اور اخلاص باطنی سے کلمہ گو ہے۔ اور اس کا یقین ہے۔ کہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول تھا۔ تو وہ ضرور بضرور دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ کافروں نے غصے ہو کر آگ جلائی اور آپ کو کہا۔ اگر تو صدق اور اخلاص سے کلمہ گو ہے۔ تو آگ میں آجا تجھے آگ نہیں جلائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ واللہ دوزخ کی آگ کلمہ شریف کی برکت سے میرے بدن پر حرام ہے۔ دوزخ کی آگ گنہگاروں۔ مشرکوں۔ بت پرستوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ کافروں نے کہا اے مسلمان! جو کچھ تو کہتا ہے۔ اگر وہ سچ ہے تو تو اس میں آجا۔ تو ہرگز نہیں جلے گا۔ آپ فوراً آگ کے اندر آ گئے۔ انہوں نے آگ بھڑکائی اور آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ آگ نے آپ کے بدن مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔ کافروں نے اس میں تیل بھی ڈالا۔ لیکن آگ سرد ہو گئی۔ کافروں نے جب آپ کی دلیل اور نعمت دیکھی۔ اور کلمہ شریف کی بزرگی وعظمت معائنہ کی۔ تو فوراً مسلمان ہو گئے۔ اور کلمہ محمدی پڑھا۔ اور کفر کافری اور اپنے پہلے دین سے بیزار ہو کر ہر ایک نے آپ کی خدمت اختیار کی۔ وہ سارا قبیلہ جس میں دس ہزار مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ اسی روز جب کہ شیخ علیہ الرحمۃ آگ سے زندہ اور سلامت نکلے۔ ایمان لائے۔ اور ان میں سے دو سو تو مسلم آپ کے پیچھے ہوئے۔ ان دو سو میں سے ہر ایک ولی اللہ ہوا۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا۔ اور کامل درویش اور صاحب نعمت ہو گیا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک کم اسی اشخاص تھے۔ اور کشتی موجود نہ تھی۔ آپ نے یاروں کو فرمایا۔ کہ ہم حلقہ بنائیں۔ اور ذکر الٰہی کریں۔ ہر ایک نے حلقہ کیا۔ اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ معہ یاروں کے پانی کی سطح پر روانہ ہوئے۔ آپ کے یاروں میں سے کسی کا پاؤں تر نہ ہوا۔ اور دریا پار ہو گئے۔ سو مبلغ بدو اور بت پرست بھی کنارے پر موجود تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آپ بغیر کشتی کے یاروں کے ہمراہ دریا

پار پہنچ گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ شیخ ابو محمد چشتی بزرگ اور درویش ہے۔ جو اس کی صحبت پاک میں ہے وہ بھی بزرگ ہو جاتا ہے۔ ہر ایک نے با آواز بلند نعرہ مارا۔ اور فریاد کی۔ کہ یا شیخ ہمیں راہ دکھلا۔ اور اپنی صحبت پاک میں جگہ دو۔ اور مسلمانی دین کی تلقین کر۔ آپ نے فرمایا میرا نام لے کر دریا میں پاؤں رکھو۔ اور غفلت نہ کرو۔ تمام کافروں نے صدق اور اخلاص سے آپ کا نام لے کر دریا کو عبور کیا۔ اور آپ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور قدم بوسی حاصل کی۔ آپ نے ان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ اے بارگاہ الٰہی کے مقبولو آؤ۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے التماس کی ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک کامل درویش اور اہل نعمت ہو جائے۔ وہ سب اسی وقت ایمان لائے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ اور آپ کی صحبت پاک اختیار کی اور آپ کے منظور نظر ہو گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک نامور درویش۔ اور صاحب ولایت وکشف وکرامت ہوا۔ آپ کی نظر اکسیر نعمت تھی۔ جس کافر پر آپ نگاہ کرتے۔ وہ فوراً ایمان لاتا۔ آپ مقبول دعا تھے۔ جو آپ دعا کرتے تھے۔ قبول ہو جاتی تھی۔ اور جس مریض پر نگاہ ڈالتے وہ فوراً تندرست ہو جاتا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے روتے رہتے جب آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ جس پر آپ کی نگاہ پڑتی ہے۔ وہ آپ کی نظر کی برکت سے اہل نعمت اور دوست خدا ہو جاتا ہے۔ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں! آپ یہ سن کر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ برصیصا زاہد اور نامور شیخ تھا۔ جس پر نگاہ ڈالتا اور اسے خدا رسیدہ کر دیتا۔ اچانک اسے قہاری کا تیر لگا۔ اور اس جہان سے بے ایمان ہو گیا۔ اور بلعم بن باعور ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھا۔ اس کی دعا سے کئی ہزار اشخاص نے دوزخ کی آگ سے نجات پائی۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ نے جباری کی نگاہ ڈالی۔ تو اس کا ایمان چھن گیا۔ اور ان دونو بزرگوں کا قصہ مشہور ہے پس اے بھائیو! اللہ تعالےٰ کے دوست اس خوف سے روتے ہیں کہ وہ قادر اور عادل ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ ایک دم بلا لیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اپنی بارگاہ سے دور کر دیتا ہے۔ کوئی اس کی بارگاہ میں دم نہیں مار سکتا۔

اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے کیوں بلایا۔ اور اسے کیوں دور کیا۔ دوستان الٰہی کے جگر ہر دم اس غم سے آب آب ہیں۔ اور دل پریشان ہیں۔ آپ فقر کو بہت عزیز جانتے اور آپ کے گھر میں تین تین اور چار چار وقت کا فاقہ ہوتا۔ اور کسی پر اپنے فقر کو ظاہر نہ کرتے۔ اور یہ سمجھتے کہ میں فقیر ہوں۔ اور اگر کوئی شخص کوئی چیز لاتا۔ تو اسی وقت فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ تیسرے یا چوتھے روز آپ بھوک کو دور کرنے کے واسطے کچھ تھوڑا سا کھاتے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان تیس سال تک نہیں سوئے۔ اور پیٹ بھر کر پانی نہیں پیا۔ اور تیس سال تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کے کبھی باطل نہ ہوا اور تیس سال تک آپ نے نیا کپڑا نہ پہنا۔ بلکہ پرانا تھگلی لگا ہوا کپڑا پہنا کئے۔ اور پیٹ بھر کر نہ کھاتے۔ اور دولت مند کے پاس نہ بیٹھتے۔ اور ہمیشہ خالی شکم۔ اور خالی کیسہ رہے۔ اور نہ ہی کوئی دنیاوی اشیاء گھر میں رکھی۔ اور نہ ہی اپنے اہل کو رکھنے کی اجازت دیتے۔ اور جب کوئی اہل دنیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو آپ کی صحبت سے ایسا متاثر ہوتا۔ کہ فوراً وہ دنیا سے دل برداشتہ ہو جاتا۔ اور راہ حق کی طرف آ جاتا۔ اور دنیا سے ہاتھ دھو کر فقیروں سے مل بیٹھتا۔ اور درویش ہو جاتا۔ آپ کلام مجید کے حافظ اور بڑے اعلےٰ درجہ کے عالم تھے۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ کی ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور جب مجلس سماع میں آپ سماع سنتے۔ وہاں پر خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔ کہ اگر مجھے سوال حصہ کبھی مل جائے۔ تو بڑی مجھے دولت حاصل ہو جائے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سماع سنتے۔ تو حاضرین مجلس مست اور مدہوش ہو جاتے۔ اور کسی کو اپنے آپ کی خبر نہ ہوتی۔ اور قوال اس قدر بے خود ہو جاتے کہ بات کہنے سے رک جاتے اور ان کے منہ سے جھاگ آنے لگتی۔ لیکن قوالوں کے قول کی آواز عالم غیب سے آتی۔ اور اسی سے ہر ایک سماع سنتے۔ کوئی شخص آپ پر اعتراض نہ کرتا۔ اور نہ کہتا کہ سماع حرام ہے۔ لیکن فضیل برکی علیہ الرحمۃ نے اتنا کہا کہ سماع نہیں سننا چاہئے۔ یہ خبر کسی نے آپ کو بھی پہنچا دی۔ آپ نے ناراض ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! تو پوشیدہ اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور تو ہی جانتا ہے۔ کہ ہماری جانوں اور ہمارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر میں بدبخت کوئی کام کرتا ہوں۔ تو مجھے سزا دے اور ادب سکھلا۔ تاکہ میں باز آ جاؤں۔ اور اگر یہ کام نیک ہے۔ اور ہمارے پیروں کا کام ہے۔ تو برکی علیہ الرحمۃ کو جو ہمارے پیروں کے کام کو برا اور ناشائستہ کہتا ہے۔ تادیب کر تاکہ مودب ہو جائے۔ جونہی آپ نے یہ کہا۔ برکی علیہ الرحمۃ کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور برص (کوڑھ) کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ طبیبوں کو بلا کر اپنی نبض دکھلائی۔ اور وہ علاج میں مشغول ہوئے لیکن مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ برکی علیہ الرحمۃ نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ اور راتوں کو جاگنا شروع کیا۔ اور تلاوت قرآن کرنے لگا۔ ایک رات ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی۔ کہ یا سردار! آپ دعا کریں تاکہ میں اس بیماری سے شفا پاؤں۔ اور مسلمانی دین میں برقرار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے برکی! ابو احمد چشتی سماع سنتا ہے اور تو نے انکار کیا ہے۔ اور اس کے سماع کا انکار گویا اس کے پیروں کے سماع کا انکار ہے۔ اور اس کے پیروں کے سماع کا انکار گویا ہمارے سماع کا انکار ہے۔ اور جو ہمارے فعل کا انکار کرتا ہے۔ اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔ جو اس وقت تیری ہے۔ اگر تو اس مرض سے شفا چاہتا ہے تو ابو احمد چشتی کی مجلس میں جا کر سماع سن۔ اس کی مجلس سماع میں جاتا ہے۔ فوراً صحتیاب ہوتا ہے۔ برکی علیہ الرحمہ جب اٹھا تو بیچارہ گرتا پڑتا شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر آیا۔ اور آپ اس وقت سماع سن رہے تھے۔ جونہی کہ آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ انکار دل سے دور کیا۔ اور فوراً تندرست ہو گیا۔ جب آپ سماع سے فارغ ہوئے۔ تو مسکرا کر فرمایا۔ اے برکی تو نے سماع کی عظمت اور بزرگی دیکھ لی۔ برکی علیہ الرحمۃ بڑا عالم شخص تھا۔ اس نے عرض کی کہ یا شیخ دیکھ لی اور معائنہ کر لی۔ جو سماع آپ سنتے ہیں وہ اسرار الٰہی ہے۔ عام لوگوں کو اس کی خبر نہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ عام جب خاص کی صحبت میں رہتا ہے۔ تو تھوڑے عرصے میں وہ بھی خاص ہو جاتا ہے۔ اور

اہل سماع بن جاتا ہے۔ جس روز بزرگی علیہ الرحمۃ نے مرض سے صحت پائی۔ اس روز سات سو کافر شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے دنیا ترک کی اور صوفی بن گیا۔

شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی عظمت و بزرگی نہایت اعلے درجہ کی تھی۔ جو شخص آپ کی صحبت پاک میں ایک دفعہ بھی بیٹھتا۔ وہ گناہوں سے توبہ کر لیتا۔ اور پھر کبھی گناہ اور اہل بدعت کی صحبت کے گرد نہ پھٹکتا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بڑے شیفتہ تھے۔ آپ ہر روز سماع سنتے۔ اور شاذ و نادر ہی کبھی ناغہ ہوتا۔ اور جس روز ناغہ ہوتا آپ بڑے غمگین ہوتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ ہر روز سماع سنتے ہیں۔ اس میں کیا بھید ہے آپ جس روز ناغہ ہوتا ہے۔ آپ غمگین ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے! آپ نے فرمایا ورد کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک سماع بھی ہے۔ ظاہری ورد تو ہر ایک جانتا ہے لیکن باطنی ورد سماع ہے۔ سوائے عاشقوں اور واصل عارفوں کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس جب ورد کے وقت کا پابند رہے۔ تو درویش خوش رہتا ہے۔ اور جب اس میں ناغہ ہو جائے تو غمگین ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ جب شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سماع سنتے۔ تو آپ کے منہ سے نور نکل کر آسمان تک پہنچتا۔ اور تمام حاضرین مجلس اسے دیکھتے۔ اور بعض اہل مجاہدہ اور مشاہدہ جو وہاں پر حاضر ہوتے۔ وہ کہتے کہ جب آپ سماع سنتے ہیں تو آپ کے منہ سے نور نکلتا ہے۔ جس سے عرش سے لے کر تحت الثرےٰ تک سب کچھ منور ہو جاتا ہے۔ اور اہل دنیا اور اہل آسمان میں سے ہر ایک کو معلوم ہو جاتا ہے کہ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سماع سن رہے ہیں۔ یہ نور آپ کے دل کا نور ہے۔ جو حالت سماع میں آپ کے منہ کی راہ نکلتا ہے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ ساتویں سال مجذوب ہو گئے تھے۔ اور شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ کی مجلس سماع میں حاضر تھے۔ جونہی شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھا۔ تو فرمایا کہ عاشقوں کے سماع میں آ جا۔ اے ابو احمد! تو اہل سماع ہے اور پر وہ اٹھ گیا۔ اور آپ عرش سے لے کر تحت الثرےٰ تک دیکھنے لگے۔ اور قدسی نغمات سنے۔ اور علم لدنی حاصل ہوا۔ اور سات سال کی عمر میں جو بات آپ بیان کرتے۔ دانشمند آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے۔

منقول ہے کہ آپ تیرہ سال کی عمر میں شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور خلوت اختیار کی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ آپ سات روز بعد تین نوالے کھاتے۔ اور افطار کے وقت چوتھا حصہ پیالے کا پانی پیتے۔ اور ساتویں روز نماز کے لئے تازہ وضو کرتے۔ اور یہ وضو نماز کی ادائیگی کے لئے ہوتا۔ نہ کہ باطل ہونے کے بعد۔ آپ نے جوانی ہی میں اپنے آپ کو جلا دیا۔ بنایا اور آراستہ کر لیا۔ چالیس روز بعد قضائے حاجت ہوتی۔ جو آپ کا چہرہ دیکھتا۔ اس پر ہیبت اور دہشت طاری ہو جاتی۔ آپ کا خلوت خانہ منور ہوتا۔ چنانچہ آپ رات کو بغیر چراغ کے تلاوت کرتے۔ اور جو آپ کے خلوت خانہ میں آتا۔ تو اندھی آنکھیں بھی روشن ہو کر چندھیا جاتیں۔ دسویں سال بعد شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ اور خرقہ درویشی پہنایا۔ اور اپنا جانشین کیا۔ اور فرمایا کہ اے ابو احمد! تو میرا فرزند ہے۔ جو نعمت مجھے پیروں کے وسیلے ملی تھی۔ میں نے تجھے دی۔ شیخ ابو اسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے۔ اور قبلے کی طرف منہ کر کے عرض کی۔ کہ اے پروردگار! ابو احمد تیری بارگاہ کا غلام ہے۔ میرے پاس جو نعمت تھی۔ میں نے اسے دی۔ اب اسے میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو روز بروز اسے ترقی عنایت کیجیو!۔ اور عطا کردہ نعمت کو زیادہ کیجیو۔ آواز آئی کہ اے ابو اسحاق! ہم نے ابو احمد کو دوست بنا لیا اور اپنی بارگاہ کا مقبول بنا لیا۔ اور معرفت اور اسرار کا خزانہ اس کے دل میں رکھ دیا۔ ابو احمد ہمارا دوست ہے۔ جو اس کی صحبت میں رہے گا۔ وہ بھی ہمارا دوست ہوگا۔ شیخ ابو اسحاق چشتی علیہ الرحمۃ سن کر خوش ہوئے۔ اور بعد ازاں فرمایا۔ اے ابو احمد! درویشی عرب و ایران کی بادشاہی سے بڑھ کر ہے۔ واقعہ اگر

مجھے سلیمان کا ملک بھی دیں تو میں قبول نہ کروں اس واسطے کہ ہمارے پیروں نے اسے قبول نہیں کیا۔ وہ سب فقیر تھے ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی فقر اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام درویشوں کے سردار تھے۔ اور فقیر تھے اور فقر کو اختیار کیا۔ ہم کون ہیں جو دنیا اور اہل دنیا سے آشنائی کریں۔ جس طرح وہ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار تھے۔ اسی طرح ہم بھی دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہوتے ہیں اور فقر وفاقہ کو اختیار کرتے ہیں تاکہ قیامت کے دن ان کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔ آپ نے شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ کی ساری نصیحتوں کو قبول کیا ٭

منقول ہے کہ جب شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے درویش خلافت کا خرقہ پہنا۔ اور تیس سال تک ریاضت کی اور کوئی درم ودینار ہاتھ میں نہ لی۔ اور نہ ہی اہل دنیا سے مل کر بیٹھے۔ اور نہ ہی ان کے گھر گئے اور نہ ہی عمدہ کپڑا پہنا۔ اور نہ اچھا کھانا کھایا اور نہ سرد پانی پیا اور نہ ہی رات کو سوئے اور ہمیشہ فقیروں مسکینوں اور غریبوں سے مل کر بیٹھے۔ اور جب افطار کرتے تو فقیروں سے ہم لقمہ ہوتے۔ اور جو فتوح ملتی آپ اسے قبول نہ کرتے۔ اگر کوئی فقیر ہوتا تو اسے دیدیتے۔ اور فرماتے کہ یہ تیرا ہی نصیب ہے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ ہر روز دو مرتبہ دن کو اور دو مرتبہ رات کو کلام مجید ختم کرتے اور تہجد کے وقت نماز ادا کرتے۔ اور تہجد کے بعد یہ دعا کرتے۔ کہ اے پروردگار تو اپنے بندوں پر رحم کر اور امت محمدیؐ کے گنہگاروں کو بخش۔ آواز آئی کہ اے ابو احمد ہم نے تیری دعا قبول کی اور امت محمدیؐ کے دس ہزار گنہگاروں کو تیری دعا سے بخشا۔ قیامت کے روز ان کو تیرے ساتھ بہشت میں داخل کریں گے۔ آپ نے ساٹھ سال تک نماز تہجد قضا نہ کی۔ اور ہر رات یہی خوشخبری کی آواز سنتے۔ معلوم نہیں کہ آپ کی طفیل کتنے گنہگاروں کو بخشا گیا۔ اور کتنے آپ کے ہمراہ بہشت میں داخل ہوں گے۔ آپ کی عظمت وبزرگی بڑی اعلےٰ درجہ کی تھی۔ جو مرتبہ اور کرامت آپ کو حاصل تھا۔ ہر شخص اس مرتبے کے لائق نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت

خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ شیخ ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہٗ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی قدس اللہ اسرارہم کی زبانی سنا ہے۔ کہ شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ شیخ باعظمت صاحب کرامت جید عالم۔ اہل ریاضت ومجاہدہ عارف اور اسرار الٰہی کے واقف تھے۔ جو شخص آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ ولی اللہ اور کامل درویش ہو جاتا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ اپنی والدہ کے شکم ہی میں اہل نعمت ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب شیخ محمد چشتی میرے شکم میں چار ماہ کا ہوا۔ تو ہر رات تہجد کے وقت میرے پیٹ میں جنبش کرتا۔ اور میرے کان میں لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کی آواز سنائی دیتی۔ اور وہ آواز میرے شکم سے آتی تھی۔ یہ کیفیت میں نے شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ تجھے خوشخبری ہو کہ تیرے شکم میں نیک بخت فرزند ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس کے حق میں لطف وکرم کیا ہے۔ کیونکہ وہ آدھی رات کا وقت تہجد کا وقت ہے۔ وہ اس وقت یاد الٰہی کرتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ جب کبھی شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کے پاس آتے تو فرماتے کہ السلام وعلیکم یا ولی اللہ تو بڑا خلیقہ ہے۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ پوچھتیں کہ یا شیخ آپ نے سلام علیکم کسے کہا اور خلافت کسے دی۔ تو آپ فرماتے

کو جو فرزند تیرے شکم میں ہے۔ میں نے اسے سلام کیا ہے۔ اور اپنا خلیفہ بنایا ہے
شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ کی والدہ فرماتیں کہ یا شیخ ابھی تو وہ شکم میں ہے۔ کچھ معلوم
نہیں کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور نہ وہ آپ کا مرید ہوا ہے۔ آپ نے اسے خلافت
کس طرح عطا فرمائی۔ شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے۔ کہ اے پاک دامن! تیرا وہ
بزرگوار فرزند اور مشہور شیخ ہے۔ اور لوح محفوظ میں اس کا نام لکھا ہوا ہے میں
دیکھا ہے۔ کہ یہ فرزند تیرے شکم میں ہے۔ اور اس کا نام محمدؐ ہے۔ اور وہ میرا مرید
اور خلیفہ ہے۔ میں خوشخبری دینے کے لئے آتا ہوں۔ تاکہ تیرے فرزند کو خبر دو
کہ وہ میرا فرزند اور خلیفہ ہے۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جس رات
شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے میں نے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں
دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہیں۔ اور مجھے فرماتے ہیں۔ کہ اے ابو احمد
تجھے خوشخبری ہو کہ آج تیرا ایک مرید محمد نام پیدا ہوگا۔ اور پیدائش کے وقت
بلند آواز سے سات مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہے گا۔ اور تمام
حاضرین اسے سنے گے۔ وہ میرا ایک دوست ہے۔ اور ولی اللہ ہے۔ ہر روز جب
تو اس کے دیکھنے کے لئے جائے۔ تو اسے یہ کہنا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تو ہمارا ہم نام ہے۔ ہمارا سا کام کرنا۔ تجھے خوشخبری
ہو کہ تو ایک کامل درویش ہوگا۔ جب شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ بیدار ہوئے۔ تو
شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ کے ہاں سے ایک شخص آیا۔ اور اس نے خبر دی
کہ اسی وقت اور اسی گھڑی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور جب وہ ماں کے شکم سے نکلا
ہے۔ سات مرتبہ لا الٰہ الا اللہ بلند آواز سے کہا ہے۔ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ
فوراً وضو کر کے شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے۔ اور شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کی والدہ صاحبہ نے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ تو آپ
نے فرمایا۔ السلام علیک یا محمد ولی اللہ۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وعلیکم السلام
یا شیخ ابو احمد چشتی۔ آپ آج کا خواب بیان فرمائیں۔ آپ نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
کا پیغام شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ کو دیا۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سنتے ہی فرمایا صلے اللہ علیہ
وسلم وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی

طرف نگاہ کی۔ اور کہا کہ اے پروردگار! محمدؐ کو کامل درویش بنانا۔ اور شیطانی مکر سے اسے محفوظ
رکھنا۔ آواز آئی کہ ابو احمد چشتیؒ لڑکپن میں شیطان بچے کے کان اینٹھتا ہے۔ تاکہ بچہ
روئے اور اس کی ماں کا دل غمگین ہو۔ ہم محمد چشتی علیہ الرحمۃ کی محافظت کریں
گے۔ تاکہ شیطان کبھی بھی اس کے پاس نہ آئے۔ اور اگر آئے گا۔ تو خراب وخستہ دل
ہو کر واپس جائے گا۔ اور کبھی فتح نہیں پائے گا ✤
پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ
محمد چشتی علیہ الرحمۃ شیر خوارگی کی حالت میں ہر روز چند مرتبہ کسی کی کلام یا حکایت سننے
کے بغیر ہنستے۔ آپ کی والدہ نے یہ قصہ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
عرض کیا۔ تو شیخ ابو احمد چشتی رحؒ نے فرمایا۔ شیطان علیہ اللعنۃ کی خاصیت ہے۔ کہ دن
میں چند ایک مرتبہ بچوں کے پاس آتا ہے۔ اور ہر مرتبہ ان کے کان اینٹھتا ہے۔ اور
بچہ روتا ہے۔ اس وقت بچے کے والدین کو چاہیئے۔ کہ سبحان اللہ اس کے کان
میں کہیں۔ تاکہ شیطان دفع ہو جائے۔ شیطان تیرے بچے کے پاس آتا ہے۔ تاکہ
اس کے کان اینٹھے۔ لیکن فرشتے شیطان کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور مار مار کر باہر نکال
دیتے ہیں۔ تیرا بچہ نیک بخت ہے۔ اور صاحب سر ہے۔ جب وہ اس بات کا
معائینہ اور مشاہدہ کرتا ہے۔ تو بغیر قصد کے اسے ہنسی آتی ہے۔ اور یہی اس
کے ہنسنے کی وجہ ہے ✤
پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ
محمد چشتی علیہ الرحمۃ عاشورہ کی رات پیدا ہوئے۔ صبح کے وقت جب آپ کی والدہ
صاحبہ نے آپ کے منہ میں دودھ ڈالنے کے لئے کہا۔ تو عورتوں نے بہتیری کوشش
کی کہ دودھ ڈالیں۔ لیکن حلق سے نیچے نہ اترا۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اسے
شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ۔ شاید ان کی نظر کی برکت سے دودھ پیے
جب آپ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے گئے تو شیخ ابو احمد علیہ الرحمۃ
نے آپ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ آواز آئی کہ اے ابو احمد! یہ بچہ روزے
سے ہے۔ آج عاشورے کا دن ہے۔ میرا دوست روزہ دار ہے یہ دودھ
نہیں پیئے گا۔ اس واسطے کہ میرے تمام دوست آج روزہ دار ہیں۔

شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے جب یہ آواز سنی تو خوش ہوئے اور آپ کی والدہ صاحبہ کو کہلا بھیجا کہ تیرا بچہ آج روزے سے ہے اس نے عاشورے کا روزہ رکھا ہے ۔ اور اللہ تعالٰے کے دوستوں سے موافقت کی ہے ۔ اور اسے یہ توفیق اللہ تعالٰے نے عطا کی ہے ۔ فکر نہ کر یہ کامل درویش ہوگا ✣

منقول ہے کہ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے بیان فرمایا کہ جب سے شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ۔ اس وقت سے لے کر اڑھائی سال تک پانچوں نمازوں کے وقت دونوں آنکھیں آسمان کی طرف کر کے اللہ اللہ کا بے شمار ذکر کرتے اور آپ کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ۔ جس سے سارا گھر روشن ہو جاتا ۔ بارہا گھر میں چراغ نہ ہوتا ۔ تو آپ کے چہرے کے نور ہی سے گھر منور رہتا ✣

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کے لئے آتے ۔ اور ان دنوں شیخ محمد چشتی شیر خوار تھے ۔ اور جب کبھی آتے ۔ تو آپ کی والدہ صاحبہ کو فرماتے کہ تیرا لڑکا مقتدا ہوگا ۔ بہت سے لوگ اس کی برکت سے دوزخ کی آگ سے بچیں گے ۔ آپ کی والدہ صاحبہ عرض کرتیں ۔ کہ یا شیخ یہ بچہ دودھ بہت کم پیتا ہے اور کچھ سیانا نہیں ہوتا ۔ جیسا کہ دوسرے بچے دن بدن عقلمند ہوتے ہیں ۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ تیرا لڑکا درویش ہے ۔ اس لئے تھوڑا دودھ پیتا ہے ۔ اور تھوڑی غذا کی عادت شروع ہی سے ڈالتا ہے ۔ اس کی غذا ذکر الٰہی ہے ۔ اور اس کی عقل مندی دن بدن زیادہ ہوتی ہے ۔ دوسرے بچے تو اپنے والدین سے محبت کرتے ہیں اور کھیل کود سے خوش ہوتے ہیں ۔ لیکن اس نے ذکر الٰہی سے محبت پیدا کی ہے ۔ اور عالم علوی کو دیکھتا ہے ۔ ابھی کوئی حجاب اس کی آنکھوں کے سامنے نہیں آیا ۔ اللہ تعالٰے نے لڑکپن ہی میں شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر لطف فرمایا ۔ جو مرتبہ آپ کو شیر خوارگی میں حاصل تھا ۔ وہ شاید دوسرے کو ستر سال کے مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل ہو ۔ میں اللہ تعالٰے سے التماس کرتا ہوں کہ جیسا آج کل کوئی حجاب شیخ محمد کو نہیں ۔ اسی طرح مدت العمر کوئی حجاب نہ رہے ✣

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں ۔ کہ جب شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ چار سال چار مہینے اور چار روز کے ہوئے ۔ تو آپ کی والدہ نے آپ کو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ اسے کچھ تعلیم کریں شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تختی مانگی تاکہ اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الرحمٰن علم القرآن رب یسر ولا تعسر رب زدنی علماً وفہماً وتمم بالخیر لکھیں ۔ جب شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر تختی پر پڑی ۔ تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابو احمد چشتی! محمد چشتی ہمارا دوست ہے ۔ جو خط محمد چشتی کی تختی پر لکھا ہوا ہے وہ ہماری قدرت اور حکمت سے لکھا ہوا ہے ۔ اس کو سکھا ۔ کیونکہ وہ ہمارا دوست ہے ۔ تب شیخ ابو احمد چشتی نے فرمایا ۔ کہ اے محمد چشتی کہو ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی ۔ پھر شیخ ابو احمد چشتی نے فرمایا ۔ کہ الرحمٰن سے لے کر آخر تک پڑھ ۔ آپ نے جب آخر تک پڑھا تو بے ہوش ہو گئے ۔ جب چہرہ مبارک پر چھینٹے دینے سے آپ کو ہوش آیا ۔ تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اے محمد! تو کس واسطے بے ہوش ہو گیا تھا ۔ آپ نے عرض کی جب میں نے الرحمٰن پڑھا ۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک باہیبت اور چمکتا ہوا نور میرے منہ میں آیا ہے ۔ اس سے میں بے طاقت اور بے ہوش ہو گیا ۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ وہ اسرار الٰہی کا نور تھا ۔ اور جس دل میں وہ نور آتا ہے وہ عالم ربانی ہو جاتا ہے ۔ اور اے محمد چشتی تجھے خوشخبری ہو کہ تو علم ربانی کا عالم ہوگا ۔ بعد ازاں شیخ محمد علیہ الرحمۃ اپنے گھر آئے ۔ اور راہ میں خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے محمد چشتی تجھے خوشخبری ہو کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ میں تجھے علم شریعت ۔ طریقت معرفت ۔ مفردات اسرار اور علم تقدس سکھا دوں ۔ آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام کی پابوسی کی اور عرض کی ۔ کہ جو حکم ہوا ہے ۔ آپ بندہ کو سکھائیں ۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے اسمائے اعظم میں سے ایک اسم آپ کو سکھلایا ۔ جونہی کہ آپ نے اسم اعظم کو یاد کیا تمام علوم جو قرآن توریت انجیل ۔ زبور اور پہلے نبیوں کے صحیفوں میں تھے ۔ یاد ہو گئے

جب آپ گھر پہنچے تو والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ اے محمد! تو نے کیا پڑھا؟ تختی مجھے دکھا۔ آپ نے عرض کی کہ اے مادر مہربان جو کچھ میں نے پڑھا ہے۔ وہ تختی میں نہیں سما سکتا۔ آپ کے گھر میں قرآن مجید موجود تھا۔ اور آپ کی والدہ صاحبہ حافظ قرآن تھیں۔ فوراً قرآن مجید آپ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ قرآن مجید میں سے تھوڑا سا پڑھ کر سنا۔ آپ نے عرض کی کہ اے مادر مہربان! آپ قرآن شریف کھولیں اور میں حفظ پڑھتا ہوں۔ آپ سنیں۔ اگر کہیں سے میں غلطی کروں۔ تو آپ مجھے بتا دیں آپ کی والدہ نے مان لیا اور شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پہر کے اندر قرآن شریف ختم کیا۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ اے محمد! تجھے پہلے ہی سے یاد تھا۔ یا آج تعلیم پائی ہے۔ آپ نے اسم اعظم سیکھنے کا سارا قصہ عرض کیا۔ یہ سن کر والدہ صاحبہ کامل بہت خوش ہوا۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ جب چار سال چار مہینے اور چار دن کے ہوئے۔ تو نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔ اور تیس سال تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کے کبھی باطل نہ ہوا ✤

اور نیز فرماتے ہیں کہ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات سال کی ہوئی تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا کہ بیدار ہو اور خلوت اختیار کر۔ تاکہ تجھے یاد الٰہی میں مشغول رہنے کی عادت ہو جائے۔ آپ نے ساتویں سال خلوت اختیار کی اور دن رات یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتے رہے اور قرآن پڑھتے رہے۔ شیخ محمد چشتیؒ میں خوارق عادات تھے۔ جو کچھ آپ فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ لڑکپن ہی میں خلوت اختیار کی۔ اور لوگوں کو آپ پر کامل یقین تھا۔ جس نیت سے کوئی شخص آپ کے پاس آتا۔ اس کی امید بر آتی۔ اور وہ بامراد واپس جاتا۔ اور یہ دولت و سعادت آپ کو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے حاصل تھی۔ چنانچہ آپ کی پیدائش سے پیشتر آپ کے والد بزرگوار شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آئے اور التماس کی کہ آپ دعا کریں تاکہ میرے ہاں نیک بخت لڑکا پیدا ہو

شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے اپنا پس خوردہ پانی انہیں پلایا اور اپنے ہاتھ سے تین نوالے ان کے منہ میں ڈالے اور فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اسی سال فرزند عطا کرے گا۔ جس سے میرا نام اور آپ کا نام روشن ہو گا۔ اسی رات شیخ محمد والدہ صاحبہ کے رحم میں داخل ہوئے اور اسی سال پیدا ہوئے ✤

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب شیخ محمد چشتی سترہ سال کے ہوئے تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا مرید بنا لیا۔ اور فرمایا کہ اے شیخ محمد چشتی! تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور فقیروں غریبوں اور مسکینوں سے ہم صحبت رہے اور ان سے مل بیٹھے۔ اور انہیں کو دوست رکھے۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی کرے۔ اور اہل دنیا کی صحبت کو بڑی بھاری آفت خیال کرے۔ کیونکہ درویش کے لئے دنیا اور اہل دنیا کی صحبت سے موت بہتر ہے۔ ہمارے پیر فقیر تھے۔ اور فقیروں کو عزیز جانتے تھے۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کش رہے۔ اور درویش کی صحبت نعمت ہے۔ اور اہل سعادت اس کو منظور کرتے ہیں۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں کو قبول کیا۔ اور مرید ہونے کے بعد دس سال تک آپ حجرے کے اندر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اس عرصہ میں آپ سات روز کے بعد افطار کرتے اور ایک تازہ کھجور کھاتے۔ آپ کے سامنے جو آتا خواہ وہ کافر ہی ہوتا۔ فوراً مسلمان ہو جاتا اور تارک الدنیا اور کامل درویش بن جاتا۔ آپ کے عہد میں چشت میں کوئی کافر نہ رہا سب مسلمان ہو گئے۔ اور جو مومن آپ کی صحبت پاک میں رہتا۔ وہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھتا۔ اور روشن ضمیر ہو جاتا۔ اور آپ ہی کی طرح اہل ریاضت اور مجاہدہ اور مشاہدہ ہو جاتا اور اکسیر نعمت بن جاتا ✤

جب بارہ سال بعد بارہ روز بعد شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت کی گودڑی پہنائی۔ اور اپنا خلیفہ بنایا تو آپ کا ہاتھ پکڑ کر اور رو بقبلہ کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! میں نے محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو درویشی خرقہ پہنایا ہے اسے درویشی کے کام میں استقامت عنایت کر۔ اور قیامت کے دن اسے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیروں کے روبرو سرخروئی مرحمت کرنا۔ غیب سے آواز آئی کہ

اے ابو احمد! تسلی رکھ ہم نے تیری دعا قبول کر لی ہے۔ قیامت کے دن ہم محمد چشتی کو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہشت میں لائیں گے۔ اور جو کچھ اس کا مطلوب ہے اسے عنایت کیا جائے گا اور ہم اسے درویشوں کا سردار بناتے ہیں۔ وہ ہمارا ایک دوست ہے۔ جو اس سے محبت کرے گا۔ ہم اسے بھی بہشت عنایت کریں گے۔ جب شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے یہ خوشخبری سنی تو آپ خوش ہوئے۔ اور شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ اے محمد! درویشی اللہ تعالےٰ کے انبیاء اور اولیاء کا کام ہے۔ اور یہ بڑا اعلےٰ اور بزرگ مقام ہے۔ اس مقام پر سوائے صدیق کے اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ ہر ایک زندیق کا کام درویشی نہیں۔ اور درویشوں کو ہر وقت اللہ تعالےٰ کے کام میں لگے رہنا چاہیے۔ خواہ ذکر سے خواہ فکر سے اور خواہ تلاوت قرآن اور نماز سے اور گناہ کے نزدیک نہیں جانا چاہیے۔ اور بدکاروں اور اہل دنیا سے محبت اور ہم صحبت نہیں ہونا چاہیے۔ اور اسے اپنی کمائی سے روزی حاصل کرنی چاہیے۔ تاکہ دوسروں کا محتاج نہ ہو۔ اور خواہ کتنی ہی مصیبت غم و اندوہ اور تکلیف اسے پہنچے دم نہ مارے۔ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے خیال کرے۔ اور راضی رہے۔ اور درویشوں اور فقیروں کی ہم نشینی کو دولت عظیم خیال کرے۔ اور بادشاہوں اور دولت مندوں کی صحبت کو ہلاکت جان جانے۔ شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر کی ہر ایک نصیحت کو قبول کیا۔ اور لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے ✽

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ جب سے شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت پہنا۔ آپ دن رات روتے رہتے اور خاص کر نماز کی حالت میں بہت روتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں۔ آپ تو ماں کے شکم سے ہی نیک بخت پیدا ہوئے۔ اور لڑکپن سے اب تک بار الٰہی میں مشغول رہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس واسطے روتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے لڑکپن ہی میں میری نوازش فرمائی۔ ایسا نہ ہو کہ میرے کام کا انجام دگرگوں ہو جائے مجھے شیطان۔ برصیصا۔ اور بلعم باعور جیسی کا قصہ یاد آتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا کیا انجام ہوا۔ شیطان فرشتوں کا استاد تھا۔ اور جبرائیل کا معلم تھا اور انجام کار راندۂ درگاہ اور علیہ اللعنۃ ہو گیا۔ اور شیطان بن گیا۔ اور برصیصا زاہد اور مشہور شیخ تھا اور اسرار الٰہی کا واقف عارف اور لڑکپن اور بڑی عمر میں مستجاب الدعوات رہا۔ لیکن آخر کار بے ایمان ہو کر مرا۔ اور بلعم باعور صاحب کرامت درویش تھا۔ جس کی طرف نظر کرتا تھا وہ ولی اللہ ہو جاتا تھا۔ اور بہت سے اس کی نظر کی تاثیر سے کامل درویش ہو گئے۔ لیکن آخر کار دنیا سے بے ایمان گیا۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ آخر میں ہماری کیا حالت ہو گی۔ یہ سن کر تمام حاضرین مجلس رونے لگے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے محمد! رو اور آہ و زاری کر۔ کیونکہ تیری آہ و زاری ہماری درگاہ میں عمدہ معلوم ہوتی ہے اور میں اپنے دوستوں کے رونے کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے ڈر سے روتے ہیں۔ اور یہ نیک بختی اور سعادت کی علامت ہے۔ جس دل میں محبت الٰہی ہے۔ وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ اور جو بہت بدکار اور گنہگار ہے اسے خوف خدا کم ہے وہ شوخ چشم ہے اسے رونا نہیں آتا ✽

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی مجلس پاک میں حاضر تھے۔ اور قوالوں نے اگر شعر گانے شروع کیے۔ تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو وجد ہوا۔ اور سماع سنا شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی بے ہوش اور بے طاقت ہو گئے۔ اور سات دن رات تک بے ہوش پڑے رہے۔ اور نماز کے وقت قوالوں کو بند کر کے نماز کے فرض اور سنتیں ادا کر لیتے اور پھر سماع میں مشغول ہو جاتے۔ جب سات روز گزر گئے۔ تو شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے قوالوں کو فرمایا کہ چپ رہو تاکہ محمد چشتی ہوش میں آئے قوالوں نے جب شعر گانے بند کیے تو شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے دونوں آنکھیں کھول کر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا "کہو۔ کہو" حاضرین مجلس نے ایسے نعرے سنے کہ پہلے کبھی نہ سنے تھے۔ ان میں سے ہر ایک سماع میں آیا۔ اور تین دن رات تک اور سماع سنا کئے۔ فقط نماز وقت پر ادا کر لیتے۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب عاشقوں کے عشق کا آغاز ہے۔ لیکن انجام نہیں۔ اس میں فساد کا خوف ہے۔ عاشق اگر ساری عمر بھی سماع سنے۔ تو بھی سیر نہ ہو۔ آسمان کی طرف نگاہ کی تو نغمات کی آواز صاف صاف سنائی دیتی تھی۔ اور پھر جب شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ ہوش میں آئے تو شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کی یا مخدوم!

عاشقوں کے کام کی جو کشادگی اور مشاہدہ سماع میں ہے، کیا وہ کسی اور چیز میں بھی ہے۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے محمد! سماع ایک پوشیدہ بھید ہے۔ اس کو ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم سماع کے بھید کو ظاہر کریں تو تمام جہان سماع میں مشغول ہو جائے۔ بیچارے عام لوگوں کو اس بھید کی طاقت نہیں۔ اگر ان پر ظاہر کر دیا جائے تو فوراً ان کی حالت دگرگوں ہو جائے ؞

اے محمد! سماع کا بھید اہل سماع ہی جانتے ہیں۔ جو نعمت سماع میں رکھی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالٰے اہل سماع ہی کو دیتا ہے۔ شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ سماع وسیلہ ہے۔ سو سال کے مجاہدے اور ریاضت میں وہ کشادگی حاصل ہوتی ہے جو سماع میں ایک لحظہ میں ہوتی ہے۔ ایک کو کہتے ہیں کہ راہ میں سے ہو کر آ۔ اور دروازے پر کھڑا ہو پھر تو ہمیں پائے گا۔ اور دوسرے کو کہتے ہیں تو بھید دل کا واقف ہے۔ دروازے پر نہ جا۔ کیونکہ دیر ہوتی ہے۔ دروازے کی راہ آجا تاکہ تو ہم تک پہنچ جائے۔ اور ہماری نعمتوں کا مشاہدہ کرے۔ وہ شخص جس نے راہ طے کی۔ وہ بھی محبوب کا طالب ہے۔ اور محنت ومشقت اور تکلیف برداشت کر کے پہنچا ہے۔ اور جو دروازے کی راہ گیا۔ وہ بھی محبوب کا طالب ہے۔ لیکن اس نے بغیر رنج و محنت خزانہ حاصل کیا ہے۔ اور اپنا مقصد حاصل کیا۔ لیکن ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ جو دروازے کی راہ جائے۔ جباری اور قہاری کی حکومت کا شمشیر زن اس کا بدلہ لیتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو اس لائق ہے۔ کہ اس راستے سے آوے۔ اور ہمارے واصلوں کے مرتبے میں قدم رکھے۔ اہل سماع کا درجہ نہایت ہی اعلےٰ ہے۔ کہ ان کے درجے کا بیان بیان میں نہیں سما سکتا۔ اور نہ تحریر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالٰے ہی جانتا ہے کہ اہل سماع پر کیا کیا کشف اسرار ہوتے ہیں۔ کہ ان اسرار پر بحالت سماع وہ پروانے کی طرح دیوانے اور فریفتہ ہوتے ہیں۔ ہر شخص ان اسرار کے محرم ہونے کے لائق نہیں۔ جس نے یہ کہا ہے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی قدس اللہ سرہم العزیز کی زبانی سنا ہے، کہ شیخ ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ باعظمت اور صاحب ولایت اور کرامت تھے۔ آپ ریاضت اور مجاہدہ بہت کیا کرتے تھے۔ اور درویشوں کی خدمت کے وسیلے قرب الٰہی حاصل کیا تھا۔ اور شراب وصل چکھا تھا۔ آپ عشق و محبت میں سالکوں کے راہبر تھے۔ جو آپ کی صحبت پاک میں تین دن رہتا۔ وہ کامل درویش اور صاحب کرامت ہو جاتا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ اسے دکھائی دینے لگتا۔ اور جو آپ کے منظور نظر ہوتے ان کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہتی۔ آپ کا کوئی مرید اور معتقد دنیا کے گرد نہ پھٹکتا۔ اور اہل دنیا سے مل کر نہ بیٹھتا۔ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر مرید آپ کی ملاقات کو آیا کرتے۔ اور جب آتے تو آپ کا چہرہ دیکھ کر سماع میں آ جاتے۔ اور تواجد ہو جاتا۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو شیخ ناصر الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر تواجد کیوں ہوتا ہے۔ اس میں کیا بھید ہے! شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں آپ کے جبینِ مبارک میں دیکھتا ہوں۔ اگر تم بھی دیکھ لو تو بے طاقت اور بے قرار ہو جاؤ۔ اللہ تعالٰے نے شیخ ناصر الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بہت بڑی عنایت کی ہے۔ طالب بے چارہ آپ کے وسیلے اپنے مطلوب کو پہنچتا ہے ؞

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ اعلےٰ درجہ کے عالم اور ہمیشہ علم کے متلاشی تھے آپ جب شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے۔ تو شیخ صاحب آپ پر بہت عنایت کرتے اور فرماتے کہ اے ناصر الدین خدائی علم وہ علم ہے جسے کوئی عقل سمجھ نہیں سکتی۔ مگر اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے شیخ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو کبھی علم تھا۔ کسی چیز کی بابت سوال کیا۔ تو شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کے سات سو جواب دیئے تب شیخ ناصر الدین یوسف چشتی کو اپنا علم شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے مقابلے

ایسا معلوم ہوا جیسا ناداں بچہ ایک بڑے جید عالم کے روبرو ابجد شروع کرے۔ الغرض تعظیم بجا لائے اور عرض کی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کا مرید ہو جاؤں۔ شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ نے قبول کیا اور آپ مرید ہو گئے۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ناصر الدین! سات مرتبہ میرا نام لے اور زمین کی طرف دیکھ اور سات مرتبہ میرا نام لے کر آسمان کی طرف دیکھ۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ جب زمین کی طرف دیکھا تو تحت الثریٰ تک نظر پڑی۔ اور جب آسمان کی طرف دیکھا تو عرش و کرسی پر جا نگاہ ٹھہری۔ بعد ازاں آپ کو شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اسم اعظم جو خواجہ خضر علیہ السلام سے سیکھا تھا، سکھایا۔ اور پڑھنے کی اجازت دی۔ جونہی کہ آپ کو وہ اسم اعظم یاد ہوا، علم لدنی آپ پر کھل گیا۔ اور توریت، انجیل، زبور، فرقان اور پہلے انبیاء کے صحیفے سب یاد ہو گئے۔ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے ناصر الدین! تجھے لازم ہے کہ درویشوں کو عزیز جانے اور درویشوں ہی سے نشست و برخاست رکھے اور فقر و فاقہ اختیار کرے۔ کیونکہ تمام انبیاء اور اولیاء نے فقر و فاقہ اختیار کیا ہے اور تمام فقرا کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو فقر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھا، کسی پیغمبر کے گھر میں نہ تھا۔ اور ہمارے تمام پیر فقیر تھے۔ اور فقر کو عزیز جانتے تھے۔ آپ نے فقر و فاقہ اور خلوت اختیار کی۔ اور لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد چودہ سال تک آپ اسی ذکر میں مشغول رہے۔ اور اس عرصے میں تین یا چار فاقوں کے بعد افطار کرتے۔ اور تین نوالے لیتے۔ اور گھگی لگا ہوا رنگین کپڑا پہنتے اور فقیروں کو عزیز جانتے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کے نزدیک نہ جاتے۔ اور جس روز اہل دنیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اس قدر غم و اندوہ کرتے کہ آپ کے چہرہ مبارک سے بھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ رونا چاہتے ہیں۔ اور واویلا کئے چاہتے ہیں۔ جب لوگ آپ سے اس کا سبب پوچھتے۔ تو آپ فرماتے کہ میں نے اہل دنیا کا چہرہ دیکھا ہے اور مردار دنیا کی بو میرے دماغ میں پہنچی ہے۔ اس لئے مجھے حضوری اس وقت حاصل نہیں ہوئی۔ اور میرا دل خراب ہو گیا ہے۔ افسوس اس درویش پر جو دعوے تو درویشی کا کرے۔ اور ہم نشینی اہل دنیا کی اختیار کرے۔ درویش کو درویش ہی سے مل کر بیٹھنا چاہئے تاکہ اسے حضوری دل کا ذوق حاصل ہو۔ کستوری اور ہینگ ایک جگہ اکٹھی نہیں ہونی چاہئے اگر ایک جگہ رکھی جائیں تو کستوری کی خوشبو جاتی رہے گی اور کستوری کو بھی ہینگ کہیں گے۔ لیکن اگر ہینگ کستوری کے پاس پڑی رہی تو اس میں کستوری کی خاصیت پیدا نہیں ہو گی۔ وہی ہینگ کی ہینگ رہے گی۔ اہل دنیا کی صحبت درویش کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے۔ جیسے کہ ہینگ کستوری کو۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی صحبت سے اس طرح پرہیز کرتے تھے کہ لوگ کوڑھی کی صحبت سے۔ اور اگر کبھی اتفاقیہ اہل دنیا سے مل کر بیٹھتے تو کپڑا کتاب وغیرہ جو اس وقت ہمراہ ہوتا۔ سب فقیروں کو دیدیتے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ میں فقیر ہوں میں فقر اور اہل فقر کو ہی عزیز جانتا ہوں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تو اہل دنیا اور فقیر دونو حاضر ہوا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اہل دنیا سے پرہیز نہیں کی۔ آپ کس واسطے پرہیز کرتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمان الٰہی کے مطابق دولت مندوں اور فقیروں میں بیٹھتے تھے۔ اس واسطے کہ پیغمبروں کی طبعت اثر والی ہوتی ہے۔ ان کی صحبت کی برکت سے دولت مند اور اہل دنیا کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور درویش بن جاتے ہیں۔ اور دولت مندوں کی صحبت پیغمبروں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور تمام پیغمبر محفوظ ہیں۔ اور ہم محفوظ نہیں۔ ہم گنہگار ہیں۔ ہم خود عاجز ہیں۔ جو گنہگار ہو وہ بیچارہ خود ڈوب رہا ہے۔ اسے دولتمندوں سے مل کر بیٹھنے سے کیا نسبت۔ درویش فقر ہی میں سلامت رہتا ہے +

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب شیخ ناصر الدین یوسف چشتی علیہ الرحمۃ شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ کے مرید ہوئے تو پیشتر اس کے آپ چودھا سال مجاہدے اور ریاضت میں مشغول رہے۔ اور آپ کا ورد لا الٰہ الا اللہ رہے +

چودھا سال بعد شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت پہنایا۔ اور اپنا جانشین بنایا۔ اور فرمایا کہ اے ناصر الدین! تو نے پیران چشت کا خرقہ پہنا ہے۔

تجھے لازم ہے کہ ان کی پیروی کرے اور اپنے تئیں سب سے ادنےٰ اور سب کو اپنے آپ سے اعلےٰ خیال کرے اور ہمیشہ فقر وفاقہ اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانے۔ کیونکہ فقیروں کو عزیز جاننا گویا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے جو فقر فاقے اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کا نام اپنے دوستوں میں لکھتا ہے۔ اور اسے عزیز جانتا ہے۔ اور قیامت کے دن اسے پیغمبروں کی صف میں حاضر کرے گا۔ اس واسطے کہ تمام انبیاءٗ فقیر تھے۔ آپ نے پیر کی نصیحت کو قبول کیا۔ اور فقر اختیار کیا۔ آپ کے فقر نے یہاں تک ترقی کی کہ آپ کے گھر میں تین چار بلکہ اکثر اوقات پانچ وقت کا بھی فاقہ ہوتا۔ بعد ازاں اگر کوئی چیز عالم غیب سے پہنچتی۔ تو اس میں سے بہت تھوڑی مقدار کھاتے۔ آپ کے معتقد بے شمار تھے۔ جو کچھ وہ نذر نیاز لاتے آپ فقیروں اور مسکینوں کو دیدیتے۔ آپ ان چیزوں کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے۔ کہ کیا آیا ہے اور کیا تھا! آپ کا خادم نیک بخت۔ عالی ہمت اور صاحب دیانت تھا۔ اور آپ کی رضامندی اسی بات میں تھی۔ کہ جو چیز کوئی شخص لائے۔ وہ فقیروں کو دے دی جائے۔ اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا جائے۔ اور اگر کبھی خادم غلطی سے کوئی چیز رکھ لیتا۔ تو آپ کو حضوری دل حاصل نہ ہوتی۔ اور آپ معلوم کر جاتے کہ آج خادم نے ہمارے لئے یا غلطی سے کوئی چیز رکھ لی ہے۔ اور فوراً اسے بلا کر پوچھتے۔ کہ کیا تم نے ہمارے لئے یا غلطی سے کوئی چیز رکھ لی ہے۔ اور وہ رکھی ہوئی چیز فوراً حاضر خدمت کر دیتا۔ اور آپ فقیروں کو بلا کر وہ چیز تقسیم کر دیتے۔ یا اپنے پڑوسیوں کے گھروں میں پہنچا دیتے۔ تب آپ کو قرار حاصل ہوتا۔ آپ دنیا اور اہل دنیا کے تارک تھے۔ کسی وقت بھی اہل دنیا کو مخصوص کر کے ان سے گفتگو نہ کرتے۔ اگر آپ کی مجلس میں کوئی فقیر یا غریب ہوتا تو پھر آپ اہل دنیا کو مجلس میں نہ آنے دیتے۔ اور بات چیت بھی فقیروں ہی سے کرتے۔ دن بھر آپ فقیروں کی طرف متوجہ رہتے۔ اور فقیر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے۔ اور فقیروں سے مل کر کھانا کھاتے بارہا آپ خود فقیروں کے ہاتھ دھلاتے۔ اور خادموں کی طرح ان کی خدمت بجالاتے اور ان کا ادب ملحوظ رکھتے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ آپ فقیروں کی اس قدر تعظیم و تکریم کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ فقیر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم

کے دوست ہیں۔ وہ کون شخص ہے کہ جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی تعظیم و تکریم نہ کرے۔ فقر بڑی بھاری نعمت ہے۔ سوائے انبیاء اور اولیاء کے کوئی اس سے واقف نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ اس قدر فاسق فقیر ہیں کیا انہیں بھی صاحب نعمت کہتے ہیں۔ ہم نے تو کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ اہل نعمت فاسق نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگرچہ فقراء بعض فاسق ہیں۔ لیکن کافر نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ خدائی کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کسی فقیر نے خدائی دعویٰ نہیں کیا۔ فقیر بے چارہ خود گرفتار ہے وہ ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرتا ہے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور گزشتہ پیغمبروں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی کتابوں کو حق خیال کرتا ہے۔ اور فرشتوں اور روز قیامت کا اسے ایمان ہے ایسا شخص خواہ فاسق ہو خواہ زاہد وہ اللہ تعالےٰ کا دوست ہے۔ وہ اس فقر اور عاجزی کے سبب دولت مندوں سے پانسو سال پہلے بہشت میں داخل ہوگا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ! قیامت کے روز ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب دوزخ کا عذاب ہوگا۔ وہاں پر فاسق فقراء کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقراء گناہ کے موافق دوزخ میں تو رہیں گے لیکن دوزخ کی آگ انہیں تکلیف نہیں دے گی۔ کیونکہ فقراء اللہ تعالےٰ کی حفظ و امان میں ہیں۔ وہ اپنے عمل کے موافق بہشت میں آئیں گے۔ مگر اس وقت جبکہ دشمن ان سے راضی ہوں۔ اگر راضی نہ ہوں۔ تو درویش بہشت میں نہیں جا سکیگا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ جب دشمن فقراء پر اللہ تعالےٰ کی مہربانی دیکھیں گے۔ تو خود بخود راضی ہو جائیں گے پھر اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ اے میرے دوست کے دشمن تو میرے دوست پر راضی ہوا ہے۔ اس لئے تو بھی اس کے ہمراہ بہشت میں آجا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیروں کی ارواح کے لئے طعام تیار کرتے اور فقیروں کو علیحدہ بٹھا کر ان کے آگے لذیذ کھانا رکھتے۔ اور اگر فقیروں میں کوئی اہل دنیا آ بیٹھتا۔ تو آپ ناخوش ہو جاتے۔ اور اس اہل دنیا کو کھانا دیکر

واپس کر دیتے۔ کہتے ہیں کہ جو فقیر اور غریب آپ کے گھر آتا خوش ہو کر جاتا۔ اور جو بادشاہ اور اہل دنیا آپ کے گھر آتا اپنا مرتبہ جاتا۔ آپ ہرگز بادشاہوں اور اہل دنیا کو صدر میں جگہ نہ دیتے۔ اور کسی بادشاہ کو فقیروں سے اونچا نہ بٹھاتے۔ ہمیشہ فقیروں ہی کی نوازش کرتے۔ اور انہیں کی تعظیم و تکریم کرتے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب سماع سنتے تو آپ کی مجلس میں علماء فقراء اور دیگر مشائخ کے سوا اور کوئی حاضر نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی اہل دنیا اس میں آجاتا۔ تو آپ کو سماع کا ذوق حاصل نہ ہوتا۔ جلدی ہی آپ لوگوں کو ہٹا دیتے۔ چند ایک درویشوں کو لے کر سماع سنتے۔ اور فرماتے کہ اسرار الٰہی نا اہلوں پر ظاہر نہیں کرنے چاہئیں ہمارے پیروں نے ایسا نہیں کیا ہے۔ وہ سب اہل دنیا سے پرہیز کرتے آئے ہیں۔ اور کبھی سماع کے وقت اہل دنیا کو دخل نہیں دیا۔ اگر کوئی اہل دنیا آپ کی مجلس سماع میں آجاتا تو فوراً مجذوب ہو جاتا۔ اور دنیا کی محبت اس کے دل سے جاتی رہتی۔ اور اسی وقت خرقہ پوش درویش بن جاتا۔ اور خلوت اختیار کر کے دن رات ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ سماع سنتے۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔ اور خود وجود میں گم ہو جاتے۔ اور کبھی آپ کا چہرہ مبارک سفید پڑ جاتا اور کبھی زرد اور کبھی سرخ۔ آپ سماع میں اس قدر روتے۔ کہ آپ کے رونے سے لوگ بھی رونے لگتے۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ مارے درد کے آپ کا سینہ مبارک پھٹ جائے گا۔ اور آپ کا دل نہایت بے قرار ہوتا۔ اور تمام حاضرین پر رقت طاری ہوتی اور جو اس مجلس میں حاضر ہوتا۔ پھر کبھی دنیا یا اہل دنیا کے نزدیک نہ جاتا۔ اور اہل بدعت کے پاس نہ بیٹھتا۔ وہ بھی اس راہ کا طالب اور اس بارگاہ کا ڈھونڈنے والا بن جاتا۔ آپ نے یہ حکم دے رکھا تھا۔ کہ جو ہماری مجلس سماع میں آئے گا۔ وہ صاحب نعمت اور اہل کرامت ہو جائے گا۔ ان دنوں ایک بدکار نے جب یہ حکم سنا تو اس نے کہا۔ کہ میں مجلس میں جاؤں گا۔ اور سماع میں

شریک ہوں گا۔ جب وہ آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ تو شیخ صاحب کی صحبت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ مجذوب ہو گیا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھنے لگا۔ اس کا دل فسق و فجور سے صاف ہو گیا۔ پھر اس نے کبھی بدکاری نہ کی۔ اور خلوت اختیار کر کے کامل درویش بن گیا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ سماع سنا کرتے۔ تو آپ کے چہرے سے نور آسمان تک روشن ہوتا۔ اور تمام حاضرین مجلس اس کو دیکھتے۔ جو مریض اس وقت آپ کی صحبت میں حاضر ہوتا صحت پاتا۔ اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوتی۔ کسی نے آپ کو یہ نہ کہا کہ سماع حرام ہے۔ ایک عزیز نے آپ سے پوچھا۔ کہ یا شیخ جب کہ سماع بندے اور خدا کے درمیان سر ہے۔ تو پھر شیخ جنید بغدادی قدس سرہ نے اس سے کیوں توبہ کی!٭

آپ نے فرمایا کہ میں نے جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید شیخ شبلی علیہ الرحمۃ سے سنا ہے کہ خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے سماع سے توبہ نہیں کی۔ البتہ اسے ترک اس واسطے کیا ہے۔ کہ ان دنوں شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ تنہا تھے اور کوئی موجود نہ تھا اور شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود نہ تھے۔ کیونکہ وہ حج کو گئے ہوئے تھے۔ جب خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا۔ کہ تمام یار جو سر کے موافق تھے نہ رہے۔ اس لئے سماع کو ترک کر دیا۔ کیونکہ سماع میں بھائیوں کا شریک ہونا لازمی ہے۔ بھائیوں کے نہ ہونے کے سبب انہوں نے توبہ کی۔ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ اگر جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ چشت میں آئے ہوتے یا یہ بیچارہ شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ تو شیخ صاحب کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے۔ پس اے سماع کو لازم ہے کہ مجلس سماع میں اہل دنیا اور فاسق کو نہ آنے دیں۔ سب کے سب اہل ریاضت اور مجاہدہ ہونے چاہئیں۔ تاکہ سماع کا حظ اٹھا سکیں ٭

ایک عزیز نے شیخ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ اگر شاذ و نادر کوئی فاسق مجلس سماع میں آجائے یا کوئی بے ریش حاضر ہو۔ تو کیا جائز ہے! آپ نے

فرمایا کہ حد سے کثرت ہو۔ اگر فاسق زیادہ ہوں تو ایسے موقع پر سماع سننا جائز نہیں نہ شریعت میں اور نہ طریقت میں۔ لیکن اگر اہل صلاح اور تقوے کی تعداد زیادہ ہو۔ تو چونکہ اہل سماع عاشق ہوتا ہے۔ اور اسے اپنے آپ کی خبر نہیں ہوتی۔ اس لئے سماع جائز ہے۔ لیکن ہمارے پیروں نے فرمایا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ مجلس میں ایسے رئیس اور اہل دولت نہ ہوں۔ تاکہ اہل سماع کو سماع کا ذوق حاصل ہو اور جلدی اپنے مطلب اور مقصد کو پالیں ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ ناصر الدین یوسف چشتی علیہ الرحمۃ جہاں کہیں سن لیتے کہ فلاں شخص اہل سماع ہے آپ اس کے گھر جاکر اس سے ملاقات کرتے۔ اور اس سے مل کر سماع سنتے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ نفس پرست اور حریص سماع کے لائق نہیں۔ بلکہ سماع کے لائق وہ اہل دل ہے جو دیدار کا عاشق اور لقائے پروردگار کا مشتاق ہو۔ اور سب کاموں سے فارغ اور اس بھید کا واقف ہو۔ اہل سماع کو جو کچھ سماع میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ سو سال خلوت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ دن رات سجدہ اور رکوع میں گذاریں۔ اہل سماع کا مرتبہ اوروں کو معلوم نہیں۔ یہ مرتبہ بہت اعلےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی اہل سماع کے دلی اسرار کو نہیں جانتا۔ اور نہ ہی ہر شخص اس مرتبے کے لائق ہے۔ جس نے یہ کہا ہے خدا کرے کہ وہ خوش وقت ہو سے

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ کی زبانی سنا ہے کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ بڑے نامور شیخ عارف زمانہ سالک پروردگار۔ نیک لوگوں کے سر برآوردہ اور بارگاہ الٰہی کے مقرب تھے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے غیر سے ہمیشہ بیزار رہتے۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے

محبت کرتے۔ آپ تیس سال تک رات کو جاگا کئے۔ آپ نے مجاہدہ اور ریاضت اور محنت ومشقت بہت کچھ اٹھائی۔ تب کہیں مطلب کو حاصل کیا۔ جو شخص آپ کی صحبت پاک میں حاضر ہوتا۔ وہ اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ صاحب نعمت تھے۔ اور جس کی طرف نگاہ کرتے وہ بھی صاحب نعمت ہوجاتا۔ آپ کی خانقاہ میں جو شخص تین روز رہتا۔ اس کی مشکلات حل ہوجاتیں اور وہ ولی اللہ ہوجاتا۔ اور اسے قرب الٰہی حاصل ہوجاتا ٭

اور نیز فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ کا مرید ہوتا۔ پہلے ہی روز اس کی نظر سے حجاب دور ہوجاتا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہر چیز کا معاینہ کرتا۔ اور صلاحیت میں بڑی کوشش کرتا۔ آپ کا ہر ایک مرید صاحب نعمت اور اہل کرامت تھا ٭

اور نیز فرماتے ہیں کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ بڑے جید عالم اور شریعت اور طریقت کے بڑے پکے تھے۔ آپ سے ایک قول یا ایک فعل بھی خلاف شرع ظہور میں نہیں آیا۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتے پہلے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے۔ پھر غیب سے آواز آتی۔ آپ اس پر عمل در آمد کرتے۔ اور فقیر دل، عزیزوں اور مسکینوں کو دوست رکھتے۔ اور انہیں سے مل کر بیٹھتے۔ اور کبھی اچھا کپڑا نہ پہنتے۔ ہمیشہ ٹھگلی لگا کپڑا پہنتے۔ آپ درویشوں کے سردار تھے۔ اور اپنے زمانے میں لاثانی تھے۔ چنانچہ اس عہد کے درویش اس بات پر متفق تھے۔ کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی بانعمت اور اہل کرامت اور صاحب ولایت ہے۔ جو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ نعمت حاصل کرتا ٭

منقول ہے کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ اہل سماع تھے۔ اور جب آپ سماع میں مشغول ہوتے۔ آپ کو اپنے آپ کی کوئی سدھ بدھ نہ ہوتی اور منہ سے جھاگ آتی۔ اور جو شخص آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ اس پر خاص حالت طاری ہوتی۔ اور رونے لگتا۔ اور اسے تواجد ہوتا۔ آپ مجلس سماع میں بارہا حلقہ سماع سے غائب ہوجاتے۔ اور ایک گھڑی بعد پھر موجود ہوجاتے ٭

ایک مرتبہ ایک صوفی نے آپ سے التماس کی کہ کیا میں آپ سے آپ کے سماع کا بھید پوچھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اگر مجھے بتانے کی اجازت مل گئی۔ تو میں بتا دوں گا۔ اس نے پوچھا کہ آپ بارہا حلقہ سماع سے غائب کیوں ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک ساعت بعد موجود ہو جاتے ہیں۔ اس میں کیا بھید ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اے صوفی! تو نے صورت تو پہن لی۔ لیکن ابھی تک دل کو صاف نہ کیا۔ ابھی تیری نظر ظاہری ہے۔ تیری باطنی آنکھ روشن نہیں۔ سن جب اہل سماع سماع سنتے ہیں۔ اس وقت انہیں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یا اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے کسی کو وہ مرتبہ عطا کرے۔ پھر اسے معلوم ہو کہ اہل سماع کا کیا درجہ ہے۔ اہل سماع نور کے مقام میں آرام کرتے ہیں۔ جب اہل سماع اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ تو خلقت کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور ظاہر بین جانتے ہیں کہ اہل سماع غائب ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ موجود ہوتا ہے صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس وقت اسے قرب دوست حاصل ہوتا ہے۔ اور سب سے بیگانہ ہو کر محبوب سے یگانہ ہوتا ہے۔ اور محبوب کے نور کا لباس پہنے ہوئے ہوتا ہے اسے محبوب کے سوا اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ یا وہ دیکھ سکتے ہیں جو محبوب کے محبوب ہوں۔ اور انہیں یہ مقام حاصل ہو۔ اور انہیں نور کا لباس مل گیا ہو۔ اور وہ اہل سماع ہیں۔

پیر دستگیر قطب الاولیا، شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ جب سماع سنتے۔ تو پہلے قرآن مجید پڑھتے۔ اور سماع کے بعد قرآن مجید ختم کرتے۔

منقول ہے کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ سماع کے وقت دونوں آنکھیں آسمان کی طرف رکھتے اور کبھی حالت سماع میں اس قدر روتے کہ آپ کا سینہ مبارک تر ہو جاتا۔ اور آپ کے رونے سے حاضرین مجلس بھی رونے لگتے۔ اور کبھی کبھی حالت سماع میں آپ مسکراتے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا۔ ایک درویش نے آپ سے پوچھا کہ یا شیخ! آپ کبھی تو حالت سماع میں اس قدر روتے ہیں۔ کہ آپ کے رونے سے اہل مجلس کو بھی رونا آجاتا ہے۔ اور کبھی آپ مسکراتے ہیں۔ اور آپ کا چہرہ سرخ

ہو جاتا ہے۔ اس میں کیا بھید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اہل سماع حالت جمال میں سرخ ہو جاتے ہیں۔ اور دوست انہیں کہتا ہے۔ کہ اے فلاں ابن فلاں میں تجھے یہ دولت دوں گا۔ اس وقت بغیر قصد کے مسکرانے لگتا ہے۔ کہ میں ہمیشہ دوست کو چاہتا ہوں۔ اور دوست مجھے اس طرح دکھلائی دیتا ہے۔ اور عاشق کو بغیر دوست کے آرام نہیں آتا۔ اور طالب کو سوائے دوست کے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ یہ بھید ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ بعض وقت اہل سماع حالت جمال میں جلال الٰہی سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ہمہ صفت موصوف ہے۔ جبار بھی ہے اور قہار بھی۔ جدائی کے خوف سے وہ روتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سماع میں اس قدر بھید ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ اور نہ ہی تحریر ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کیا بھید ہے۔ اگر اس بھید کا ذرہ بھر بھی اہل سماع عام لوگوں کو ظاہر کر دیں۔ تو سولی کا فتویٰ دے دیں۔ اور عین القضات کی طرح جلا دیں۔ ہمارے پیروں نے ان اسرار کو پوشیدہ رکھا ہے۔ اور نا اہلوں کے روبرو بیان نہیں کیا۔ اس واسطے کہ اہل سماع پر تو یہ راز ظاہر ہیں۔ اور نا اہلوں کے روبرو بیان کرنے نہیں چاہئیں۔

پیر دستگیر قطب الاولیا، شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ جب حضرت مخدوم شیخ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے۔ تو شیخ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے قطب الدین مودود چشتی تجھے لازم ہے کہ فقر کو اختیار کرے۔ کیونکہ درویشی کا کام فقر ہی سے کشادہ ہوتا ہے۔ درویش میں جس قدر فقر زیادہ ہوگا۔ اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوگا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے سردار تھے۔ اور سب درویشوں کے راہبر ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر اختیار کیا۔ اور "الفقر فخری" فرمایا اللہ تعالےٰ نے فقر کو برگزیدہ کیا۔ اور معراج کی رات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے قبول کیا۔ اور جب واپس تشریف لائے۔ اور صبح کی نماز ادا کی۔ تو یاروں کے سامنے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ "اللّٰھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین" یعنی اے پروردگار! میری زندگی۔ موت بحالت مسکینی ہو اور حشر مسکینوں میں ہو۔ ہمارے تمام پیر فقیر ہو گذرے ہیں۔

اور وہ مسکینوں کو عزیز جانا کرتے تھے اور فقیروں ہی سے نشست و برخاست کیا کرتے تھے۔ کیونکہ فقیر سے محبت کرنا سنت نبویؐ اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی پیروی اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی خوشنودی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے قطب الدین! جو فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتا ہے۔ یقین جانو کہ وہ نیک بخت اور اہل سعادت ہے اور جو ان سے روگردانی اور کنارہ کشی کرے اس کی ہم نشینی سے دور بھاگنا چاہیئے۔ اور اس کے قریب نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اس واسطے کہ اس نے گویا سنت نبویؐ اور علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی پیروی سے روگردانی کی ہے۔ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کرنا نیک بختی کی علامت نہیں۔ آپ نے شیخ ناصر الدین یوسف چشتی علیہ الرحمۃ کی ساری نصیحتوں کو قبول کیا۔ اور لا الٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہوئے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہو گئے۔ تو بعد ازاں آپ بیسؔ سال تک خلوت میں بیٹھے رہے۔ اور اس عرصے میں پانچ چھ روز کے بعد افطار کرتے۔ اور دوؔ ختم قرآن شریف دن کو۔ اور دو رات کو کیا کرتے اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر بکثرت کرتے۔ آپ روشن ضمیر ہو گئے تھے۔ جو آپ سے ملاقات کرتا۔ آپ اس کا سارا حال بیان کر دیتے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ! آپ غیب کا حال کس طرح معلوم کر لیتے ہیں۔ دلوں کے فعل تو نزدیکی فرشتے کو بھی معلوم نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ کہ کراماً کاتبین " یعلمون ما تفعلون " یعنی جو تم کرتے ہو وہی کراماً کاتبین جانتے ہیں ٭

آپ نے فرمایا۔ ہم اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے کہتے ہیں۔ ہمیں غیب کی باتیں معلوم نہیں۔ جو کچھ ہم سے کہلوانا چاہتا ہے۔ پہلے ہم اس کا معائنہ کرتے ہیں اور بعد ازاں کہتے ہیں۔ اور جسے دیکھ لیں وہ غیب نہیں کہلا سکتی۔ امت محمدیؐ میں ایسے نیک بخت بھی موجود ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اور ان کے درمیان وہ بھید ہیں۔ جن سے مقرب فرشتے بھی واقف نہیں ٭

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ جو مقام مجھے حاصل ہے۔ وہ مبتدیوں کا مقام ہے ابھی میں نے مشائخ کا خرقہ نہیں پہنا۔ اور نہ ابھی ان کا جانشین بنا ہوں۔ درویشی کا مرتبہ تو بہت بلند ہے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ مرید ہونے کے بعد بیس سال تک مجاہدہ کرتے رہے۔ بعد ازاں شیخ ناصر الدین یوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت دی اور درویشی خرقہ پہنایا۔ اور فرمایا اے قطب الدین مودود چشتی! درویش خرقہ وہ پہنتا ہے۔ جو اہل ریاضت ہو۔ اس کا دل حسد کینے اور بری باتوں وغیرہ سے بالکل صاف ہو۔ اور تعریف اور مذمت اس کے نزدیک برابر ہو۔ کسی کی تعریف سے خوش نہ ہو۔ اور کسی کے مذمت کرنے سے ناخوش نہ ہو۔ اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے ٭

بعد ازاں شیخ ناصر الدین یوسف چشتی علیہ الرحمۃ نے وہ اسم جو اپنے پیر شیخ محمد چشتی علیہ الرحمۃ سے سیکھا تھا۔ عطا فرمایا۔ جونہی کہ آپ نے وہ اسم الٰہی حفظ کیا۔ علم لدنی حاصل ہوا۔ اور جہان بھر کے علم آپ کو یاد ہو گئے۔ اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ اور قرآن بیان کرنے لگے۔ اور لوگوں سے خلق اور تواضع سے پیش آتے۔ سب کو پہلے سلام کرتے اور سب کو اپنے سے بہتر خیال کرتے تھے۔ اور اپنے تئیں سب سے ادنےٰ سمجھتے۔ اور بارہا اپنے غلام اور لونڈیوں کو سلام کرتے۔ اور اپنے غلام کو دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ! آپ ادنےٰ کی تعظیم کے لئے کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بے شک اعلےٰ کو ادنےٰ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا چاہیئے۔ اور سلام کہنا چاہیئے۔ جب پیغمبر علیہ السلام معراج کو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ اور فرمایا " یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ " اور اللہ تعالےٰ نے جو سب سے اعلےٰ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اپنے بندے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو تمام انبیاء سے اعلےٰ ہیں۔ اپنے اصحاب اور غیر اصحاب کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ جاہل ہی ہوتا۔ اس لئے سنت نبویؐ یہی ہے کہ اعلےٰ ادنےٰ کو پہلے سلام کرے اور تواضع سے پیش آئے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ شیخ قطب الدین مودود چشتی کا مرتبہ نہایت بلند تھا۔ اور آپ کے مرید بھی منتہی ہو چکے تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کامل تھا۔ اور آپ کے مریدوں اور منظوروں کی نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک پڑتی تھی۔ اور جس بیمار پر آپ کی نگاہ پڑتی وہ اسی وقت صحتیاب ہوتا۔ کیا ہی اعلےٰ مرتبہ تھا جو آپ کو حاصل تھا۔ ہر شخص اس مرتبے کے لائق نہیں ہوتا اور نفس پرست اور حریص اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ یہ مرتبہ خواص ول عاشقوں اور عارفوں کا ہے۔ ہر شخص عاشقی کے لائق نہیں ہوتا۔ اور عاشقی کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو۔ جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل

در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السرّ فی ذکر شیخ المشایخ شیخ حاجی شریف زندانی خلیفہ قطبُ الدّین مودُود چشتی علیہم الرحمۃ والرّضوان

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہ کی زبان دربار سے سنا ہے کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ باعظمت شیخ اہل ولایت صاحب کرامت اہل ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ آپ کی نظر اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔ جس پر آپ نگاہ ڈالتے۔ وہ صاحب نعمت اور کامل درویش بن جاتا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگتا۔ آپ ہمیشہ خلوت میں رہا کرتے۔ اور تین دن کے بعد افطار کرتے۔ اور بے نمک سبزی کے تین لقمے کھاتے۔ جو آپ کا پس خوردہ کھاتا۔ وہ مجذوب ہو جاتا۔ اور اس کا دل دنیا سے بالکل سرد ہو جاتا۔ اور پھر کبھی گناہ کے نزدیک نہ پھٹکتا۔

منقول ہے کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی۔ چودہ سال کی عمر سے لے کر آخری دم تک آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت کے کبھی باطل نہ ہوا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ علاء الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ ہمیشہ رویا کرتے اور اس قدر روتے کہ حاضرین مجلس بھی رونے لگتے۔ اور بارہا آپ نعرہ مار کر آہ آہ کہتے اور بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور بے طاقت ہو جاتے۔ پھر جب آپ کے چہرہ مبارک پر پانی کے چھینٹے دیئے جاتے۔ تو آپ ہوش میں آتے۔ لوگوں نے آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب مجھے یہ آیت یاد آتی ہے۔ کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ؕ (جنوں اور انسانوں کو میں نے عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔) تو میں مدہوش اور بے طاقت ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ دن رات ہم اسے یاد کریں۔ اور اس کے احکام بجا لائیں۔ اور ہم عمر اور زید کے جھگڑوں میں مشغول ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن ہماری کیا حالت ہوگی۔ ظاہر میں تو میں درویش ہوں۔ اور درویشانہ لباس پہنے ہوتے ہوں۔ لیکن باطن میں کبھی کبھی بے حضور ہو جاتا ہوں۔ اور لوگوں سے الفت کرتا ہوں۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں قیامت کے دن مجھے درویشوں میں شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اور یہ نہ کہیں کہ حاجی شریف تو اللہ تعالےٰ کا دوست تھا۔ اس قسم کی دوستی عاشقوں کے مذہب میں جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ ایسے شخص کو عاشقوں کے حلقے میں بیٹھنے نہیں دیتے۔ اور ایسے شخص کو خرقہ درویشی پہننا جائز نہیں۔ خرقہ وہ شخص پہنتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سوا غیر کی محبت نہ ہو۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ جب نماز ادا کرتے تو آپ کو حضوری حاصل ہوتی۔ اور اگر حالت نماز میں کوئی شخص آپ کو تکلیف پہنچاتا۔ تو آپ کو مطلق خبر نہ ہوتی۔ ایک روز آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے بے طاقت ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ آپ ذکر کے وقت بے طاقت کیوں ہوئے جاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ عاشق ایسا ہونا چاہئے کہ اسے معلوم ہو جائے۔ کہ جب معشوق کا نام لیا جائے۔ تو کس قسم کا ذوق اور شوق حاصل ہوتا ہے۔ واللہ معشوق کا نام لیتے ہوئے عاشق

ایسا مست اور خوش ہوتا ہے۔ کہ اگر سارے جہان کی شراب بھی اسے پلائی جائے۔ تو بھی ویسا مست اور خوش وقت نہ ہو +

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ حاجی شریف زندنی ریاضت اور مجاہدے میں اُستاد کامل تھے۔ اور درویش آپ ہی سے ریاضت اور مجاہدہ کی سند لیتے تھے۔ آپ صاحب خلق اور تواضع تھے اور فقر و فاقہ کو دوست رکھتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے۔ اور گدڑی پہنا کرتے۔ اور بارہا آپ ننگی لنگا کپڑا پہنتے۔ اور پا پیادہ پھرتے۔ اور آپ کے گھر میں تین تین اور چار چار وقت کا فاقہ ہوتا۔ جس روز آپ کے گھر میں فاقہ ہوتا۔ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے۔ اور اس کے شکرانے میں سو رکعت نماز ادا کرتے۔ جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے چارہ حاجی شریف زندنی اس درگاہ سے شرمندہ ہے۔ اگر میرے بدن کا ہر ایک بال زبان ہو جائے۔ اور تمام مخلوقات کی تعداد کے موافق نماز ادا کرے۔ پھر بھی اس دن کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ میری بڑی خوش قسمتی اور دولت ہے۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ فقیروں کے زمرے میں یاد تو کرتا ہے۔ اور ذرہ عنایت فرماتا ہے۔ اور میرے گھر میں فاقہ ہوتا ہے۔ اور میں فقر اور فاقے کے لائق ہوتا ہوں۔ جیسا کہ گذشتہ اولیاء اور انبیاء فقر و فاقے کے لائق تھے۔ اس لیے جب میرے گھر میں فاقہ ہوتا ہے۔ تو مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا۔ آپ بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کرتے۔ کہ اے پروردگار! میری زندگی اور موت بحالت فقیری ہو۔ اور میرا حشر بھی فقیروں ہی میں ہو +

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی فقیر شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمتہ کے گھر آتا۔ تو آپ اس کی اس قدر تعظیم و تکریم کرتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ بارہا۔ آپ فقیروں۔ غریبوں اور مسکینوں کی خاک پا کو اپنی آنکھوں اور اپنے چہرے پر ملتے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار! بیچارے حاجی کو فقیروں غریبوں اور مسکینوں کی حرمت سے فقر و فاقہ پر مستقل اور ثابت قدم رکھ +

منقول ہے کہ جب کوئی فقیر حاجی شیخ شریف زندنی علیہ الرحمتہ کے گھر آتا۔ تو آپ با ادب اس کے روبرو بیٹھتے۔ اور جو اس کا مطلب ہوتا۔ اسے پورا کرتے +

منقول ہے کہ ایک روز ایک فقیر جس کی سات بیٹیاں تھیں۔ اور ان کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی۔ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمتہ کے پاس آیا۔ تاکہ آپ اسے کسی سے کچھ دلا دیں۔ اس فقیر نے آپ کی بہت منت و سماجت کی۔ اور اپنی مفلسی اور لڑکیوں کی حالت ظاہر کی۔ شیخ صاحب علیہ الرحمتہ نے جب اس کی مفلسی کا حال سنا تو آپ روئے اور فرمایا۔ اے بھائی! تو بزرگ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے فقر کی نعمت دی ہے۔ تجھے اولیاء اللہ میں جگہ ملے گی۔ دنیا میں تو تو رنج و محنت برداشت کرتا ہے لیکن قیامت کے دن انشاء اللہ آرام پائے گا۔ اور اپنے مطلوب کو پہنچ جائے گا۔ تمام فقیروں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تو بہشت میں جائے گا۔ اس فقیر نے عرض کی کہ یا شیخ میں جس غرض کے لیے آیا ہوں۔ آپ اس میں کوشش کریں تاکہ میری لڑکیوں کی شادی بہت عمدہ طور سے انجام پائے۔ آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھ۔ تیری لڑکیوں کی شادی بہت عمدہ طور سے سرانجام ہوگی۔ کل آنا۔ وہ فقیر جب واپس گیا۔ تو راستے میں اسے ایک یہودی ملا۔ اس فقیر سے یہودی نے پوچھا۔ کہ تو کہاں گیا تھا۔ فقیر نے کہا۔ کہ میں حاجی شریف زندنی کے پاس گیا تھا۔ اس واسطے کہ میری سات لڑکیاں ہیں جن کی شادی ہونے والی ہے۔ شیخ صاحب کے پاس گیا تھا۔ تاکہ ان سے کچھ مل جائے۔ اور لڑکیوں کی شادی عمدہ طور پر سرانجام ہو۔ اس یہودی نے کہا۔ کہ وہ تو تارک الدنیا ہے۔ اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ فقیر نے کہا۔ کہ مجھے تو فرمایا ہے۔ کل آنا۔ میں تجھے کچھ دوں گا۔ جس سے ساتوں لڑکیوں کی شادی بخوبی سرانجام ہوگی۔ اس یہودی نے کہا کہ شیخ تو خود فقیر ہے۔ اور کوئی دنیاوی چیز اس کے پاس نہیں۔ اسے کہو کہ اگر وہ اجرت پر میرا غلام ہو جائے۔ تو میں تجھے سات ہزار دینار دوں گا۔ اس شرط پر کہ وہ سات سال تک میری اس طرح خدمت کرے کہ جو کام میں اسے کرنے کیلئے کہوں وہ کرے۔ سات سال بعد اسے آزاد کر دوں گا اور تیری لڑکیوں کا بیاہ بخوبی ہو جائیگا۔

اور تیرے دل کو آرام حاصل ہوگا۔ اس فقیر نے واپس جا کر یہی ماجرا آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً قبول کیا اور فرمایا۔ سبحان اللہ! اگر میری سات سالہ محنت سے تیرا کام نکلتا ہے۔ اور تیرے دل کو آرام حاصل ہوتا ہے۔ تو مجھے اور کیا چاہئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور وہ فقیر دونوں اس یہودی کے دروازے پر پہنچے اور آپ اس کے اجرتی غلام بن گئے۔ اور سات سال کے لئے اُس کی خدمت قبول کی۔ اور غلامی کا کاغذ لکھ کر قاضی کر دیا۔ اور اس میں یہ شرط لکھی کہ اگر میں زندہ رہا تو سات سال تک خدمت کروں گا۔ لیکن اگر قضائے الٰہی سے میں فوت ہوگیا۔ تو سات ہزار دینار میری خدمت کا معاوضہ ہوگا۔ یہودی نے یہ شرط منظور کی۔ آپ نے اس سے سات ہزار دینار لے کر اس فقیر کو دیئے اس فقیر نے خوشی خوشی جا کر لڑکیوں کی شادی کی۔

یہودی نے شیخ صاحب کو کہا کہ تم میرے اجرتی غلام ہو۔ اور سات سال کے لئے تم نے کاغذ لکھ دیا ہے۔ جو کام میں تمہارے سپرد کروں۔ وہ میری رضا کے موافق کرنا ہوگا۔

شیخ صاحب نے فرمایا میں تمہاری رضامندی کے موافق کام کروں گا۔ اس یہودی نے کہا کہ تم رات کو میرے دروازے پر چوکیداری کیا کرو۔ اور رات کو جاگتے رہا کرو۔ تاکہ کوئی چور میرے گھر کے نزدیک نہ آئے۔ آپ نے اس یہودی کے دروازے کی چوکیداری قبول کی۔ اور یہ خبر سارے شہر میں مشہور ہوگئی۔ کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ فقیروں کے گروہ سے نکل کر فلاں یہودی کے دربان مقرر ہوئے ہیں۔ اور راتوں کو جاگتے ہیں۔

جب خلیفہ وقت نے یہ بات سُنی تو سات ہزار دینار سونے کے اور سات ہزار دینار چاندی کے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بھیجے۔ تاکہ اپنے تئیں وہ غلامی سے آزاد کر سکیں۔ لیکن آپ نے وہ چودہ ہزار دینار سونے اور چاندی کے سب کے سب فقیروں کو بانٹ دیئے اور فرمایا کہ میں نے یہودی سے یہ شرط کی ہے۔ کہ میں اس کی سات سال خدمت کروں۔ اگر میں ابھی اس کا مال اسے دے دوں تو یہ دیانت نہ ہوگی۔

جب یہودی نے یہ خبر سنی کہ خلیفہ وقت نے مال بھیجا تھا۔ لیکن شیخ صاحب نے فقیروں کو بانٹ دیا اور اپنے تئیں آزاد نہ کرایا۔ تو اس نے آپ سے پوچھا۔ کہ اے شیخ! اس ذلت و خواری سے جو تو نے اختیار کی۔ کہ فقیروں کے گروہ سے نکل کر تو میرا چوکیدار بنا۔ اور رنج و مصیبت میں پھنسا تجھے کیا حاصل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم ہے! عاشقوں اور عارفوں کی عزت تو خواری میں ہے۔ اور واصلوں کی زیادتی مرتبہ محبت اور غم میں ہے۔ جس قدر غم اور محنت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر عاشقوں اور عارفوں کی راحت اور نعمت زیادہ ہوتی ہے۔

اے یہودی! اس ہم اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ فقیروں کو دوست رکھتا ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ پہلے اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اس کے دوستوں کی خدمت بجا لاتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس پر لطف و کرم کی نظر کرے۔ اور ہمیشہ اسے نعمت عطا فرمائے۔ اور اس کا دلی مقصود پورا کرے۔ اس لئے ہم نے اپنے تئیں فقیروں کے شکار بند میں باندھا ہے ہم فقر کے صدقے اپنا مطلوب حاصل کریں گے۔ اور محبوب کا جمال دیکھیں گے۔ جسے نعمت حاصل ہوئی اسے ولیوں کی بدولت نصیب ہوئی۔ اور جو بے نعمت ہوا۔ وہ ولیوں کی شامت سے ہوا۔ جو کسی کے دل کو دکھاتا ہے۔ وہ اسی کی شامت کے سبب نعمت سے محروم رہتا ہے۔

یہودی نے جب دیکھا۔ کہ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ اللہ تعالےٰ کی محبت میں مستغرق ہیں۔ اور سب سے بیزار ہیں۔ اور فقیروں کے گروہ سے نکل کر اپنے تئیں رنج و مصیبت میں ڈالا ہے۔ تو اس نے کہا۔ یا شیخ آپ جائیے۔ میں نے آپ کو سات ہزار بخشے۔

شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چونکہ تو نے ہمیں آزاد کیا ہے۔ اور اپنی خدمت سے خلاصی دی ہے۔ اللہ تعالےٰ تجھے دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ وہ یہودی فوراً پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔ اور شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی۔ اور ولی اللہ اور مشہور درویش ہوگیا۔ اور اس کا دل دنیا سے بیزار ہوگیا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگا۔ اور صاحب ریاضت

مجاہدہ اور مشاہدہ ہوگیا ✤

پیر دستگیر قطب الاولیا، شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ بندگی مخدوم شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے۔ تو شیخ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اے حاجی! تو نیک بخت ہے۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے التماس کی ہے کہ تو میرا جانشین بنے۔ اور لوگوں کو دست بیعت کرے۔ جو تیرا مرید ہوگا۔ وہ صاحب نعمت اور اہل ولایت ہوگا۔ اور تیرا ہر ایک مرید درویشوں کا سردار ہوگا۔ جاکر خلوت اختیار کر۔ آپ نے پیر کے حکم کے موافق خلوت نشینی اختیار کی۔ لیکن عرض کی کہ یا پیر! خلوت کے لائق وہ شخص ہوتا ہے۔ جسے دل جمعی حاصل ہو۔ میں خلوت کے لائق نہیں ✤

شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ نے وہ اسم جو اپنے پیر شیخ ناصر الدین چشتی علیہ الرحمۃ سے سیکھا تھا۔ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ کو سکھایا۔ جونہی کہ آپ نے وہ اسم اعظم پڑھا۔ آپ پر لدنی علم کھل گیا۔ جہان بھر کے علوم ایک پل میں یاد ہو گئے۔ بعد ازاں شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے حاجی شریف زندنی! جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور پیران علیہ الرحمۃ والرضوان کا جانشین ہو وہ ہرگز ہرگز جاہل نہیں۔ اللہ تعالےٰ اسے علم لدنی سکھاتا ہے اور ہدایت کی راہ دکھلاتا ہے۔ تاکہ اس پر عمل کرے۔ بعد ازاں آپ کو خرقہ پہنایا۔ اور خلافت عطا فرمائی۔ اور اپنی جگہ بٹھایا اور فرمایا کہ اے حاجی شریف! درویش کو چاہیے کہ دن رات یاد الٰہی میں رہے۔ اور ماسوی اللہ کو دل سے بھلا دے۔ اور درویشوں سے محبت کرے۔ اس واسطے کہ درویش اللہ تعالےٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرتا ہے، وہ بھی اللہ تعالےٰ کا دوست ہو جاتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور فقر کو عزیز جانے۔ کیونکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا ہے۔ اور فقر کو دوست رکھا ہے۔ اور ہمارے سارے پیروں نے بھی فقر اختیار کیا ہے۔ اور فقر کو دوست رکھا ہے۔ اور بارگاہ الٰہی کے مقرب ہوئے ہیں۔ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر شیخ قطب الدین مودود چشتی علیہ الرحمۃ کی تمام نعمتوں کو قبول کیا اور خلوت نشین ہوئے۔

اور یاد الٰہی میں مشغول ہوئے ✤

منقول ہے کہ جب شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ نے خرقہ درویشی زیب تن فرمایا۔ تو فرشتہ غیبی نے آواز دی کہ اے حاجی! تجھے درویشی خرقہ پہننا مبارک ہو۔ ہم نے تجھے بخشا۔ اور اپنی بارگاہ کا مقبول اور اپنا محب بنایا۔ جب سے آپ نے خرقہ پہنا۔ تب سے عمداً کسی اہل دنیا سے آپ ہم کلام نہ ہوئے اور دنیاوی کام کے لئے کسی اہل دنیا کے گھر نہ گئے۔ اور کبھی دنیا کے نزدیک نہ پھٹکے۔ اور کبھی کسی غنی کو فقیر سے بلند مرتبہ نہ دیا۔ اور کسی دنیا دار کو صدر مجلس میں جگہ نہ دی۔ ہمیشہ فقیروں ہی کی نوازش فرماتے۔ اور فقیروں ہی سے ہم لقمہ ہوتے۔ اگر فقیر اور غنی دونو آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ تو آپ فقیروں ہی سے متوجہ ہوتے۔ اور فقیروں ہی سے ہمکلام ہوتے۔ اور غنی سنا کرتے۔ آپ فقیروں کی اس قدر تعظیم و تکریم بجا لاتے۔ کہ تحریر نہیں ہو سکتی۔ بارہا آپ فرماتے۔ کہ "انا غلام الفقراء" یعنی میں فقیروں کا غلام ہوں۔ اور بارہا آپ فرماتے۔ کہ اے فقیرو! اگر تمہارا بھلا ہوتا ہو۔ تو مجھے جو تمہارا غلام ہوں۔ بیچ لو میں راضی ہوں۔ مناسب ہے کہ تم بھی مجھ عاجز پر راضی ہو جاؤ ✤

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ اہل سماع تھے۔ اور آپ کو سماع میں بڑا ذوق حاصل ہوتا۔ جب آپ سماع سنتے۔ تو آپ کی مجلس سماع میں تمام مشائخ اور ولی حاضر ہوتے۔ اور جو آپکی مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ وہ بھی اہل سماع اور ولی اللہ ہو جاتا۔ اور دنیا کو ترک کر دیتا۔ اور صاحب نعمت اور اہل ولایت ہو جاتا۔ آپ سماع کے عاشق تھے۔ اور اہل سماع کو عزیز جانتے۔ آپ تین تین چار چار روز تک متواتر سماع سنتے۔ اور فرماتے کہ سماع بڑی اعلےٰ نعمت اور بڑا بھاری سر ہے۔ اہل سماع اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کے دوست نہیں ہوتے۔ ہر شخص سماع کے بھید سے واقف نہیں ✤

منقول ہے کہ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب اہل سماع سماع سنتے ہیں۔ تو وہ اسرار الٰہی کے عالم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اور حسد کینے اور دوسری آلائشوں سے بالکل صاف ہو جاتا ہے کسی قسم کی بھی

آلائش اہل سماع کے دل پر نہیں آتی۔ اور اہل سماع عرش و کرسی کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اہل سماع اہل اللہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کا عاشق ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ عرش و کرسی کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو اہل سماع اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور اس سے مل کر نہیں بیٹھتے۔ اور نہ ہی اسے اہل سماع کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ سماع کے وقت غیر اللہ محو ہوتا ہے۔ اہل سماع اللہ تعالےٰ میں مشغول ہوتے ہیں۔ ہرگز کسی کی طرف نہیں دیکھتے۔ اگر دیکھتے ہیں تو وہ حقیقت میں دوست کو دیکھتے ہیں۔ اہل سماع کیا ہی عالی ہمت اور اہل دولت و نعمت ہوتے ہیں سوائے دوست کے کسی کو نہیں پہچانتے۔ اور ہمیشہ مشاہدہ حق میں مشغول رہتے ہیں۔ ہر نفس پرست اور لالچی آدمی سماع کے مرتبے کے لائق نہیں ہوتا۔ اور ان اسرار الٰہی کا واقف نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو۔ جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّرفی ذکر شیخ المشائخ عثمان ہارونی خلیفہ حاجی شریف زندنی علیہما الرحمۃ والرضوان

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ شیخ کامل اور عاشق واصل، صاحب حال اور اہل جلال اور جمال تھے۔ آپ کی نظر اکسیر کا حکم رکھتی جس پر آپ کی نگاہ پڑتی۔ وہ صاحب کشف و کرامت درویش ہو جاتا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی ساری چیزیں اسی دکھائی دیتیں۔ اور شیخ کبار اور محرم اسرار پروردگار ہو جاتا۔ جو آپ کا مرید ہوتا۔ وہ ایک لحظہ میں خدا رسیدہ ہو جاتا۔ آپ کے مریدوں کے دل سے دنیا کی محبت بالکل جاتی رہتی۔ آپ کا ہر ایک مرید اہل نعمت اور صاحب ولایت و کرامت تھا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ اپنے گھر بیٹھے ہوئے تھے اور آدھی رات کا وقت تھا۔ کہ ایک کم اٹھتی کا فروں نے آپس میں صلاح کی کہ ہم اس وقت آدھی رات کو شیخ صاحب کے پاس چلیں۔ اور ان سے التماس کریں۔ کہ ہم بھوکے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کھانا تانبے کے نئے برتنوں میں آپ موجود کریں۔ اور وہ کھانے مختلف قسم کے ہوں۔ ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ قسم کا کھانا دل میں سوچا۔ جب وہ آپ کے گھر آئے۔ تو آپ نے ہر ایک کو فرداً فرداً فرمایا کہ اے اللہ تعالےٰ کے بندو! آؤ۔ پروردگار پوشیدہ اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور جو کچھ ظاہر یا چھپا ہوا ہے۔ وہ سب اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے اس کے بعض دوستوں کو بھی معلوم ہے۔ آپ نے ہر ایک کو فرمایا۔ کہ اے آدم اور حوا کے فرزندو بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے خادم کو حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ دھلا دو۔ نوکر ہاتھ دھلا کر واپس گیا۔ تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر آسمان کی طرف ہاتھ کیا۔ اور ہر ایک کے سامنے اس کا مطلوبہ طعام تھال میں رکھا۔ کافر دیکھ رہے تھے کہ تھال غیب سے آتے ہیں۔ جب ہر ایک کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اے اللہ تعالےٰ کے بندو! اللہ تعالےٰ کی نعمت کھاؤ۔ انہوں نے جب شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی عظمت و بزرگی دیکھی۔ تو سب نے یکزبان ہو کر عرض کی۔ کہ یا شیخ! اگر ہم سب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور مسلمان ہو جائیں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ ہم سب کو آپ جیسا کر دے گا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں بیچارہ کس گنتی میں ہوں۔ اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ وہ مجھ سے بھی اعلےٰ اور بلند کر سکتا ہے۔ وہ سب ایمان لائے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ اور سب نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی۔ اور ولی اللہ اور درویش ہو گئے۔ ان میں سے ہر ایک عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ سکتا تھا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ صاحب ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ اور آپ نے درویشوں کی بہت خدمت کی تھی۔ اور ان سے نعمت حاصل کی تھی۔ آپ اسرار الٰہی کے عارف اور دیدار الٰہی کے طالب تھے۔ ماسوی اللہ کے کام سے بیکار رہتے۔ ستر سال آپ نے

مجاہدہ کیا اور اس عرصے میں کبھی پیٹ بھر کر پانی نہ پیا۔ اور نہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور نہ رات کو سوئے۔ اور نہ دنیا اور اہل دنیا کے پاس گئے۔ اور مال و اسباب کا منہ تک نہ دیکھا۔ اور تین تین چار چار وقت کا فاقہ اٹھایا۔ اور فاقے کے بعد کبھی تین اور کبھی چار اور کبھی پانچ لقمے تین انگلیوں سے کھاتے۔ اس سے زیادہ آپ نے کبھی نہ کھایا۔ اور فرماتے تھے کہ اس درویش پر افسوس ہے۔ کہ رات کو سوئے اور دن کو کھانا کھائے اور اپنے تئیں درویش کہلائے اور خوقہ پہنے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ علاء الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے دس سال نفس کو طعام نہ دیا۔ سات روز بعد آپ فقط ایک گھونٹ پانی پیتے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ اے پروردگار مجھے نفس کے ہاتھوں نجات عنایت کر نفس مجھ پر غالب آتا ہے اور مجھ سے گھونٹ بھر پانی مانگتا ہے ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ علاء الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کو سماع میں بڑا ذوق حاصل ہوتا۔ آپ سماع میں بہت رویا کرتے۔ اور کبھی آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا۔ اور آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے۔ اور آپ کے وجود مبارک میں خون کا نام تک نہ رہتا۔ اور نعرہ مارتے۔ آپ کے وقت میں خلیفہ نے سماع سے منع کیا۔ اور کہا کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع سے توبہ کی ہے۔ اگر سماع بہتر ہوتا۔ تو خواجہ جنید بغدادیؒ توبہ نہ کرتے۔ اور خود خلیفہ سہروردی خانوادے کا مرید تھا۔ اور تمام سہروردیوں کا سلسلہ خواجہ جنید بغدادیؒ کو پہنچتا ہے۔ بعض اہل شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ سے متفق تھے۔ اور بعض خلفاء سے خلیفہ نے کہا کہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ بھی تو شیخ تھے۔ ان کے دانشمندوں نے بھی توبہ کی تھی۔ پس ہمیں بھی لازم ہے کہ سماع سے توبہ کریں۔ اور سماع کے نزدیک نہ جائیں۔ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول کے موافق سماع حرام ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق مباح ہے۔ سماع کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ لائقوں کے لئے مباح ہے اور نااہلوں کے لئے حرام لیکن چونکہ خلیفہ خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے خانوادے کا مرید تھا۔ اس لئے اس نے انہی کی پیروی کی۔ اور سماع سے توبہ کی۔ اور حکم دیا کہ جو شخص خواجہ جنیدؒ کی پیروی نہ کرے گا۔ اور سماع سے باز نہیں آئے گا میں اسے سولی پر چڑھا دوں گا

اور قوالوں کو قتل کر دوں گا۔ اور جس گھر میں سماع ہوگا۔ میں ان کی اچھی طرح سے خبر لوں گا۔ تاکہ آئندہ پھر کوئی سماع نہ سُنے ٭

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ سماع اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے۔ یہ بھید قیامت تک پوشیدہ نہیں ہوگا۔ ہمارے فرزند سماع نہیں گے۔ اور کوئی اہل سماع پر فتح نہیں پائے گا۔ جو اہل سماع کا مدعی ہوگا۔ وہ خراب ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ اہل سماع کا متابع نہ ہو جائے۔ جب خلیفہ نے یہ خبر سنی کہ شیخ عثمان ہارونی سماع سے توبہ نہیں کرتے۔ اور اہل سماع کے مدعیوں کے حق میں برے کلمات کہتے ہیں۔ تو حکم دیا کہ آپ کو مجلس علماء میں حاضر کیا جائے۔ دربان حکم لے کر آپ کے پاس پہنچا اور حکم سنا کر کہا خلیفہ وقت آپ کو بلاتے ہیں۔ اور مجلس علماء میں آپ کو حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ کو جا کر کہہ دے کہ تو اپنے پیروں کی پیروی کر۔ اور سماع سے توبہ کر کیونکہ تیرے لئے حرام ہے۔ اگر تو سماع کو حلال سمجھے گا تو کافر ہوگا۔ ہم اپنے پیروں کی پیروی کرتے ہیں۔ کیونکہ سماع اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے۔ اگر ہم سماع سے توبہ کریں تو گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ گویا ہم نیک کو بد کہتے ہیں۔ اور اپنے پیروں کی پیروی چھوڑتے ہیں۔ ہم ہرگز سماع سے توبہ نہیں کریں گے۔ اور اگر علما ہمیں قبول کریں تو ہم مجلس علماء میں حاضر ہوں گے۔ اس دربان نے سارا حال خلیفہ کے پاس بیان کیا۔ خلیفہ نے کہا کہ جا کر شیخ صاحب کو کہو۔ کہ علماء آپ کو قبول کرتے ہیں۔ آپ تشریف لائیں اور روایت بیان کرو۔ کہ کس دلیل سے سماع مباح ہے۔ دربان نے آ کر سارا ماجرا شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فوراً استخارہ کیا اور چل پڑے اور جونہی مجلس میں تشریف لائے۔ تو جونہی علماء نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ سب کے سب ہیبت زدہ ہو گئے۔ اور انہیں علم فراموش ہو گیا۔ یہاں تک کہ حروف تہجی میں سے ایک حرف تک یاد نہ رہا۔ سب آپ کے پاؤں پڑے اور فریاد کرنے لگے۔ کہ اپنے اور اہل سماع کے صدقے ہم پر مہربانی فرمائیے گا۔ آپ کے لئے سماع مباح ہے اور اہل سماع اہل اللہ ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ سماع حرام ہے۔ خلیفہ سہروردی خانوادہ کا مرید ہے چونکہ اس کے پیر سماع کے تارک ہیں۔ اس لئے سماع سے منع کرتا ہے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جس زمانے میں جنید علیہ الرحمۃ نے توبہ کی تھی۔ اس وقت

یہ تو نہیں کہا تھا کہ سماع اہل سماع کے لئے حرام ہے۔ بلکہ چونکہ اس وقت اہل شہر میں سے کوئی اہل سماع مجلس میں حاضر نہ ہوتا۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تھی۔ کیونکہ سماع کے لئے بھائیوں کا ہونا ضروری شرط ہے۔ اور بغیر بھائیوں کے سماع اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اور نیز فرمایا کہ جس وقت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی تھی۔ اس وقت شیخ ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ چشت میں تھے۔ اور فرمایا تھا۔ کہ اگر خواجہ جنیدؒ چشت ہوتے یا میں خواجہ جنیدؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ تو خواجہ صاحب کبھی سماع سے توبہ نہ کرتے پس ہمارے پیروں نے سماع سے توبہ نہیں کی۔ خواجہ جنید علیہ الرحمۃ کی توبہ ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتی۔ میں بڑی خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ اگر تمہیں سماع مطلوب نہیں۔ تو فوراً توبہ کرلو۔ یہ سن کر تمام علماء نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ دیئے۔ اور عرض کی کہ ہماری کیا ہستی ہے! جو آپ کی راہ ہے۔ وہی ہمارا مطلوب ہے۔ تو آپ نے لطف و کرم کی نگاہ علماء پر کی۔ اور ان میں سے ہر ایک اہل اللہ ہو گیا۔ اور انہیں علم لدنی حاصل ہو گیا۔ اور ہر ایک نے تارک الدنیا ہو کر خلوت اختیار کی۔ خلیفہ نے جب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عظمت اور بزرگی دیکھی۔ تو کہا کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دو۔ کہ اپنے پیروں کی پیروی کریں۔ اور سماع سنیں۔ ہم اپنے پیروں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور توبہ کرتے ہیں۔ کہ ہم کبھی سماع نہیں سنیں گے۔ اور نہ کسی کو سننے دیں گے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر آکر قوالوں کو بلایا۔ اور سماع سنا۔ اور ہفتہ بھر صوفیوں کے ساتھ سماع سننے میں مشغول رہے۔ خلیفہ نے جب یہ سنا کہ شیخ عثمان سماع سنتا ہے۔ تو حکم دیا۔ کہ ہم نے تو صرف شیخ صاحب کو اجازت دی ہے دوسروں کی کیا طاقت ہے کہ سماع سنیں۔ اس لئے قوالوں کو بلا کر بیت المال سے ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اگر تم آئندہ کسی کے سامنے گاؤ گے۔ تو میں تمہارے لئے سولی کا حکم دوں گا۔ ہر ایک قوال نے توبہ کی شیخ عثمان ہارونی نے جب یہ دیکھا کہ قوالوں نے توبہ کر لی ہے۔ تو اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ شعر اور غزلیں عمدہ آواز سے گائیں۔ آپ انہیں غزلوں ہی سے سماع سن لیتے اور نعرہ مارتے اور آپ کو تواجد ہوتا۔ اور بارہا شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش اور بے طاقت ہو جاتے جو جو آپ کی مجلس پاک میں حاضر ہوتا۔ وہ گناہوں سے بالکل توبہ کر لیتا اور پھر گناہ یا بدعت کے پاس نہ پھٹکتا ۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عمادالدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب سے خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے سماع سے توبہ کی۔ تب سے لے کر خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے زمانے تک سو سال کے عرصے میں بغداد میں کسی نے سماع نہ سنا۔ اور اگر سنتا تو سولی چڑھا دیا جاتا۔ اور قوال قتل کئے جاتے۔ شیخ ناصرالدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے یاروں کی مجلس کے سوا اور کہیں سماع نہ ہوتا۔ جب خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت خلیفہ نے سماع کو قطعاً بند کیا۔ تو مریدوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یا مخدوم آپ کیوں نئے سرے سے سماع کو شروع نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا میرا ایک دوست محمد نام ملقب بہ قاضی حمیدالدین، علم طریقت اور معرفت میں بہت پکا ہے۔ سماع کو وہ از سر نو بنا کریگا۔ اور قاضی حمیدالدین ناگوری سہروردی ہے۔ سہروردیوں ہی سے سماع منع ہوا ہے۔ پھر انہیں سے ہی شروع ہوگا۔ اور بہت اچھا ہوگا۔ پھر انہیں چشتیوں کی قید معلوم ہوگی۔ اہل چشت کی یہی دعا ہے۔ کہ جو اہل سماع کا مدعی ہو۔ وہ خراب و تباہ ہو جائے۔ یا اہل سماع کا تابع بن جائے (قاضی حمیدالدین ناگوری کے سماع کا حال خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں لکھا جائے گا)۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عمادالدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی عمر بہت زیادہ تھی۔ اور آپ نے سفر بھی بہت کئے ہیں۔ اور جب آپ شیخ حاجی شریف زندنی کی خدمت میں پہنچے۔ تو آپ نے شیخ صاحب کا جمال دیکھ کر سر زمین پر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ بندہ عثمان چاہتا ہے کہ آپ کا غلام بن جائے اور مرید ہو جائے۔ شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ نے قبول کیا۔ اور ارادت کی کلاہ آپ کے سر پر رکھی۔ اور بیعت کر لیا اور قینچی چلائی۔ اور فرمایا کہ اے عثمان جب تو نے چار ترکی کلاہ سر پر رکھی ہے۔ تو تجھے لازم ہے۔ کہ چار چیزوں کو ترک کرے :-

اوّل۔ دُنیا اور اہل دُنیا ۔

دوم۔ اہل ہوا و ہوس کی ترک ۔

سوم۔ جو کچھ نفس چاہے۔ تو اسے ترک کرے۔ جو چار ترکی کلاہ سر پر رکھتا ہے۔ وہ ان چاروں چیزوں کو ترک کرتا ہے ۔

لیکن پیران چشت نے فرمایا ہے کہ جو چہار ترکی کلاہ سر پر رکھے۔ اسے لازم ہے کہ ماسوی اللہ سے دل ہٹائے۔ اور تمام غیر اللہ کو روند ڈالے۔ اور جو کچھ اللہ تعالےٰ کے سوا ہے۔ سب کو چھوڑ دے۔ اور محبت کا بیج اور دوستی کا پودا دل میں لگائے۔ پھر کہیں چہار ترکی کلاہ کے لائق ہوتا ہے۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے چہار ترکی کلاہ پہنی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی محبت میں سارے جہان کو چھوڑ دیا تھا۔ اور فقر و فاقہ اختیار کیا تھا۔ اور فقیر دل اور غریبوں سے دوستی رکھتے تھے اور دنیا کو چھوڑ کر فقر سے گذران کی ہے۔ پس جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہو۔ اور چہار ترکی کلاہ سر پر رکھے۔ اسے لازم ہے کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ اور فقر اختیار کرے اور فقیر دل اور غریبوں سے محبت کرے۔ اور ان سے محبت خلق اور احسان سے پیش آئے۔ اور سب کو اپنے آپ سے اعلےٰ اور اپنے تئیں سب سے ادنےٰ خیال کرے۔ بعد ازاں درویشی کے مرتبے کو پہنچتا ہے۔ اور جو تکبر کرے اور اپنے تئیں کسی سے بہتر خیال کرے۔ وہ درویش نہیں بلکہ نفس پرست ہے۔ وہ راہبر نہیں بلکہ راہزن ہے۔ اور مشائخ کے خرقے کے لائق نہیں۔ دراصل وہ اہل نعمت نہیں بلکہ بے نعمت ہے۔ پیر ایسے شخص سے بیزار ہوتے ہیں اور اس پر درویشی لباس حرام ہوتا ہے۔ اگر ایسا شخص خرقہ پہنے اور چہار ترکی کلاہ سر پر رکھے۔ اور لوگوں کو مرید کرے۔ تو حرام ہے۔ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر کی نصیحت قبول کی۔ اور خلوت اور فقر و فاقہ اختیار رکھا۔ اور لاالٰہ الا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ تین سال بعد شیخ حاجی شریف زندنی علیہ الرحمۃ نے خرقہ خلافت آپ کو پہنایا۔ اور اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا کہ اے عثمان! میں نے تجھے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا تھا۔ وہاں تو مقبول اور پسندیدہ ہوا۔ پھر آپ کو اسم اعظم کی تعلیم دی جونہی آپ کو اسم اعظم یاد ہوا۔ فوراً علم معرفت اسرار اور رموز شریعت اور طریقت و حقیقت اور علم تقدیس کل یاد ہو گئے۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگے۔ اور مطلوب مقصود کو پہنچ گئے۔

منقول ہے کہ شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کلام ربانی کے حافظ تھے۔ ایک ختم دن کو اور ایک رات کو کیا کرتے تھے۔ اور آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اور جو دعا آپ کرتے قبول ہو جاتی۔ اور جس مریض پر آپ نگاہ ڈالتے۔ وہ فوراً صحت پاتا۔

منقول ہے کہ جب شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نماز ادا کرتے۔ تو غیب سے آواز آتی کہ اے عثمان! ہم نے تیری نماز کو پسند کیا اور قبول کیا۔ جو کچھ تو چاہتا ہے ہم سے طلب کر۔ آپ عرض کرتے۔ کہ اے پروردگار! میں تجھے چاہتا ہوں۔ پھر آواز آتی کہ اے عثمان ہارونی! میں اپنا جمال تیرے نصیب کروں گا۔ خاطر جمع رکھ۔ اور کوئی چیز طلب کر تاکہ میں تجھے دوں۔ آپ عرض کرتے کہ اے پروردگار! امت محمدی کے گنہگاروں کو بخش۔ آواز آتی کہ اے عثمان! تیرے واسطے میں نے امت محمدی کے گنہگاروں کو بخشا۔ آپ پانچوں وقت یہی آواز سنتے۔ اور یہ خوشخبری سنتے تھے۔ کہ درویش کیا ہی نیک بخت اور اہل نعمت و دولت ہیں۔ کہ جنہیں یہ مرتبہ حاصل ہے ہر شخص اس مرتبے کے لائق نہیں ہوتا۔ کیا ہی اچھا کہا ہے۔ جس نے یہ کہا ہے۔ خدا کرے وہ خنک وقت ہوے

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السیر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ علاء الدین قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ باعظمت شیخ اور اہل کرامت اور صاحب ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ آپ اعلےٰ درجہ کے عالم تھے۔ آپ کی تصنیفات بڑے اعلیٰ پائے کی ہیں۔ آپ نے ستر سال تک رات کو نیند نہیں لی۔ اور نہ پشت مبارک زمین پر لگائی۔ اور اس عرصے میں آپ کا وضو سوائے قضائے حاجت انسانی کے کبھی باطل نہیں ہوا۔ آپ صاحب ولایت اور نعمت تھے۔ جس کی طرف آپ نظر کرتے وہ فوراً خدا رسیدہ اور ولی اللہ ہو جاتا۔

منقول ہے کہ جس بدکار پر آپ کی نگاہ پڑتی۔ وہ فوراً توبہ کر لیتا۔ اور پھر کبھی گناہ نہ کرتا۔

منقول ہے کہ شیخ معین الدین سنجری علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنی آنکھوں کو

بند رکھتے اور صرف نماز کے وقت کھولتے۔ اور جس پر نگاہ پڑتی، وہ ولی اللہ ہو جاتا ۔

منقول ہے کہ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میرا یا میرے فرزندوں کا مرید ہوگا۔ جب تک وہ بہشت میں داخل نہ ہوئے گا۔ میں بہشت میں قدم نہ رکھوں گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ فرزندوں سے آپ کی مراد خلیفوں سے ہے یا اولاد سے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے میری مراد میرے خلیفے ہیں۔ کہ قیامت تک ان کا سلسلہ مجھ تک پہنچے گا ۔

منقول ہے کہ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حرم کعبہ کے اندر یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ کہ غیب سے آواز آئی۔ کہ اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں۔ ہم نے تجھے اور تیرے اہل بیت کو بخشا۔ میں بہت خوش ہوا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! تو نے بیچارے معین الدین کو تو بخشا۔ اب میری ایک اور مراد ہے۔ اگر قبول ہو تو عرض کروں غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین! تو ہمارا دوست ہے۔ جو تیری مراد ہے ہم سے طلب کر۔ ہم دیں گے۔ آپ نے عرض کی کہ اے پروردگار! میرے مریدوں اور میرے مریدوں کے مریدوں کو اور ان اشخاص کو جو شجرے کے طور پر مجھ تک پہنچیں بخش۔ پھر آواز آئی کہ اے معین الدین! جو تیرا مرید ہوگا۔ یا قیامت تک تیرے مریدوں کا مرید ہوگا۔ سب کو میں بخشوں گا ۔

منقول ہے کہ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کو سماع کا بڑا شوق تھا۔ اور آپ کو اس میں بڑا ذوق حاصل ہوتا۔ اس واسطے بکثرت سماع سنتے۔ تو آپ کو اپنے آپ کی کوئی ہوش نہ رہتی۔ اور جو آپ کی صحبت پاک میں آتا۔ وہ بھی اہل سماع اور صاحب سماع ہو جاتا ۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیخ معین الدین حسن سنجری نے بہت سفر کیا۔ اور بہت سے مشائخ کو دیکھا۔ جب آپ شہر بغداد میں آئے تو پوچھا کہ اس شہر میں باعظمت اور اہل کرامت کونسا درویش ہے۔ لوگوں نے متفق ہو کر کہا۔ کہ آجکل اس شہر میں عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں

شیخ عثمان ہارونی صاحب علیہ الرحمۃ کشف وکرامت ہیں۔ جو ان کا مرید ہوتا ہے۔ وہ اہل اللہ ہو جاتا ہے اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھنے لگتا ہے۔ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں آگئے۔ اور خادموں کو کہا۔ کہ شیخ صاحب کو خبر دو۔ کہ ایک مسافر آیا ہے۔ خادم نے کہا کہ شیخ صاحب نماز کے لئے خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مسجد میں گئے ہیں۔ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آئے۔ اور شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی پابوسی حاصل کی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مشائخ کبار بھی موجود تھے۔ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے معین الدین! دو رکعت نماز ادا کر۔ آپ نے ادا کی۔ پھر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ رو بقبلہ ہو کر بیٹھ۔ آپ قبلے کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔ پھر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ آسمان کی طرف دیکھ۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ کہ میں نے تجھے خدا رسیدہ کیا۔ اور بعد ازاں آپ کے سر پر کلاہ رکھی۔ اور خاص گودڑی عنایت فرمائی۔ اور فرمایا۔ کہ اے معین الدین! ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ۔ آپ نے پڑھی پھر فرمایا۔ کہ ہمارے خانوادے میں ایک دن رات کا مجاہدہ ہے۔ جا کر ایک رات اور دن یاد الٰہی میں مشغول رہ۔ آپ ایک دن اور ایک رات مشغول رہے۔ اتنے میں آپ کی نظر سے حجاب دور کیا گیا۔ اور مشاہدے کے مقام تک پہنچ گئے شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا فرما کر اپنی جگہ بٹھایا۔ اور فرمایا! کہ اے معین الدین! چونکہ تو نے درویشی خرقہ پہنا ہے۔ اس لئے تجھے درویشوں کا سا کام بھی کرنا چاہئے۔ اور درویشوں کا کام فقر و فاقہ برداشت کرنا ہے۔ اور رنج و محنت سہنا ہے۔ اور غم و اندوہ اٹھانا ہے۔ سو درویش غم اور اندوہ میں خوش و خرم رہتا ہے۔ اور خوشی اور سرور کے وقت ناراض ہوتا ہے۔ درویشوں غریبوں اور فقیروں سے محبت کرتا ہے۔ اور مسکینوں اور یتیموں سے مل کر بیٹھتا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ اور جب درویش میں یہ اوصاف پائے جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب اور بارگاہ الٰہی کا مقرب ہو جاتا ہے۔ آپ نے اپنے پیر کی نصیحتوں کو قبول کیا۔ پھر شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ

کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ الہٰی میں عرض کی کہ اے پروردگار! تو معین الدین کو قبول کر۔ اور اپنی بارگاہ کا مقرب بنا۔ آواز آئی کہ اے معین الدین! تو ہماری بارگاہ کا مقبول ہے۔ تیرا نام میں نے اپنے محبوبوں کے دفتر میں درج کر لیا ہے۔ اور تجھے برگزیدہ اور مشائخ کے گروہ کا سردار بنایا ہے۔ اور تجھے پسندیدہ اور قبول کیا ہے۔ بعد ازاں آپ بیس سال تک شیخ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہے ؛

جب شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سفر کر جاتے۔ تو آپ شیخ صاحب کا لوٹا اور بستر سر پر لپیٹ کر ہمراہ ہوتے۔ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کلام ربانی کے حافظ تھے۔ آپ ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتے۔ اور جب آپ قرآن مجید ختم کرتے۔ فرشتہ آواز دیتا۔ کہ اے معین الدین! ہم نے تیرا ختم قرآن قبول کیا ؛

پیر دستگیر قطب الاولیا و شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جس زمانے میں شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ تھے۔ اس زمانے میں مشائخ اس بات پر متفق تھے کہ شیخ معین الدین کامل شیخ اور اہل ولایت ہے۔ ہر ایک شیخ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور فیض اور نعمت حاصل کرتا ؛

منقول ہے کہ خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ کہ شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کی مجلس پاک میں مفصلہ ذیل مشائخ اور گرد و نواح کے عالم آپ کی پابوسی کے لئے حاضر ہوتے۔ اور آپ سے فیض حاصل کرتے۔ ان کے اسمائے مبارک یہ ہیں:۔

شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ محمد کرمانی۔ محمد اصفہانی۔ مخدوم زادہ شیخ برہان الدین محمد چشتی۔ مولانا بہاؤ الدین بخاری۔ مولانا محمد بغدادی۔ خواجہ اجل سنجری۔ شیخ سیف الدین باخرزی۔ شیخ احمد محمد چشتی۔ شیخ جلال الدین تبریزی۔ شیخ برہان الدین چشتی۔ شیخ محمد احمد اصفہانی۔ شیخ اوحد کرمانی۔ شیخ احمد واحد۔ شیخ برہان الدین غزنوی اور خواجہ سلیمان عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ؛

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیخ معین الدین حسن سنجری کی صحبت پاک میں تین دن تک رہتا۔ وہ خرقہ پوش صاحب کشف و کرامت اور اہل نعمت ہو جاتا ؛

منقول ہے کہ ایک بدکار۔ شرمسار۔ شرابخور اور گنہگار شخص تھا۔ اس نے کسی سے سنا کہ جو شخص خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں تین دن رہتا ہے۔ وہ ولی اللہ اور اہل اللہ ہو جاتا ہے۔ وہ آپ کی خانقاہ میں آیا۔ اور تین دن تک آپ کی صحبت پاک میں رہا۔ اور آپ کے ہمراہ نماز ادا کرتا رہا۔ آپ کی نگاہ اس پر پڑی اور اس کے دل سے زنگ دور کیا۔ اس نے توبہ کی اور خلوت اختیار کی۔ اور بعد ازاں مشہور درویش اور ولی اللہ ہو گیا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک دیکھ سکتا تھا ؛

منقول ہے کہ بغداد میں سات شخص مجوسی تھے۔ جو صاحب ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ چھ مہینے بعد وہ تین لقمے کھاتے۔ بہت سے لوگ ان کے معتقد تھے۔ اور ریاضت اور مجاہدہ کی برکت سے ان میں سے ہر ایک روشن ضمیر ہو گیا تھا۔ جب کوئی شخص ان سے ملتا۔ وہ بغیر پوچھنے کے اس کا باطنی احوال بیان کر دیتے۔ وہ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو آئے۔ جونہی کہ آپ کی نگاہ ان مجوسیوں پر پڑی سب کے سب خوفزدہ ہو گئے۔ اور آپ کے پاؤں پر گر پڑے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ اے بے دینو! تم خدا کو دیکھتے ہو۔ پھر اللہ تعالےٰ کے غیر کی کیوں پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ یا شیخ! ہم آگ سے ڈرتے ہیں اس لئے اس کی پرستش کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ اگر قیامت کو کہیں اس سے واسطہ پڑے تو ہماری عزت و حرمت کرے۔ اور ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کی پرستش کرو۔ تو اللہ تعالےٰ تمہاری عزت و حرمت کرے۔ اور آگ کو تمہارے نزدیک نہ آنے دے۔ اور تمہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے۔ ان آتش پرستوں نے کہا۔ یا شیخ آپ اللہ تعالےٰ کی پرستش کرتے ہیں۔ اگر آپ کو آگ نہ جلائے تو ہم ایمان لائیں گے۔ اور مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا واللہ واللہ آگ تو معین الدین کے پاپوش کو بھی نہیں جلا سکتی۔ مجھے کب جلا سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم اس بات کا مشاہدہ کر لیں۔ کہ آگ آپ کی پاپوش کو نہیں جلا سکتی تو ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ اور مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے اپنے چرمی پاپوش کو آگ میں پھینکا

اور فرمایا کہ اے آگ! تو معین الدین حسن سنجری کے پاپوش کو اچھی طرح رکھنا۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہ اسے دینا۔ جونہی کہ آپ نے پاپوش پھینکی۔ فوراً آگ سرد ہوگئی۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ آگ کی کیا طاقت ہے کہ میرے دوست کی پاپوش کو جلا سکے۔ جب ان آتش پرستوں نے یہ دلیل اور شیخ صاحب کی عظمت و بزرگی دیکھی تو فوراً ایمان لائے اور مسلمان ہوگئے۔ اور آپ کی صحبت پاک اختیار کی۔ ان میں سے ہر ایک ولی اللہ اور اہل اللہ ہوگیا۔

پیر دستگیر قطب الاولیا و شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دوران سفر میں کفرستان کے جنگل میں جا نکلے۔ اس جنگل میں جو مسلمان جاتا کافر اسے مار ڈالتے۔ جب آپ اس جنگل میں پہنچے۔ تو کافروں کو خبر ملی کہ ایک مسلمان آیا ہے۔ کافر ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے روانہ ہوئے۔ تاکہ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف پہنچائیں۔ جب کافروں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو ان پر ہیبت سی چھا گئی۔ اور کانپنے لگے۔ سب نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور سب نے عرض کی کہ یا شیخ! ہم آپ کے غلاموں کے ادنٰے غلام ہیں۔ ہم پر مہربانی فرمایئے گا۔ ہم سب ایمان لاتے ہیں اور مسلمان ہوتے ہیں۔ آپ ہمیں تلقین کریں۔ کہ مسلمانی کیا ہے! آپ نے فرمایا کہو۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ اور نیز کہو کہ امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ و شرہٖ من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت۔ وہ نیک بخت سب کے سب مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے۔ اور کافرستان کا ہر ایک کافر مسلمان ہوگیا۔ اور ہر ایک نے صلاح و تقوے میں کوشش کی۔

بعد ازاں شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ سفر سے واپس آکر بغداد میں مقیم ہوئے۔ آپ کے عہد میں بغداد میں ایک بھی کافر نہ تھا۔ سب کے سب آپ کی برکت سے مسلمان ہوگئے تھے۔ کیا ہی بلند مرتبہ تھا۔ جو شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کو حاصل تھا۔ ہر شخص ان اسرار کے لائق نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ درویشی کا مقام اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا مقام ہے۔ اور ہر ایک دل اسرار دوستی کا محرم نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السّر فی ذکر شیخ المشائخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خلیفہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہما

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیا و شیخ عماد الدین قدس سرہٗ کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ شیخ المشائخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ مشہور شیخ۔ اسرار الٰہی کے محرم۔ اہل ولایت و کرامت اور صاحب مجاہدہ و ریاضت تھے۔ جو آپ کی صحبت پاک میں آتا۔ وہ ولی اللہ ہو جاتا۔ آپ کی صحبت شریف اکسیر کا حکم رکھتی تھی۔ جس پر آپ لطف و کرم کی نگاہ کرتے۔ اس کا کام سنور جاتا۔ اور عرش سے لے کر تحت الثرےٰ تک دیکھنے والا ہو جاتا۔ اور جو آپ کا مرید ہوتا۔ وہ شیخ با نعمت اور اہل کرامت ہو جاتا۔ آپ کے مریدوں کی نظر نعمت تھی۔ جس پر آپ کے مریدوں کی نگاہ پڑتی۔ وہ بھی اسی وقت ولی اللہ ہو جاتا۔

پیر دستگیر قطب الاولیا و شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ ماں کے شکم ہی سے نیک بخت پیدا ہوئے تھے۔ اور شکم ہی میں اہل نعمت ہوگئے تھے۔

منقول ہے کہ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ تو آدھی رات کا وقت تھا۔ اس وقت آپ کی والدہ صاحبہ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک نور ظاہر ہوا ہے۔ جو سارے گھر میں پھیل گیا ہے۔ گویا کہ گھر میں آفتاب نکل آیا ہے۔ اور خواجہ صاحب سجدے میں جا کر اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے جب یہ کیفیت دیکھی۔ تو ڈر گئیں۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سر اٹھایا۔ اور نور آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہوا۔ آواز آئی کہ اے قطب الدین کی ماں! یہ نور جو تو نے

دیکھا ہے۔ یہ ہمارے اسرار کا نور ہے۔ ہم نے یہ نور تیرے فرزند کے دل میں رکھا ہے تا کہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا دل ہمارے اسرار کے نور سے روشن اور منور رہے ۔

منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ جب قطب الدین میرے شکم میں تھا۔ تو ہر رات آدھی رات کے وقت جو تہجد کا وقت ہے۔ خواجہ قطب الدین میرے شکم میں جنبش کرتا۔ اور اس کی آواز مجھے سنائی دیتی۔ اور وہ آواز اللہ اللہ ہوتی تھی۔ آدھی رات سے لے کر ایک پہر تک یہی آواز میں اپنے شکم سے سنتی تھی ۔

منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ چار سال چار مہینے اور چار دن کے ہوئے۔ تو آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو خواجہ معین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ علم سیکھیں۔ شیخ معین الدین حسن سنجری خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تختی ہاتھ میں لے کر کچھ لکھنا ہی چاہتے تھے۔ کہ غیب سے آواز آئی۔ کہ اے معین الدین! ہمارے قطب کی تختی کو رکھ دے۔ اور ایک گھڑی ٹھہر جا۔ حمید الدین ناگوری آرہا ہے۔ وہ اس تختی پہ لکھے گا۔ اور وہی ہمارے قطب کو تعلیم کرے گا۔ اس روز قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ ناگور میں تھے۔ اور خواجہ قطب الدین اوش میں تھے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے آواز آئی۔ کہ جا کر ہمارے قطب کی تختی لکھ اور اسے علم سکھا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔ کہ اے پروردگار! قطب الدین کہاں ہے۔ آواز آئی کہ اوش میں ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ بند کی تو ایک لحظہ کے اندر اوش پہنچ گئے۔ اور آپ نے دیکھا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ صاحب کی والدہ صاحبہ نے شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تاکہ تختی لکھیں۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے جب قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تختی آپ کے ہاتھ میں دی۔ قاضی صاحب نے تختی لے کر اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی۔ اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں کیا لکھوں؟ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔ کہ آپ لکھیں: سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اے قطب الدین!

سبحان الذی تو پندرھواں سیپارہ ہے۔ تو نے پہلے سیپارے کس سے پڑھے ہیں۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ میری والدہ صاحبہ کو پندرہ سیپارے حفظ تھے۔ میں نے والدہ صاحبہ کے شکم ہی میں ان کو یاد کر لیا تھا۔ اور وہ پندرہ سیپارے میرے دل پر نقش ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے مطالعہ کئے ہیں۔ قاضی صاحب نے تختی پر سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام سے لے کر سورہ کے آخیر تک لکھا۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے مطالعہ کیا۔ چار روز کے اندر قاضی صاحب نے خواجہ صاحب کو قرآن مجید ختم کرایا۔ اور فرمایا کہ اے قطب الدین! تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو تمہیں علم بھی لڑکپن میں سکھلایا گیا ہے۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ میں خوارق عادات بہت تھیں۔ جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید ختم کرایا۔ تو آپ کو شیخ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا۔ کہ آپ ان کی تربیت کریں۔ یہ تمہارا مرید ہے۔ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ واپس آگئے۔ واپس آتے ہوئے رستے میں ایک پرندہ دیکھا۔ جس کی چونچ بطخ کی سی تھی۔ اور اس کا نام ققنس تھا۔ اس پرندہ کی چونچ میں بارہ سوراخ تھے۔ جب وہ پرندہ بولتا۔ تو ہر سوراخ سے ایک علیحدہ آواز نکلتی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے۔ جب پرندہ کی آواز سنی تو مست ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ اور تواجد کیا۔ جس طرح کہ اہل سماع کو سماع میں ہوتا ہے۔ خواجہ خضر علیہ السلام وہاں پر حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے حمید الدین! جو تواجد تو نے کیا ہے۔ اور جو سماع تو نے سنا ہے۔ یہ گذشتہ مشائخ نے بھی سنا ہے۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سماع میں مبتلا ہو گئے۔ اور خواجہ خضر علیہ السلام سے التماس کی کہ کہیں سے قوال لائیں تاکہ میں سماع سنوں۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے سماع سے توبہ کی اور وفات پا گئے۔ اس روز سے بغداد میں سماع سننا منع ہے۔ جو سماع سنتا ہے۔ اسے سولی پہ چڑھایا جاتا ہے اور قوالوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ جس گھر میں سماع سن پاتے ہیں۔ اس کا اچھی طرح

بند دلبست کرتے ہیں۔ تاکہ آیندہ کوئی سماع نہ سنے۔ لیکن چشت میں خواجہ جنید علیہ الرحمۃ کے بعد شیخ ناصر الدین چشتی۔ شیخ قطب الدین مودود چشتی اور شیخ حاجی شریف زندنی مرید قطب الدین چشتی علیہم الرحمۃ سماع سنتے آئے ہیں۔ اور شیخ عثمان ہارونی جو شیخ حاجی شریف زندنی کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے بھی سماع سنا ہے۔ لیکن ان کے وقت میں خلیفہ نے سماع منع کر دیا تھا۔ اور قوالوں کا بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا۔ اب کوئی سرور نہیں کرتا۔ سب نے توبہ کر لی ہے۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بازار سے سات خوش آواز غلام خریدے۔ اور انہیں غزلیں سکھائیں وہ ساتوں بلند آواز اور خوش الحانی سے غزلیں گاتے۔ اور قاضی صاحب سماع سنتے۔ اور تواجد کرتے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ کہ قاضی حمید الدین سماع سنتے ہیں۔ اور ان اسرار کی از سر نو بنا کرتے ہیں۔ تو اس زمانے کے دانشمندوں مثلاً قاضی سعد قاضی عماد۔ قاضی منہاج۔ قاضی سراج جاجرمی۔ سید مبارک غزنوی۔ اور مولانا محمد جاجرمی میں سے ہر ایک مدعی ہوا۔ اور کہا کہ ہمارے پیروں نے سماع نہیں سنا۔ اور خواجہ جنید علیہ الرحمۃ نے توبہ کی ہے۔ اور امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے منع کے بارے میں ظاہر الروایت ہے۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سماع سنا ہے۔ اور جو بزرگ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ سب نے سماع سنا ہے۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمجولیوں کے نہ ہونے کے سبب سماع سے توبہ کی تھی۔ خواجہ صاحب کی توبہ ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتی۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔ اور بیشتر رسالے آپ نے تحریر کئے ہیں۔ جب عالموں اور قاضیوں نے دیکھا کہ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سماع کے دلدادہ ہیں۔ اور سماع کی روایت کو از سر نو بنا کریں گے۔ اور عام لوگ اس پر عمل کریں گے۔ اور فتنہ برپا ہوگا تو سب نے متفق ہو کر کہا۔ کہ دہلی میں علم کی قلت ہے۔ اور یہ نو مسلمان شہر ہے پتھورا دہلی کا کافر بادشاہ تھا۔ سلطان شہاب الدین نے فتح کر کے پتھورا کو قتل کیا تھا۔ اور دہلی میں مسلمانی کو رواج دیا تھا۔ اس لئے قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد میں جہاں پر علماء کا مجمع ہے جانا چاہیئے۔

منقول ہے کہ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ جس روز بغداد پہنچے۔ وہاں پر سات سو عالم اہل فتویٰ موجود تھے۔ جس روز قاضی صاحب بغداد گئے۔ وہاں پر آپ کا ایک مرید صاحب عظمت اور حرمت و غنی تھا۔ آپ اس کے گھر میں اترے اس مرید کی اکتالیس کوٹھڑیاں تھیں۔ اور ہر کوٹھڑی میں مال و اسباب تھا۔ اس نے چالیس کوٹھڑیاں تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دکھائیں۔ لیکن اکتالیسویں نہ دکھائی۔ قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ بھائی جب تو نے چالیس دکھا دیں تو اکتالیسویں کیوں پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس مرید نے عرض کی کہ اس شہر کی رسم ہے کہ جو سماع سنتا ہے۔ اسے سولی چڑھایا جاتا ہے۔ اور قوالوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور جس گھر میں سرود ہوتا ہے اس کی خوب خبر لی جاتی ہے۔ تاکہ دوسروں کے لئے تنبیہ کا باعث ہو۔ اس حجرے میں میرا ایک دوست بانسری بجایا کرتا ہے۔ بہت سے قوالوں کو خلیفہ نے قتل کرا دیا ہے۔ اور باقیوں کے وظیفے مقرر کر دیئے ہیں۔ تاکہ آئندہ نہ گائیں میں نے اس کو حجرے میں بند کیا ہوا ہے۔ تاکہ کسی کو خبر نہ ہو۔ سب کو یہی معلوم ہے کہ اس کوٹھڑی میں مال و اسباب ہے۔ قاضی صاحب علیہ الرحمۃ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا بھائی! میں سماع کا بڑا دلدادہ ہوں۔ اگر تو میرا صادق مرید اور موافق یار ہے۔ تو اس بانسری بجانے والے کو کہدے کہ بانسری بجائے اور میں سنوں۔ اس مرید نے اسی وقت کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اور بانسری بجانے والے کو خبر دی کہ قاضی حمید الدین ناگوری دہلی سے بغداد میں سماع سننے کے لئے آئے ہیں۔ اور از سر نو سماع کی بنا کریں گے۔ خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے وقت سے لے کر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک جو دو سو سال کا عرصہ گزرا۔ بغداد میں کسی نے سماع نہیں سنا۔ وہ بانسری بجانے والا کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ اور قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کے روبرو اس نے بجائی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سماع سنا مست اور بے خود ہو گئے۔ لوگوں کو خبر ہوئی کہ ہند سے ایک آدمی آیا ہے۔ جو سماع سنتا ہے۔ انہوں نے قاضیوں اور مفتیوں کو خبر دی۔ قاضیوں نے اطلاع دی کہ قاضی صاحب کو مجلس قضا میں حاضر کیا جائے۔ اور بحث کریں۔ تاکہ سولی چڑھایا جاوے۔ پھر اس مصیبت کو یہ از سر نو بنا کرتا ہے۔ جب قاضی صاحب

کے غلام نے آکر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی حالت دیکھی تو حلف اٹھا کر کہا کہ یہ شخص ضرور سماع کی بنیاد رکھے گا۔ یہ ٹھیک اہل سماع ہے۔ جب قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سماع اور ترک اور تواجد سے فارغ ہوئے۔ غلام نے آپ کو کہا۔ کہ شرع محمدی زبردست ہے۔ آپ کو قاضیوں اور مفتیوں نے طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ سماع تو حرام ہے آپ کیوں سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سماع مطلق حرام نہیں اہل سماع کے لئے جائز ہے۔ اور نا اہل کے لئے ناجائز۔ بعض کے حق میں مباح ہے۔ اور بعض کے حق میں حرام۔ پھر غلام نے کہا کہ آپ چلئے۔ اور مجلس قضا میں حاضر ہو جیئے۔ چونکہ آپ درویش تھے۔ اس کا حکم مان لیا۔ چند قدم جا کر آپ نے فرمایا۔ کہ اے عزیز قاضی صاحب کو کہہ دے کہ میں کل مجلس میں حاضر ہوں گا۔ تمام علماء جمع ہوں۔ اگر میں اہل سماع ہوں گا۔ تو سماع سنوں گا۔ ورنہ جہاں اتنے آدمیوں کو سولی چڑھایا ہے۔ وہاں مجھے بھی چڑھا دینا۔ نوکر نے جا کر سارا ماجرا قاضی سے کہہ دیا۔ قاضیوں اور مفتیوں نے اس بات کو مان لیا۔ قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو فرمایا۔ کہ کل قاضیوں۔ مفتیوں اور علماء کو اپنے گھر بلا۔ تاکہ ہم اس جگہ بحث کریں۔ اور میں سماع کا مباح ہونا ثابت کروں۔ اور سماع سنوں۔ آپ کا مرید دولت مند تھا۔ اس نے کھانا پکایا۔ اور تمام مفتیوں۔ قاضیوں اور عالموں کو خبر کی۔ کہ میرے گھر مہمانی ہے۔ تمام جمع ہوں۔ قاضی حمید الدین ناگوری بھی حاضر مجلس ہوں گے۔ قاضیوں اور مفتیوں نے جب سنا۔ کہ قاضی حمید الدین بھی آئیں گے۔ تو سب کے سب حاضر ہو گئے۔ قاضی حمید الدین نے اپنے مرید کو فرمایا کہ قوال تو مل نہیں سکیں گے۔ ہاں جتنی بانسریاں مل سکیں جمع کرو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی قدرت ہم دیکھیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے اسرار سنیں۔ جس قدر بانسریاں اس مرید کے گھر میں موجود تھیں۔ اس نے فوراً حاضر کیں۔ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے ان تمام کو صحن میں رکھ کر سرپوش سے ڈھانک دیا۔ جب تمام مفتی۔ قاضی اور عالم آئے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ حمید الدین ناگوری کہاں ہے؟ جو سماع سنتا ہے۔ پھر اس سوئے ہوئے فتنے کو جگانا چاہتا ہے۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں ہوں قاضی حمید الدین میں ہی سماع سنتا ہوں۔ اور سماع کو تین علماء کی روایت سے مباح کہتا ہوں

اس واسطے کہ ہم پر درد مریض ہیں۔ ہمیں اس قدر غم و اندوہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ سماع ہمارے درد کا علاج ہے۔ اور امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق پیاسے کے لئے پیاس کے وقت شراب کا پی لینا مباح ہے بشرطیکہ اسے پانی نہ مل سکے۔ حالانکہ شرع میں شراب حرام ہے۔ اگر کوئی قطرہ بھی چکھ لے تو گنہگار ٹھیرتا ہے۔ اگر وہ اس وقت نہ پیئے تو ہلاک ہونے کا خوف ہے۔ اور جان بوجھ کر جان کا ہلاک کرنا شرع میں جائز نہیں۔ اسی طرح سماع بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق باطنی درد اور غم کے لئے مباح ہے۔ اور بے درد اور نفس پرستوں کے لئے حرام ہے۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق باطنی غم کو دور کرنے کے لئے سماع کا سننا جائز اور مباح ہے۔ اور اہل سماع کے لئے تو سب اسے مباح کہتے ہیں۔ دونوں صاحبان کے قول کے مطابق مباح ہے۔ جب عالموں اور مفتیوں نے قاضی صاحب کے کلمات سنے تو کہا کہ جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا ہے۔ بے شک معتبر کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ٹھیک اسی طرح پر ہے۔ لیکن اہل سماع اہل کرامت و ولایت اور صاحب مجاہدہ اور ریاضت ہوتے ہیں۔ آپ اگر اس قسم کی کوئی دلیل سماع کے لئے ہمیں دکھائیں۔ تو ہم سماع کے معتقد ہو جائیں گے۔ اور فتوےٰ لے دیں گے۔ کہ اہل سماع کے لئے مباح ہے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان بانسریوں کی طرف دیکھا۔ اور اشارے سے فرمایا کہ اے بنسیو! سب خود بخود بجنے لگو۔ بہتر کی بہتر خود بخود بجنے لگیں۔ جس سے تمام حاضرین مجلس اور مفتی قاضی اور ملا سب کو تواجد ہوا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم سب کہتے ہو کہ سماع حرام ہے۔ اب تو تم نے سماع کا اسرار دیکھ لیا اور معائنہ کر لیا۔ تمام عالموں۔ فاضلوں۔ مفتیوں اور قاضیوں نے لکھ دیا۔ کہ سماع مباح ہے۔ لیکن اس کے لئے اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کون اس کے لائق ہے۔ اور اہل سماع ہی اہل سماع کو پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ فقرا سب ایک جان کی طرح ہوتے ہیں۔ سب آپس میں ایک ہیں۔ اور عام لوگ ان بھیدوں سے واقف نہیں۔ وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ہم سنگ اور اہل کدورت ہیں۔ اسی طرح سب لوگ ہیں۔ اور اس لئے سماع سے منع کرتے ہیں اور سماع کو حرام۔

کہتے ہیں اور سماع نالائقوں۔ اہل بدعت اور فاسقوں کے لئے تو سب کے نزدیک حرام ہے۔ شریعت میں بھی اور طریقت میں بھی۔ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جن بانسریوں کی آواز کا سننا حرام ہے وہ دو ہیں۔ ایک مینزہ اور دوسری مندل۔ یہ دونوں اتفاق علماء سے حرام ہیں اور باقیوں میں اختلاف ہے۔ اور تمام بانسریوں کی سردار دستک ہے۔ جس سے مراد قوالوں کے طریقے کے موافق ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے ✤

منقول ہے کہ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے علماء سے سماع مباح کرالیا تو مجلس سماع آراستہ کیا کرتے اور سماع سنا کرتے۔ جو آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ وہ اہل اللہ ہو جاتا۔ اور پھر کبھی بدعت کے نزدیک نہ جاتا۔ آپ کے منظور نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ دیکھتے۔ آپ کا ہر مرید خدا رسیدہ اور کامل درویش ہوا مختصر یہ کہ اگر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت و کرامت کا ذکر لکھوں تو ایک ضخیم جلد تیار ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں بالکل مختصر طور پر لکھا گیا ہے۔ تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے۔ چونکہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی بزرگی کا بیان ہے۔ اس لئے میں نے اسے مختصر کر دیا ہے ✤

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ ابھی جوان ہی تھے۔ اور خط بھی نہیں آیا تھا۔ کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ درویشی اور خلافت عطا فرما کر اپنا خلیفہ بنایا۔ اور بعد ازاں فرمایا کہ اے قطب الدین! تو نیک بخت ہے۔ متواتر چالیس روز تک میں نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مع ارواح مشائخ خواب میں دیکھا ہے۔ اور ہر رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے ہیں۔ کہ اے معین الدین! قطب الدین بختیار کاکی اللہ تعالےٰ کا دوست ہے۔ اسے خلافت دیدو۔ اور درویشی خرقہ اسے پہنا دو۔ اور آج کی رات میں نے حضرت ذوالجلال اور قادر برکمال کو خواب میں دیکھا۔ وہاں سے بھی یہی حکم ہوا۔ کہ اے معین الدین! قطب الدین بختیار کاکی کو درویشی خرقہ عطا کر دو اور خلافت دو۔ کیونکہ قطب الدین ہمارا دوست ہے۔ اور نیز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا

دوست ہے۔ اور اسے ہم نے برگزیدہ بنایا ہے۔ اور اس کا نام اپنے دوستوں میں درج کیا ہے۔ پھر جب میری نیند کھلی تو میں نے تجھے خرقہ پہنایا اور اپنا خلیفہ بنایا۔ اور اب تیرے لئے یہ مناسب ہے۔ کہ تو دہلی جا کر سکونت اختیار کرے۔ کیونکہ ہم نے تجھے تمام مشائخ کا سردار بنایا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے التماس کی ہے۔ کہ تمام درویش تجھے عزیز رکھیں۔ اور تیرے روبرو با ادب رہیں۔ اور تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے خرقہ پہنا اور اپنے پیر کی دعا لے کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ان دنوں دہلی میں شہاب الدین بادشاہ تھا۔ اور پرتھوی راج کافر کو مغلوب کر کے قتل کر دیا تھا۔ اس زمانے میں دہلی میں اسلام پھیلا ✤

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری۔ قاضی سعد۔ قاضی منہاج۔ قاضی عماد۔ مشائخ معراج جاجرمی۔ قاضی سراج جرجانی۔ سید مبارک غزنوی اور دوسرے مشائخ دہلی میں تھے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا دہلی میں آفتاب اتر آیا ہے۔ اور وہ آفتاب آپ ہی کے گھر آیا ہے۔ اور اس آفتاب نے کہا ہے۔ کہ میں آپ ہی کے گھر رہوں گا۔ آپ جب خواب سے بیدار ہوئے تو رات کا خواب یاروں کے روبرو بیان فرمایا۔ یاروں نے التماس کی۔ کہ آپ ہی اس کی تعبیر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح آفتاب جہان کی روشنی کا باعث ہے۔ مشرق سے مغرب تک سب کچھ اسی کی روشنی کے باعث ہوتا ہے اگر آفتاب نہ ہو۔ تو جہان میں اندھیرا رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارے شہر دہلی میں جہالت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ایک درویش صاحب نعمت و کرامت وارد ہوا ہے۔ کہ آفتاب اس کے سامنے ستارے کی طرح ہے۔ اور وہ درویش میرے ہی گھر آئے گا۔ اور یہیں سکونت اختیار کرے گا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ کہ وہ صاحب نعمت و کرامت درویش دہلی پہنچ گیا ہے۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہے۔ کیونکہ ہمارے دماغ میں قطب الدین بختیار کاکی کی محبت کی خوشبو آ رہی ہے ✤

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب خواجہ قطب الدین دہلی میں وارد ہوئے۔ تو آپ کی عمر ستر ہ سال کی تھی۔ اور ایک

کاک پز نانبائی کے گھر اترے۔ اور اسی کی ملازمت اختیار کی۔ اور ان دنوں دہلی میں بسبب قلت بارش قحط پڑا ہوا تھا۔ چالیس دمڑیوں کی ایک روٹی ملتی تھی۔ بادشاہ کے ہاں سے چند سیر آٹا آیا ہوا تھا۔ اس نانبائی نے خمیر تیار کر کے روٹیاں تنور میں پکائیں اور آپ سو گیا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی گھر میں نہ تھے۔ آپ وضو کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب نانبائی جاگا۔ اور تنور کا منہ کھولا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام روٹیاں جل کر خاک سیاہ ہو گئی ہیں۔ بادشاہ کے ملازموں نے جب یہ دیکھا کہ روٹیاں جل گئی ہیں۔ تو اس نانبائی کا گلا پکڑ لیا۔ اور اسے ذلت اور خواری سے کھینچنا شروع کیا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارا آٹا دیدے۔ قحط کے دن تھے بیچارہ آٹا کہاں سے دیتا۔ جب خواجہ صاحب باہر سے آئے اور یہ حالت دیکھی۔ تو فرمایا کہ اے بھائیو! اسے زدوکوب نہ کرو۔ میں ابھی تمہاری روٹیاں درست کئے دیتا ہوں۔ بادشاہ کے نوکروں نے کہا کہ ہم پہلے تو ایک دیوانے کے ہاتھوں نالاں تھے اب یہ دوسرا دیوانہ آپہنچا۔ روٹیاں تو جل کر خاک سیاہ ہو گئی ہیں۔ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بھائیو! اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ جلے ہوئے کو درست کر سکتا ہے۔ اور مردے کو زندہ کر سکتا ہے اور ناچیز کو چیز بنا سکتا ہے۔ بادشاہ کے نوکروں نے جب خواجہ صاحب کے یہ کلمات سنے۔ تو نرم دل ہوئے اور نانبائی کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اے قطب الدین! ہم نے تیرے کہنے سے نانبائی کو چھوڑ دیا ہے۔ تو ہماری روٹیاں درست کر دے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جلی ہوئی روٹیاں لے کر تنور میں لگا دیں۔ ایک گھڑی بعد بالکل صحیح وسلامت اور درست نکال دیں۔ بادشاہ کے نوکر یہ دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ مرد ضرور اہل نعمت اور صاحب ولایت ہے۔ کیونکہ اس کی برکت سے جلی ہوئی روٹیاں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئی ہیں۔ نوکر بادشاہ کے پاس روٹیاں لائے۔ اور سارا ماجرا عرض کر دیا۔ بادشاہ سنتے ہی عاشق ہو گیا اور گرتا پڑتا نانبائی کے گھر پہنچا۔ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں بے چارہ کون ہوں۔ کہ تو میری ملاقات کے لئے آیا ہے۔ بادشاہ نے عرض کی کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ تمام درویشوں کے سردار ہیں۔ آپ نے جلی ہوئی روٹیوں کو درست کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ چونکہ تجھے مجھ پر یقین ہے۔ اس لئے میں اللہ تعالیٰ سے التماس کرتا ہوں کہ تیرے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہے۔ اور فقر وفاقہ تجھے شیریں معلوم ہو۔ اور تو بھی صاحب نعمت درویش ہو جائے جونہی کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا۔ اسی وقت بادشاہ کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی۔ شاہانہ لباس اتار کر کفنی گل گودڑی پہن لی۔ اور اس کی نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک پڑنے لگی۔ جب گھر آیا تو جو کچھ گھر میں موجود تھا۔ سب فقیروں کو بانٹ دیا۔ اور خود فقر اختیار کیا۔ اور ولی اللہ بن گیا۔ خواجہ صاحب کو کاکی اسی واسطے کہتے ہیں۔ کہ آپ نے جلی ہوئی کاک (روٹیوں) کو درست کیا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بہت سی خلقت کو کاک (روٹیاں) ادری تھیں ۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے جلی ہوئی روٹیاں درست کیں۔ اور لوگوں کو معلوم ہوا۔ تو لوگ گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں آتے۔ اس لئے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نانبائی کی دکان سے بھاگ کر قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے گھر آئے۔ اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھا۔ تو بہت خوش ہوئے اور بغل میں لیا اور فرمایا۔ کہ میں آپ کا بہت مشتاق تھا۔ چند روز سے مجھے آپ کی محبت کی خوشبو آرہی تھی۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ خواجہ صاحب قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر رہتے ہیں۔ تو بہت سے لوگ ہر روز آپ کی پابوسی کے لئے آتے۔ اور خواجہ صاحب کی بڑی تعظیم وتکریم بجا لاتے قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے۔ کہ خواجہ صاحب قطب الدین قطب مشائخ ہیں۔ اور ہمارے زمانے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ اور یہ کہ مجھ سے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ ہزار مرتبہ بہتر ہیں ۔

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں آئے تو قاضی صاحب نے قوالوں کو بلا کر مجلس سماع آراستہ کی۔ اور خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے سماع سنا۔ اور آپ کو تواجد ہوا۔ لوگ بے شمار موجود تھے۔ سماع کے بعد لوگوں نے قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ سماع کے بعد کھانا بھی دینا چاہیئے اس واسطے کہ جس طرح سماع جان کی خوراک ہے۔ اور اس سے دل کی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح بدن کی پرورش کے لئے بھی کھانا ہونا چاہیئے۔ تاکہ دونوں مقصد حاصل ہوں۔ ہم اس وقت بھوکے ہیں۔ ہمیں کچھ کھانا چاہیئے۔ قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے خواجہ صاحب کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا کہ خواجہ صاحب لوگ کھانے کے لئے کچھ مانگتے ہیں۔ انہیں کچھ دینا چاہیئے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ لوگوں کو کہہ دو کہ صف بصف بیٹھ جائیں۔ تمام لوگ صفیں باندھ کر بیٹھ گئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آستین جھاڑی۔ اور ہر ایک کے آگے دو دو کاک (روٹیاں) اور گرم گرم حلوا رکھ دیا۔ لوگوں نے نان اور حلوا کھایا۔ اور پہلے ہی معتقد تھے اب زیادہ معتقد ہو گئے۔ مولانا معراج جاجرمی نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ کہ لوگوں نے کھانا تو کھا لیا ہے۔ اب اگر کھانے کے بعد انہیں شربت بھی مل جائے تو اور بھی بہتر ہو گا۔ اور قاضی صاحب کے لئے آدھ سیر شکر لایا۔ قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس شکر کو لوٹے میں ڈال کر سات پیالے پانی اس میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کو اس کی پیاس کے موافق پلا دو۔ ہزارہا لوگ موجود تھے۔ سب نے سیر ہو کر شربت پیا۔ وہ ساتوں پیالے لوٹے میں اسی طرح رہے ✦

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ دہلی آئے اور متواتر چند روز تک آپ نے اور قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے سماع سنا۔ تو سلطان شہاب الدین مدعی ہوا۔ اور کہنے لگا کہ سماع حرام ہے۔ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین کون ہیں سماع سننے والے۔ دونوں صاحبوں نے جب یہ بات سنی۔ تو فرمایا۔ کہ اس سیاہ دل اور بے درد کو کہو۔ کہ تیرے جیسے آدمی کے لئے سماع حرام ہے۔ اس واسطے کہ سماع اسرار الٰہی ہے اور ہر شخص اسرار کے لائق نہیں ہوتا۔ جب سلطان شہاب الدین نے یہ بات سنی۔ تو قسم کھا کر کہا۔ کہ ان دونوں کو یا تو سولی چڑھاؤں گا۔ یا عین القضات کی طرح جلا دوں گا۔ تاکہ دوسروں کے لئے تنبیہ کا باعث ہو۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ اگر تو سفر سے واپس آئے گا۔ تو پھر ہمیں خواہ سولی چڑھانا اور خواہ جلا دینا۔ ہم اس بات کو مان لیں گے۔ بعد ازاں سلطان شہاب الدین چند روز کے اندر ہی فوت ہو گیا۔ اور سلطان شمس الدین تخت نشین ہوا۔ اور دہلی میں آ کر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی حاصل کی۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اے شمس الدین! تجھے لازم ہے کہ فقیروں مسکینوں۔ غریبوں۔ اور درویشوں سے تو نیک سلوک کرے۔ اور لوگوں سے اچھی طرح برتاؤ کرے۔ اور اپنی رعیت کی پرورش کرے۔ جو شخص رعیت کی پرورش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے دنیا میں دیر تک رکھتا ہے۔ اور اس کے تمام دشمنوں کو دفع کرتا ہے۔ سلطان شمس الدین نے قبول کیا۔ اور اپنے گھر واپس چلا گیا۔ ان دنوں شہر دہلی میں قاضی سعد اور قاضی عماد دو بڑے جید عالم تھے۔ اور وہ دونوں ہی خواجہ صاحب اور قاضی صاحب کے مخالف ہو گئے۔ اور سلطان شمس الدین کو کہنے لگے کہ سماع حرام ہے۔ اور قاضی حمید الدین اور خواجہ قطب الدین دونو سماع سنتے ہیں۔ ہم ان کو سماع سے منع کرتے ہیں۔ اور دوسرے یہ بات ہے کہ سماع کی کئی ایک شرائط ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اہل سماع کے حلقے میں کوئی بدکار یا بے ریش نہ ہو۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ابھی داڑھی نہ اگی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بیس سال کی۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ تم صاحب نو۔ تم بھی تو عالم ہو۔ ان سے بحث کرو۔ کہ سماع بے ریش کے لئے سننا جائز ہے۔ یا نہیں قاضی سعد اور قاضی عماد دونوں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے گھر گئے۔ اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سماع میں تھے۔ اور خواجہ صاحب حلقہ سماع میں دست بستہ کھڑے تھے۔ قاضی سعد اور قاضی عماد نے کہا کہ بے ریش کو مجلس سماع میں نہیں آنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے۔ اور اپنے دونو ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر کر کہنے لگے۔ کہ ہماری داڑھی ہے اور ہم اہل سماع ہیں۔ ہاں بے شک میلے ریش کو

مجلس سماع میں نہیں آنا چاہیے ۔ جونہی کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرا ۔ آپ کی ڈاڑھی نکل آئی ۔ اور ڈاڑھی کے نکل آنے سے ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد حیران رہ گئے ۔ کہ یہ کیا کرامت ہے ۔ اور یہ کیسی ولایت اور نعمت ہے ۔ جو خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دکھلائیں ۔ انہوں نے واپس جاکر دل میں سوچا کہ قاضی حمید الدین اور خواجہ قطب الدین دونوں نے از سر نو سماع کو بنا کیا ہے اگر یہ فساد آج نہ مٹے گا تو پھر قیامت تک نہیں مٹے گا ۔ دونو بادشاہ کے پاس آئے ۔ اور خواجہ صاحب کے ڈاڑھی نکل آنے کا سارا ماجرا بیان کیا ۔ بادشاہ معتقد ہو گیا ۔ اور کہنے لگا کہ قاضی حمید الدین اور خواجہ قطب الدین دونو اہل سماع ہیں ۔ ان کو کچھ نہ کہو ۔ قاضی عماد اور قاضی سعد نے کہا کہ ہم اہل شرع ہیں ۔ ہم سماع کو جائز قرار نہیں دیتے ۔ اور نہ کسی کو سننے دیں گے ۔ بادشاہ نے کہا پھر مجھے کیوں پوچھتے ہو ۔ تم بھی عالم ہو اور وہ بھی عالم ہیں ۔ اگر روایت کے بموجب سماع جائز نہ ہوا ۔ تو وہ سماع سے توبہ کریں گے اور سماع سے باز آجائیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں منع کرتے ہیں ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ سماع حرام ہے لیکن وہ ہمارے کہنے سے باز نہیں آتے ۔ اور کہتے ہیں کہ تمہیں ہم پر دسترس حاصل نہیں ۔ دہلی کے جو مفتی اور قاضی ہیں ۔ اگر وہ ہمیں اس سے منع کریں گے ۔ تو ہم باز آئیں گے ۔ قاضی عماد اور قاضی سعد دونوں بادشاہ کے مصاحب تھے ۔ اور بادشاہ نے کہا کہ آخر تمہارا مطلب کیا ہے ! ۔ انہوں نے کہا کہ ہم شہر دہلی کی قضا چاہتے ہیں تاکہ ہم حکم دیں کہ سماع حرام ہے ۔ اس واسطے کہ آیندہ کوئی سماع نہ سنے اور وہ بھی سماع سے باز آجائیں ۔ اور توبہ کریں ۔ بادشاہ نے قاضی سعد کو تو قاضی بنایا اور قاضی عماد کو صدارت کا عہدہ بخشا ۔ جب دونو کو اپنے اپنے عہدے مل گئے ۔ تو پھر اگر قاضی عماد الدین نے خواجہ قطب الدین کے پاس نوکر بھیجا ۔ کہ سماع حرام ہے اور ہم قاضی ہو گئے ہیں ۔ آپ حاضر ہوں تاکہ ہم سماع کے حرام ہونے کا فتویٰ لے دیں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ۔ کہ اگر باز آجاؤ تو بہتر ۔ ورنہ ہم حکم دیں گے کہ تمہیں زمین میں دبا دیا جائے ۔ قاضی حمید الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے خواجہ صاحب کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ۔ کہ قاضی صاحب اب تو تیر نشانے پر پہنچ گیا ہے ۔

بعد ازاں خواجہ قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل ہمارے پیروں کا عرس ہے ہمیں مہلت دو تاکہ ہم سماع سنیں ۔ عرس کے بعد سب عالموں کو جمع کرو ۔ اگر سماع جائز ہوگا ۔ تو ہم سنیں گے ۔ اور اگر ناجائز ہوگا تو ہم باز آجائیں گے اور توبہ کریں گے ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد دونو بادشاہ کے پاس گئے ۔ اور کہا کہ ہم نے قاضی حمید الدین اور خواجہ قطب الدین کے پاس اپنا ملازم بھیجا تھا ۔ لیکن وہ نہیں آئے ۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں ایک دن کی مہلت دو ۔ کہ کل ہمارے پیروں کا عرس ہے ۔ ہم سماع سنیں گے ۔ اور کل حاضر ہو جائیں گے ۔ بادشاہ نے کہا ۔ کہ ایک دو دن کی مہلت دینی چاہیے ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد نے دل میں سوچا ۔ کہ خواجہ صاحب اور قاضی حمید الدین اور ان کے یار تو کل ضرور سماع سنیں گے ۔ لیکن کچھ ایسا بند و بست کرنا چاہیے کہ اور لوگ ان کے گھر نہ جا سکیں اور ان کی مجلس سماع میں حاضر نہ ہوں ۔ ان دنوں دہلی میں صرف دو دروازے تھے ۔ ایک مشرقی اور دوسرا مغربی ۔ اور قاضی حمید الدین علیہ الرحمۃ کا گھر قلعہ میں تھا ۔ قاضی سعد اور قاضی عماد نے دونو دروازوں پر سو سو آدمی مقرر کر دیا کہ کوئی قاضی حمید الدین کے گھر نہ جانے پائے ۔ جب سو سو آدمی بطور دربان دروازوں میں بیٹھا ۔ تو خادموں نے قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی ۔ کہ قاضی سعد اور قاضی عماد دونوں مخالف ہو گئے ہیں ۔ اور لوگوں کو آپ کی مجلس میں آنے سے روکتے ہیں ۔ اس لئے خلقت نہیں آنے کی ۔ کیا ہم کھانا پکائیں ۔ یا نہ پکائیں ہر دو صاحبان نے فرمایا کہ پہلے سے دوگنا تیار کرو ۔ خلقت بے شمار جمع ہوگی ۔ کس کو طاقت ہے ۔ کہ لوگوں کو ہماری مجلس میں آنے سے روکے ۔ اور قاضی سعد اور قاضی عماد تو جان سے تنگ آئے ہوئے ہیں ۔ وہ اس جہان سے اب سفر کرنا چاہتے ہیں ۔ انہیں مبارک ہو مبارک ہو ۔ اگر وہ سفر کرنا چاہتے ہیں ۔ خادموں نے جاکر پہلے سے دگنا طعام تیار کیا ۔ اور قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو رکعت نماز ادا کی ۔ اور دائیں بائیں سلام دیا ۔ اور فرمایا کہ میرا بھائی بہاؤ الدین ذکریا صالح ہے اور بہاؤ الدین ذکریا ملتان سے آپہنچے ۔ اور مغربی دروازے سے گذر کر گئے ۔ اور جو وہاں سو دربان بیٹھے ہوئے تھے ۔ سب اندھے ہو گئے ۔ اور لوگ اس دروازے سے آتے جاتے تھے ۔ وہ کسی کو نہیں دیکھ سکتے تھے

جب شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ آ پہنچے تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا بھائی جلال الدین صالح ہے۔ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ مشرقی دروازے سے اندر آئے۔ اور سو دربان جو دروازے میں بیٹھے تھے۔ سب اندھے ہو گئے۔ لوگ آتے جاتے تھے۔ لیکن انہیں اطلاع تک نہ تھی۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کی مجلس آراستہ کی۔ اور سماع کا شور جب قاضی سعد اور قاضی عماد نے سنا۔ تو کہا کہ ان کے گھر میں کئی مرتبہ سماع ہوا ہے۔ لیکن اس قدر لوگ کبھی جمع نہیں ہوئے۔ اور جو شور آج برپا ہوا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ حالانکہ آج ہم نے سخت تاکید کر رکھی تھی۔ اس قدر لوگ ان کے گھر چلے کس طرح گئے۔ نوکر کو سبب دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب وہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ بے شمار خلقت حاضر ہے۔ اور شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ دونوں وہاں موجود ہیں۔ نوکر نے واپس جا کر کہا قصہ ان سے کہدیا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب دیر کرنے کا موقع نہیں ہے۔ اب انہیں مہلت دینی ٹھیک نہیں۔ آؤ ہم ان کے گھر چل کر خلقت کے روبرو انہیں منع کریں۔ دونوں قاضی بہت سے آدمی ہمراہ لے کر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ اس وقت تواجد میں تھے۔ اور ہر ایک صوفی رو رہا تھا۔ اور تمام دست بستہ کھڑے تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے جب قاضی عماد اور قاضی سعد کو دیکھا۔ تو فرمایا کہ اے سنگدلو اور بے دردو وہیں کھڑے رہو۔ یہ سنکر دونو قاضی سخت ناراض ہوئے اور حجرے سے مجلس میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ تاکہ سماع سے ہر دو صاحبان کو منع کریں۔ کہ ان کے پاؤں پتھر کی طرح وہیں کے وہیں جم گئے۔ اور جگہ سے نہ ہل سکے۔ جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ تواجد سے فارغ ہوئے۔ اور آپ کی نگاہ دونوں قاضیوں پر پڑی۔ تو فرمایا کہ اے بھائیو! آؤ۔ اب تیر نشانے پر پہنچ چکا ہے۔ دوا کرو۔ دونو قاضی آپ کے نزدیک آئے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی رقت نے دونو پر اثر کیا۔ اور دونو ہی رونے لگے۔ اور دونو کو تواجد ہوا۔ جب ہوش میں آئے تو قسم کھا کر کہا۔ کہ ہم سماع کے سر سے واقف نہ تھے۔ ایسے سماع کو حرام نہیں کہہ سکتے

بلکہ یہ تو پر درد دل اور اہل سماع کے لئے اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی نعمت ہے۔ خواجہ قطب الدین رحؒ نے فرمایا۔ کہ تم ابھی سماع کے بھید کو کیا پہچان سکتے ہو۔ سماع کا بھید ہم سے پوچھو۔ اگر ہم بیان کر دیں تو تمام لوگ دیوانے ہو جائیں۔ ہم فساد کے ڈر سے نہیں کہتے۔ دونوں قاضیوں نے سماع سنا۔ اور اس بات کا اقرار کیا۔ کہ سماع کا سننا ان اشخاص کے لئے جائز ہے۔ جو اس کے لائق ہوں۔ جب واپس جا کر انہوں نے بادشاہ کو سارا احوال سنایا۔ تو بادشاہ نے کہا میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ کہ خواجہ قطب الدینؒ اور قاضی حمید الدینؒ دونو پر درویش انہیں کچھ نہ کہو۔ لیکن تم نے ایک نہ مانی اور خود رائی کی۔ تم نے قضا بھی لی۔ اور اب توبہ کرتے ہو۔ دونو قاضیوں نے کہا کہ ہم قضا سے مستعفی ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ بادشاہ ناراض ہوا۔ اور دونو کو حکم دیا کہ آئندہ میری بارگاہ میں نہ آنا۔ وہ دونو اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اور اسی روز فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؏

جب سلطان شمس الدین نے سنا کہ قاضی سعد اور قاضی عماد کو دفن کر دیا گیا ہے تو کہا کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بات پوری ہوئی۔ کہ قاضی سعد اور قاضی عماد جان سے سیر ہو چکے ہیں۔ یہ خواجہ صاحب کی دعا تھی۔ اور ظاہر ہو گئی۔ شیخ سعد الدین قبولی سلطان شمس الدین کا بھانجا جسے سلطان شمس الدین نے بیٹوں کی طرح پالا تھا بہت بڑا بادشاہ اور مال و دولت والا تھا۔ اور صالح مردوں سے بڑی محبت کیا کرتا تھا۔ جب اس نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ اور قاضی حمید الدین صاحب علیہ الرحمۃ کے اوصاف سنے تو اس نے نیت کی کہ میں قاضی حمید الدین علیہ الرحمۃ کا مرید ہو جاؤں سلطان شمس الدین سے اس نے پوچھا کہ میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ سلطان شمس الدین نے کہا کہ بہتر ہے جلدی جا کر مرید ہو۔ کیونکہ قاضی حمید الدین اہل کرامت اور صاحب ولایت اور نعمت ہیں ؏

شیخ سعد الدین جنولی شہزادوں کے سے ٹھاٹھ سے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ بندہ آپ کا مرید ہونا چاہتا ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم درویش ہیں۔ ہمیں بادشاہوں اور اہل دولت سے محبت نہیں کرنی چاہیئے واپس چلا جا۔ اور جو بادشاہوں کو دوست رکھتے ہیں۔ قرآن کے

پاس چلا جا اور انہیں کا مرید بن۔ جب شیخ سعد الدین نے دیکھا کہ قاضی صاحب فقیر دل غریبوں اور مفلسوں کو ہی دوست رکھتے ہیں۔ اور فقر و فاقہ پسند کرتے ہیں۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ تو فوراً واپس جاکر پھر صرف ایک نوکر کے ہمراہ واپس آیا۔ جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی حاصل کی۔ تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا سعد الدین ابھی تجھ سے دنیا کی بو آتی ہے۔

شیخ سعد الدین پھر گھر گیا۔ اور تن تنہا ہاتھ میں گلدستہ لئے ہوئے پاپیادہ حاضر خدمت ہوا۔ قاضی صاحب نے جب اسے دیکھا تو فرمایا۔ کہ اے سعد الدین! تو نیک بخت ہے۔ آ۔ تو بڑے اچھے موقع پر آیا ہے۔

شیخ سعد الدین نے عرض کی کہ پہلے آپ مجھ بندہ کو مرید تو کرلیں۔ پھر بعد میں میری نیک بختی ہوگی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مرید کرلیا۔ اور مرید کرتے وقت فرمایا۔ کہ اے سعد الدین میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ۔ اس نے ہاتھ رکھا تو پھر فرمایا کہ سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ۔ شیخ سعد الدین نے جب سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی تو قاضی صاحب نے فرمایا۔ کہ زمین کی طرف نگاہ کر۔ اور دیکھ کہ تیری نظر کہاں تک پہنچتی ہے۔ شیخ سعد الدین نے عرض کی کہ تحت الثریٰ تک پھر قاضی صاحب نے فرمایا کہ سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر آسمان کی طرف نگاہ کر اور دیکھ کہ کہاں تک پہنچتی ہے۔ شیخ سعد الدین نے عرض کی۔ کہ عرش تک۔ پھر قاضی صاحب نے فرمایا کہ اے سعد الدین! تو ابھی شیرخوار ہے۔ آج اسی قدر کافی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تو اپنے مطلوب کو پہنچ جائے گا۔ اور وصل محبوب کا شربت چکھ لے گا۔

بعد ازاں شیخ سعد الدین کے سر پر کلاہ رکھی اور سات ٹھگلیوں والی گوڈڑی سے عنایت فرمائی۔ جب شیخ سعد الدین نے گوڈڑی پہنی تو اس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا اور جہاں سے ہاتھ دھو کر درویشی اختیار کی اور فقر و فاقہ برداشت کیا۔

جب لوگوں نے سلطان شمس الدین کو اطلاع دی۔ کہ آپکا بھانجا شیخ سعد الدین قاضی حمید الدین کا مرید ہوگیا ہے۔ اور گوڈڑی پہن کر دیوانوں کی طرح پھرتا ہے۔ تو سلطان نے کہا۔ کہ اس نے قاضی حمید الدین اور خواجہ قطب الدین کی کوئی کرامت دیکھی ہوگی اگر میں بھی کوئی کرامت دیکھ لوں گا۔ تو میں بھی معتقد ہو جاؤں گا۔ یہ کہہ کر

شاہانہ شان و شوکت سے سلطان شمس الدین قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آیا۔ ہر دو صاحبان رحمۃ اللہ علیہما وضو کرکے تحیت وضو میں مشغول تھے۔ سلطان نے قدم بوسی کی اور مؤدب ہو بیٹھا۔ اور عرض کی کہ بندہ بھوکا ہے۔ مجھے کھانے کے لئے کچھ عنایت فرماویں۔ قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو فرمایا۔ کہ اگر کچھ کھانا موجود ہو تو لادو۔ سلطان نے عرض کی۔ کہ یا مخدوم میری یہ التماس ہے کہ مجھے غیب سے طعام ملے قاضی صاحب مسکرائے۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ کہ بابا قطب الدین بادشاہ کا دل چاہتا ہے کہ غیب کا کھانا کھائے۔ اس کو دینا چاہیئے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آستین میں ہاتھ ڈال کر ایک گرما گرم سفید روٹی نکالی۔ اور سلطان کے ہاتھ پر رکھ دی۔ سلطان غلام ہوگیا۔ اور اس نے عرض کی یا مخدوم! روٹی رو کھی ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین نے وضو کیا ہوا تھا۔ اور وضو کے پانی سے زمین گیلی تھی۔ قاضی صاحب نے وہ تر مٹی اٹھا کر اسے دی اور فرمایا کہ لے یہ حلوا ہے۔ وہ مٹی حلوا بن گئی۔ بادشاہ پہلے ہی غلام ہو چکا تھا۔ اور اب اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اور عرض کی۔ کہ میرا بھانجا سعد الدین آپ کا مرید ہوا ہے۔ اس نے گوڈڑی پہنی ہے۔ اور صاحب نعمت ہوگیا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ ہاں! جو درویشوں کی صحبت میں آتا ہے وہ اہل نعمت ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے شیخ سعد الدین تبنولی کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا کہ بابا سعد الدین کھانے کے بعد پان بھی دینا چاہیئے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسے روٹی دی ہے۔ تو پان دے۔ شیخ سعد الدین نے آستین میں ہاتھ ڈال کر ایک پان جو سپاری اور کتھے سے آراستہ تھا۔ بادشاہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور وہ پان عالم غیب سے تھا۔ سلطان شمس الدین نے عرض کی کہ بندہ کون ہے؟ آپ کی بارگاہ کا ایک کتا ہے۔ آپ نے خواجہ صاحب رح سے مجھے روٹی دلائی۔ اور شیخ سعد الدین سے پان دلوایا۔ درویشوں کی نظر میں فقیر اور بادشاہ یکساں ہیں۔ مجھے تو روٹی مل گئی۔ اگر میرے سارے لشکر کو روٹی اور پان مل جائے تو اور بھی بہتر ہوگا۔

خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اپنے لشکر کو کہدے۔ کہ دونو ہاتھ آسمان کی طرف کریں بادشاہ نے آواز دی تو سارے لشکر نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے۔ خواجہ صاحب نے اپنے ہاتھ جھاڑ دیے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ پر دو دو روٹیاں رکھیں۔ اور قاضی صاحب نے حلوا دیا اور شیخ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کو پان دیا اور اس واسطے شیخ سعد الدین کو تنبولی کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے تنبول (پان) غیب سے سارے لشکر کو دیئے ✤

سلطان شمس الدین نے جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مریدوں کی بزرگی اور عظمت دیکھی۔ تو تاج شاہی سر سے اتار دیا۔ اور عرض کی کہ بندہ شمس الدین قاضی حمید الدین صاحب کا مرید ہونا چاہتا ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ حمید الدین کھلاڑی نہیں۔ کہ کھیل دکھائے اور لوگوں کو معتقد بنائے۔ اگر تجھے مجھ پر اعتقاد تھا۔ تو اس قدر آزمائش کی کیا ضرورت تھی۔ بادشاہ نے بہت عاجزی کی۔ کہ بندہ سے قصور ہو گیا ہے۔ آپ معاف فرمائیں۔ لیکن قاضی صاحب نے بادشاہ کو مرید نہ کیا۔ اور بادشاہ نے چھ مہینے تک خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں درویشوں کی خدمت کی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے آپ کو اپنا مرید بنا لیا ✤

اگر میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی عظمت و بزرگی لکھوں۔ تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوں۔ اس مختصر سے رسالے میں چند ایک باتیں اختصار کے طور پر لکھی گئی ہیں۔ تاکہ کتاب ضخیم نہ ہو جائے ✤

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ قطب مشائخ تھے۔ آپ کے زمانے میں تمام مشائخ کا اتفاق تھا۔ کہ خواجہ صاحب تمام مشائخ کے سردار ہیں۔ اور صاحب نعمت و کرامت ہیں ✤

منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ اور مشائخ کبار اور مشہور عالم موجود تھے۔ اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا۔ اور قوال یہ شعر گا رہے تھے ؎

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ شعر خواجہ صاحب کو بہت بھایا اور مست ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے نعرہ مارنا چاہا لیکن قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا۔ کیا آپ جہان کو جلانا چاہتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا تمام وجود جل گیا۔ اور بدن مبارک پر آبلے نکل آئے خواجہ صاحب چودھویں ربیع الاول دس بجے کے وقت جاں بحق ہوئے۔ اور اس دار فانی سے دار البقا میں کوچ کیا۔ اور اپنی جگہ شیخ بدر الدین غزنوی علیہ الرحمۃ کو بٹھایا۔ اور خلافت عطا فرمائی ✤

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وفات نامہ میں قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوموار کے روز چودھویں ماہ ربیع الاول ۶۳۵ھ ہجری کو وفات پائی۔ اور جب خواجہ صاحب کو دفن کیا گیا۔ تو قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک گھڑی کھڑے رہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ منکر اور نکیر دونو فرشتے آ کر بڑے ادب سے بیٹھ گئے ہیں۔ اور خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ اور تیرا پیغمبر کون ہے۔ اور تیرا قبلہ کون سا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں۔ کہ اتنے میں دو اور فرشتے آئے۔ اور خواجہ صاحب کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچا کر ایک کاغذ سبز سیاہی صاف لکھا ہوا دیا۔ اس کاغذ میں لکھا ہوا تھا۔ کہ اے قطب الدین! میں تجھ سے راضی ہوں اور میں نے تیری برکت سے امت محمدیؐ کے تمام گنہگاروں کی قبروں سے عذاب دور کر دیا ہے۔ اس واسطے کہ زندگی میں بہت سے آدمیوں نے تجھ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ مردے بھی تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور انہیں تیری قدر معلوم ہو۔ قاضی حمید الدین صاحب فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ دو اور فرشتے آئے ہیں۔ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ کا سلام پہنچا کر منکر اور نکیر کو کہتے ہیں۔ کہ بارگاہ الٰہی سے حکم ہوا ہے۔ کہ اے فرشتو! تم ہمارے قطب سے سوال نہ کرو۔ ہم نے خود اس سے سوال کر لئے ہیں۔ اور اس نے ہمارے سوالوں کا جواب دے دیا۔ تم جلدی واپس چلے آؤ۔ خواجہ قطب الدینؒ بڑے ہی اعلےٰ مرتبت کے مالک تھے۔ ہر شخص اس رتبے کے لائق نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت

خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست ہر دریا زر نیست ہر کانے

السرّ فی ذکر شیخ المشائخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

میں نے اپنے پیر و دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے کہ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ مشہور شیخ محرم اسرار عارف نیکوکار درویش شب بیدار اور اعلےٰ درجہ کے عالم تھے اور آپ نے بہت مشائخ کو دیکھا اور بے شمار درویشوں کی خدمت کی۔ جہاں پر آپ درویش کا نام سنتے۔ اسی کی پابوسی کے لئے حاضر ہوتے۔ کہتے ہیں کہ آپ پر دو تین مشائخ کی نگاہ لطف پڑی۔ جس درویش کے پاس آپ جاتے۔ وہی آپ پر لطف و کرم کرتا اور نعمت عطا فرماتا۔ لیکن آپ کسی کے مرید نہ ہوتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ دن رات پھرتے ہیں۔ اور اس قدر درویشوں کی خدمت میں جاتے ہیں۔ لیکن کسی کے مرید نہیں ہوتے۔ آپ سچ سچ بیان فرمائیں کہ اس میں کیا بھید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کرام اور مشائخ عظام تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک درویش کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ اے بدرالدین! تو اس درویش کا مرید ہو۔ اور وہ درویش جوان تھا۔ اور ابھی اسے خط آرہا تھا۔ اس کا نام خواجہ قطب الدین ہے۔ میں شہر بشہر پھرتا ہوں۔ جہاں کہیں درویش کا نام سنتا ہوں وہیں جاتا ہوں۔ اس لئے کہ شاید مجھے کوئی نشانی ملے۔ اور کہے کہ خواجہ قطب الدین فلاں محلے میں ہے۔ اور میں وہاں جا کر خواجہ قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اور مرید ہو جاؤں۔ مجھے آج تک کسی شخص نے نہیں بتایا۔ کہ خواجہ قطب الدین کہاں رہتے ہیں۔ غیب سے آواز آئی کہ بدرالدین تیرا پیر قطب الدین دہلی میں ہے۔ اور قاضی حمید الدین ناگوری اس کا یار ہے۔ اس روز شیخ بدرالدین کی عمر ستر سال کی تھی اور آپ غزنوی میں رہا کرتے تھے۔ جب غیبی آواز سنی۔ تو سفر اختیار کیا اور دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ دہلی آئے تو پوچھا کہ خواجہ قطب الدین کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کہ خواجہ قطب الدین صاحب تو مشہور درویش ہیں۔ اور خواجہ صاحب اور قاضی حمید الدین صاحب ایک ہی جگہ اکٹھے رہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ آیا یہ دونو صاحب جوان ہیں یا بوڑھے۔ لوگوں نے کہا کہ قاضی حمید الدین صاحب تو ایک سو تیس سال کے ہیں۔ اور خواجہ قطب الدین ابھی جوان ہیں۔ اور خط کا آغاز ہے۔ غالباً سترہ سال کی عمر ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خواجہ صاحب کے گھر کا پتہ بتاؤ۔ لوگ آپ کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے۔ جب آپ خواجہ صاحب کی خانقاہ میں آئے تو خواجہ صاحب سماع میں تھے۔ جب آپ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روئے مبارک دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے چہرے کا نور آسمان سے گذر رہا ہے۔ اور تمام صوفی اور مشائخ رو رہے ہیں۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ اہل سماع تھے۔ جو آپ کی صحبت پاک میں جاتا وہ بھی اہل سماع ہو جاتا ✚

شیخ بدرالدین صاحب علیہ الرحمۃ کو بھی سماع ہوا۔ اور خواجہ صاحب کی نگاہ آپ پر پڑی۔ پہلے ہی آپ اہل ذوق تھے۔ اب اور زیادہ ہو گئے۔ اور آپ کو تواجد ہوا۔ جب تواجد سے فارغ ہوئے۔ تو سر زمین پر رکھ دیا۔ اور عرض کی کہ بندہ بدرالدین آپ کا مرید ہونا چاہتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بدرالدین! تو میرا مرید اسی رات سے ہو گیا تھا۔ جس رات تو نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھے میرے سپرد کیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ اسے مرید بنا لے۔ میں نے اسی رات تجھے اللہ تعالےٰ کے روبرو تجھے مرید کر لیا تھا۔ اور بارگاہ الہٰی میں میں نے عرض کی تھی۔ کہ بدرالدین غزنوی کو قبول کر۔ بارگاہ الہٰی سے حکم ہوا تھا۔ کہ اے قطب الدین ہم نے تیری دعا قبول کر لی ہے۔ ہم نے بدرالدین غزنوی کو قبول کر لیا ہے اور اپنا دوست بنا لیا ہے۔ اور اپنی بارگاہ کا مقبول بنا لیا ہے۔ اور اسے مشائخ کبار سے کر دیا ہے اور تیرا جانشین بنایا ہے یہ سن کر شیخ بدرالدین خوش ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ جو آپ فرماتے ہیں بجا ہے لیکن دست بیعت کریں۔ اور چہار ترکی کلاہ سر پر رکھیں۔ اور خواجگان چشت کی۔

رسم آپ بجالائیں۔ خواجہ قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بدر الدین علیہ الرحمۃ کو کلاہ عنایت فرمائی اور بیعت کرکے فرمایا۔ کہ اے بدر الدین! آسمان کی طرف دیکھ۔ دیکھا تو آپ کی نگاہ عرش وکرسی تک پہنچی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ شیخ بدر الدین تو نے کچھ دیکھا۔ آپ نے عرض کی میں نے عرش اور کرسی کو دیکھا ہے۔ پھر حکم ہوا کہ ہمارے بیٹے تو کس کا مرید ہے؟ تو آسمان کی طرف دیکھ کر لوح محفوظ میں کیا لکھا ہوا ہے۔ شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا۔ تو عرض کی کہ وہاں پر ہم نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ میں آپ کا مرید ہوں۔ پھر خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ زمین کی طرف دیکھ۔ جب آپ نے زمین کی طرف دیکھا۔ تو آپ کی نظر تحت الثریٰ تک پڑی۔

جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے بدر الدین تو میرا فرزند ہے۔ اور میرا مرید ہے۔ تجھے لازم ہے کہ ہمارے پیروں کی پیروی کرے۔ اور فقر وفاقہ کو اختیار کرے اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانے۔ اور اہل دنیا سے نشست وبرخاست نہ کرے۔ اور ہر دار دنیا سے باز رہے۔ اور گودڑی جو انبیاء اور اولیاء کی پوشش ہے اسے تو پہنے اور دن رات یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ اور اللہ تعالٰے کے دوستوں سے محبت کرے۔ اور دولت مندوں کی نسبت درویشوں کی زیادہ عزت وحرمت کرے اور فقرا کے ہاتھ تو خود اپنے ہاتھ سے دھوئے کیونکہ فقیر خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست ہوتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالٰے کے دوستوں کی عزت کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے اس کی مشکلات حل کرتا ہے۔ آپ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتوں کو قبول کیا۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بدر الدینؒ کو خدمت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے بدر الدین! میں خادموں کا خادم ہوں۔ جو خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے۔ آپ کو خانقاہ کی امامت دی گئی۔ جب تک خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے۔ شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ امامت کرتے رہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بڑی الفت کیا کرتے تھے۔ شیخ صاحب کی عمر ستر سال کی تھی۔ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی جوان تھے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا چہرہ دیکھنے

فرماتے کہ یہ میرا نام روشن کرے گا۔ اور اس مرد کے فرزند کامل درویش اور عارف ہونگے۔ شیخ ضیاء الدین مرید غیب کا بھانجا شیخ امام الدین ابدال خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا۔ خواجہ صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر شیخ بدر الدین علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ اے بدر الدین! تو امام الدین کو مرید کر لے کیونکہ تیرے مرید بھی میرے ہی فرزند ہیں۔ جو تیرا مرید ہوگا۔ وہ اہل نعمت ہو جائے گا۔ شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ کو مرید کر لیا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سماع تھے۔ آپ سماع سنتے تو آپ کا چہرہ مبارک منور ہو جاتا۔ اور آپ کے چہرے کی روشنی حاضرین مجلس کو صاف صاف دکھائی دیتی کہ زمین سے لے کر آسمان تک پہنچ گئی ہے۔ جو آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ وہ بھی اہل سماع ہو جاتا۔ اور اللہ تعالٰے کا محرم اسرار بن جاتا۔ اور صاحب نعمت اور کرامت ہو جاتا۔ آپ کلام ربانی کے حافظ تھے۔ آپ ایک ختم دن کو اور ایک ختم رات کو کرتے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ امام الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز کے بعد سر بسجود ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے۔ کہ اے پروردگار امت محمدیؐ کے گنہگاروں کو بخش۔ آواز آئی کہ اے بدر الدین غزنوی! سر سجدہ سے اٹھا لے میں نے تیری خاطر امت محمدیؐ کے دس ہزار گنہگار بخشے۔ بعد ازاں آپ سجدہ سے سر اٹھاتے۔ اور ہر رات آپ کو بارگاہ الٰہی سے یہ انعام اور بخشش حاصل ہوتی۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ بدر الدین غزنوی علیہ رحمۃ کی مجلس پاک میں مشائخ کبار حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً شیخ فرید الدین شکر گنج جو قطب عالم خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید مبارک غزنوی۔ شیخ ضیاء الدینؒ مرید غیب۔ اور مولانا محمد جاجرمی علیہم الرحمۃ والرضوان ان میں سے ہر ایک صاحب نعمت اور اہل کرامت تھا۔ اور ہر ایک کی نظر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک

پہنچی تھی۔ اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ تھے۔ اور دہلی میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جانشین تھے۔ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی خرقہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سفر قیامت کے وقت حاضرین مجلس کے روبرو شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا۔ کہ اے بدرالدین! جو ہم نے نعمت اپنے پیر سے حاصل کی تھی۔ وہ تجھے عنایت کی۔ اور اللہ تعالےٰ سے التماس کی ہے کہ تو میرا محبوب بنے ٭

منقول ہے کہ شیخ بدرالدین ظاہرا کرامت رکھتے تھے۔ آپ کے عہد میں ایک مرتبہ دہلی میں بارش کی بہت قلت ہوئی۔ سلطان شمس الدین نے عرض کی کہ یا شیخ آپ خواجہ قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قائم مقام ہیں۔ آپ دعا کریں کہ بارش ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک بدرالدین زندہ ہے۔ کبھی دہلی میں قحط نہیں پڑے گا۔ اور نہ ہی بارش کی کمی رہے گی۔ جونہی کہ شیخ صاحب نے یہ فرمایا۔ فوراً بارش شروع ہو گئی ٭

منقول ہے کہ ایک روز علی الصبح سات قلندر آئے۔ اور انہوں نے عرض کی کہ یا مخدوم! رات تو ہم نے فاقے سے تڑپ تڑپ کر بسر کی ہے۔ اور ہم بھوکے اور پیاسے ہیں۔ ہمیں آپ کھانا دیں تاکہ ہم کھائیں۔ اور راستے کا خرچ عنایت فرمائیں تاکہ ہم روانہ ہوں۔ آپ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں۔ ہم جب کبھی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ تو بغیر خرچ لئے نہیں جایا کرتے تھے ٭

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائیو! تھوڑی دیر بیٹھو۔ بندہ خود آپ کی خدمت بجا لائے گا۔ قلندر یہ سن کر خوش ہوئے۔ اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اترے۔ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ دن نکلنے تک یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر آپ نے اشراق کی نماز ادا کی۔ قلندروں نے شور مچا دیا۔ کہ یا شیخ دل کا مرتبہ نفلی نمازوں سے اعلیٰ ہے۔ پہلے دلوں کی تسلی کر لو۔ ہمیں کھانا پانی دیجئے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ نے خادم کو فرمایا کہ کھانا لاؤ۔ خادم نے عرض کی۔ کہ ابھی تو باورچی خانے میں آگ تک نہیں جلائی۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قلندر بھوکے ہیں۔ اور ان کا

دل خراب ہے۔ جلدی کوئی چیز لاؤ۔ قلندر فریاد کر اٹھے۔ کہ یا شیخ! آپ کھانا جلدی نہیں دیتے اور ہمارا دل خوش نہیں کرتے اگر ایسا نہ کرو گے تو ہم اپنا سر پھوڑ لیں گے۔ اور اپنا خرقہ جلا دیں گے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بھائیو تم اپنے تئیں گنو۔ کہ تم کتنے ہو۔ شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار سو ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ قطار در قطار ہو کر بیٹھ جاؤ۔ آج میں خود تمہاری خدمت بجا لاؤں گا۔ تمام صف بصف آراستہ ہو کر بیٹھ گئے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور سجدے میں جا کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! تیرے بندے آج میرے مہمان ہوئے ہیں۔ تو مجھے ان کے روبرو سرخروئی عطا کرنا۔ آواز آئی کہ اے بدرالدین! خاطر جمع رکھ۔ کہ میں تیرے لئے کندوری بھیجوں گا۔ ایک گھڑی بعد سلطان شمس الدین نے بے شمار طعام بھیجا اور کہلا بھیجا کہ قطب عالم خواجہ قطب الدین کی نذر خرچ کرو۔ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک قلندر کے روبرو تین آدمیوں کے کھانے کے برابر طعام رکھا۔ جب قلندر کھانا کھا چکے تو سب غوغا کر اٹھے۔ اور کہنے لگے کہ یا شیخ ہم نے کھانا تو کھا لیا ہے۔ اب راہ کا خرچ چاہیے۔ تاکہ ہم خوش و خرم واپس جائیں۔ شیخ بدرالدین علیہ الرحمۃ نے مراقبہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ اے قلندرو! تم سلطان شمس الدین کے حوض پر جا کر وضو کرو۔ اور دعا کرو کہ اے پروردگار! ہمیں بدرالدین غزنوی خرچ دلاتا ہے۔ تو خرچ دے۔ چونکہ قلندروں کو معلوم تھا۔ کہ شیخ بدرالدین اہل کشف و کرامت ہے۔ اس لئے شیخ علیہ الرحمۃ کی بات مان کر فوراً حوض پر چلے گئے۔ اور وضو کر کے دعا کرنے لگے۔ کہ پروردگار! بدرالدین غزنوی نے ہمیں خرچ دلایا ہے۔ وہ حوض جنبش کرنے لگا۔ اور سونے چاندی کی اشرفیوں کی تھیلیاں نمودار ہوئیں۔ آواز آئی۔ کہ اے میرے بندو! لیلو۔ اور بطور خرچ راہ اپنے استعمال میں لاؤ۔ ہر ایک قلندر نے قریباً ہزار ہزار اشرفی اٹھالی۔ پھر پانی ٹھہر گیا۔ اور قلندر چلا گیا۔ اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدرالدین نے کبھی اللہ تعالےٰ سے سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کچھ طلب نہیں کیا۔ مگر آج تمہاری خاطر تمہارا خرچ مانگا ہے۔ قلندروں نے جب یہ بات سنی۔ تو سب قلندری سے باز آئے۔ اور توبہ کی۔ اور لوہا اور جھنڈا اپنے وجود سے اتار پھینکا۔

اور شیخ صاحب کی خانقاہ میں مشغول ہوئے۔ اور ہر ایک ولی اور صاحب کشف و کرامات اور اہل مجاہدہ و ریاضت و درویش بن گیا ✦

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ کو سیر اور طیر (اڑنا) حاصل تھی۔ ہر جمعرات آپ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ میں جا کر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتے۔ جو آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ اہل نعمت ہو جاتا ✦

منقول ہے کہ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ ایک راستے جا رہے تھے۔ جب آپ پرتھی راج یا رائے پتھورا کے محل کے قریب پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں پر چند ایک بت پرست بیٹھے بتوں کی پرستش کر رہے ہیں۔ کافروں نے کہا۔ کہ یا شیخ تم ہمارے پیروں کی زیارت کرتے ہو۔ اور ہماری طرف کیوں دیکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ تم پیدا تو اللہ تعالےٰ کے کئے ہوئے ہو۔ اور پرستش غیر کی کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ تمام پوشیدہ اور چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور قیامت کے دن تم اسے کیا جواب دو گے۔ تمام کافر نرم دل ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ یا شیخ ہمیں مسلمانی دین کی تلقین فرمائیں۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کو دین اسلام کی تلقین فرمائی۔ وہ نیک بخت اور صاحب دولت سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ کی کتابوں۔ فرشتوں اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور سب کے سب اہل اللہ ولی اللہ اور نامور درویش ہو گئے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی نظر اکسیر نعمت ہو گئی۔ جس کی طرف نگاہ ڈالتے وہی خدا رسیدہ ہو جاتا ✦

منقول ہے کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو جب جہان فانی سے سفر پیش آیا۔ تو دردولت خانہ گودڑی شیخ ضیاء الدین مرید غیب کے بھتیجے شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ کو پہنائی۔ اور شیخ امام الدین کا ہاتھ پکڑ کر اور رو بقبلہ کھڑے ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے پروردگار! تو امام الدین کو قبول کر۔ اور اسے درویشی کا مرتبہ عنایت کر۔ جونہی آپ نے یہ عرض کی۔ فوراً غیب سے آواز آئی۔ کہ اے بدرالدین امام الدین ہمارا دوست ہے۔ ہم نے اسے اپنا دوست اور مشائخ کا سردار

بنایا۔ بعد ازاں شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امام الدین! ہم نے تجھے قرب الٰہی تک پہنچایا۔ تو میرا جانشین بن۔ تیرے دم سے میرا اور میرے پیروں کا چراغ روشن ہو گا۔ جو تیرا مرید ہو گا۔ وہ بھی ولی اللہ ہو جانے گا۔ پھر شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے نیا وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور دیر تک سجدے میں رہ کر سر اٹھایا۔ اور شیخ امام الدین ابدال کو بغل میں لیا۔ اور فرمایا کہ۔ میں تو اب اس جہان سے سفر کرتا ہوں۔ کیونکہ انبیا و مشائخ چشت اور تمام مومنوں کی ارواح حاضر ہیں اور مجھے طلب کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں کہ بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور حوریں تمہاری خاطر بن ٹھن کر تیار ہیں۔ لیکن بے چارہ عاشق ہو جلال ذوالجلال کا مشتاق ہے۔ وہ حوروں کو کیا کرے۔ ہم تو دیدار الٰہی کے عاشق ہیں۔ اور ہم نے اللہ تعالےٰ کی پرستش محض اللہ تعالےٰ کی خاطر ہی کی ہے۔ ہم اسی کو طلب کرتے ہیں۔ ہمیں حور و قصور اور بہشت کی پرواہ نہیں۔ غیب سے آواز آئی کہ اے بدرالدین! خاطر جمع رکھ۔ جو تیرا مطلوب ہے۔ وہ ہم تجھے دیں گے اور جو تیرا مقصود ہے۔ وہ تجھے دکھلائیں گے۔ اور یہ غیبی آواز بعض حاضرین مجلس نے بھی سنی ✦

بعد ازاں شیخ بدرالدین علیہ الرحمۃ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا۔ جان اللہ تعالےٰ کے سپرد کی۔ آپ کو نہایت اعلےٰ درجے کی عظمت اور بزرگی اور عزت و حرمت حاصل تھی۔ ہر شخص اس مرتبے اور عزت و حرمت کے لائق نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
ور نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السیر فی ذکر شیخ المشائخ شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ اہل کرامت و نعمت اور صاحب مجاہدہ اور ریاضت تھے۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے منظور نظر تھے۔ اور آپ نے قاضی حمید الدین ناگوری۔ قاضی سعد۔ قاضی عماد۔ اور شیخ محمود موری کو دیکھا تھا۔

اور شیخ فریدالدین گنج شکر کے ہم صحبت تھے۔ اور اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ جس پر آپ کی نگاہ پڑتی۔ وہ کامل درویش اور اہل اللہ ہوجاتا۔ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے گئے تھے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو شیخ بدرالدین ابدال علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ اے بدرالدین! تو امام الدین کو اپنا مرید بنالے۔ جو تیرا مرید ہے وہ ہمارا ہی مرید ہے۔ اور یہ کہ امام الدین نیک بخت ہے۔ وہ تیرا جانشین ہوگا۔ امام الدین کے مرید سب میرے ہی مرید ہیں۔ ان میں سے ہر ایک عارف اور عاشق ہوگا۔ جب تک اس کے مرید بہشت میں داخل ہو لیں گے۔ میں ہرگز بہشت میں پاؤں نہیں رکھوں گا۔

بعد ازاں شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے بموجب آپ کے سر پر کلاہ رکھی۔ اور اپنا مرید بنالیا۔ اور تھوڑے عرصے بعد خلافت بھی دی۔ اور رحلت کے وقت اپنی جگہ بٹھایا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ امام الدین علیہ الرحمۃ کی عمر تین سو سال کی تھی۔ سنہ ۶۳۰ ہجری میں آپ شیخ بدرالدین علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے تھے۔ اور سنہ ۹۲۶ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ آپ بزرگ شیخ تھے۔ پانی پتی اور شرف الدین پانی پتی اور دوسرے مشائخ سماع سنا کرتے تھے۔ آپ سماع کے وقت نعرہ مار کر حلقہ سماع سے غائب ہوجاتے۔ ظاہر میں آپ کو آپ کے فرزند شیخ شہاب الدین عاشق کے سوا اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اپنے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین عاشق کو آپ کی ملاقات میسر ہوتی۔ اس فقیر پیر دستگیر ہفتے کے روز باہر نکلتے۔ اور کسی باغ یا جنگل میں جاکر یادِ الٰہی میں مشغول ہوتے اور کبھی کبھی شیخ امام الدین علیہ الرحمۃ وہاں پر آموجود ہوتے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ شیخ امام الدین علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ کہ آپ کہاں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابدالوں کا سردار مقرر ہوا ہوں۔ میں انہیں میں رہتا ہوں۔ جہاں پر اللہ تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے۔ میں وہاں حاضر رہتا ہوں۔ اور جس کام کا مجھے حکم ہوتا ہے۔ بجا لاتا ہوں۔ میں مشرق سے مغرب تک ایک

گھڑی میں سیر کر آتا ہوں۔ شیخ امام الدین ابدال علیہ الرحمۃ نے ایک کام بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے بغیر نہیں کیا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں رہا کرتے تھے۔ تمام مشائخ اس بات پر متفق تھے۔ کہ آپ بانعمت شیخ ہیں۔ جب شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سماع سننا چاہتے تو آپ کو حکم دیتے کہ آپ حاضر ہوں۔ جب شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سماع سنتے اور جس وقت شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سماع ہوتا۔ تو آپ بے خود ہوجاتے کبھی روتے اور کبھی آپ کی آنکھوں کا پانی خشک ہوجاتا۔ اور آپ کے وجود مبارک میں خون کا نام تک نہ رہتا۔ اور آپ کا چہرہ اس قدر منور ہوجاتا۔ کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتیں۔ جو مریض آپ کی مجلس سماع میں حاضر ہوتا۔ وہ اسی وقت صحت پاتا۔ اور جو آپ کا منظور نظر ہوتا۔ وہ اہل اللہ بن جاتا۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کعبے کے سفر کو جارہے تھے۔ کہ ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں پر سب بے دولت۔ بت پرست اور یہودی رہتے تھے۔ اور اگر وہاں کوئی مسلمان جا نکلتا۔ تو اسی وقت اسے آگ میں ڈال دیتے تھے۔ شیخ صاحب علیہ الرحمۃ یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب کافروں کو آپ کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے آگ جلائی۔ تاکہ شیخ صاحب کو اس میں ڈال کر جلادیں۔ جب وہ آپ کے پکڑنے کے لئے آئے تو آپ اس وقت یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے آپ کو یادِ الٰہی میں مشغول دیکھا۔ تو کچھ دیر ٹھہر گئے۔ تاکہ آپ یادِ الٰہی سے فارغ ہولیں۔ کافروں نے کہا۔ کہ یا شیخ کیا تو نے نہیں سنا۔ کہ اس شہر میں مسلمان کو جلا دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمان کو کون جلا سکتا ہے۔ اور کس کی مجال ہے کہ مسلمان کو جلا سکے۔ آپ نے جب گھور کر ان کی طرف دیکھا۔ تو ہر ایک کے کپڑوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ جو آپ کو پکڑنے کے لئے آئے تھے۔ سب جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان ہے۔ آگ اسے جلا نہیں سکتی۔ ہزاروں کافر مسلمان ہوگئے۔ اور ایمان لائے۔ تاکہ انہیں بھی آگ تکلیف نہ دے سکے۔

شہر بھر نے آپ کی برکت سے اسلام قبول کیا۔ اور سب کے سب ولی اللہ۔ اہل اللہ صاحب کشف وکرامت اور اہل مجاہدہ اور ریاضت ہوگئے ؎

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ شیخ امام الدین ابدال علیہ الرحمۃ ایک ایسے جہاز میں سوار ہوئے جس میں خلقت کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی۔ اور جہاز بحیرہ قلزم میں جا پڑا۔ جہاز کے کپتان نے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ کہ اب ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اے بھائیو! توبہ استغفار پڑھو۔ شیخ صاحب نے کپتان کو فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالےٰ جہاز بسلامت عمدہ موقع پر پہنچ جائے گا۔ جہاز میں جو لوگ سوار تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ ہوا مشرق کے مخالف چل رہی ہے۔ اور جہاز مغرب کی طرف چلنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ایک محفوظ مقام پر پہنچ گیا۔ اور تمام لوگ مصیبت اور آفت سے بچ گئے ؎

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ شیخ امام الدین ابدال علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ اور بے شمار خلقت آپ کے ہمراہ تھی۔ چلتے چلتے ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں پانی نہ تھا۔ اور کافر دل والے دیوں نے کنوؤں کو بند کر دیا تھا۔ لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی۔ جب کنوؤں کو بند دیکھا۔ تو کچھ پہلے ہی پیاسے تھے۔ اب اور بھی پیاسے ہوگئے۔ اور فریاد کر اٹھے کہ اے پروردگار! ہم مارے پیاس کے ہلاک ہو رہے ہیں۔ ہمیں پانی عطا کر۔ جب آپ کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا کہ اے بھائیو! اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ تمہیں پانی دے گا۔ خاطر جمع رکھو۔ لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور آہ و زاری کرنے لگے۔ کہ یا شیخ! ہم کمزور ہیں۔ پیاس برداشت نہیں کر سکتے۔ اور ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے آپ دعا مانگیں۔ کہ ہمیں پانی مل جائے آپ نے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار! تیرے بندے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ اور مجھ سے دعا کی التماس کرتے ہیں اور میں تیری بارگاہ میں التماس کرتا ہوں۔ تو آسمان سے پانی بھیج تاکہ تیرے بندے پیٹ بھر کر

پانی پئیں۔ اور راستہ میں بھی انہیں پانی ملے۔ جونہی کہ آپ نے یہ عرض کی۔ فوراً مینہ برسنے لگا۔ ہر ایک نے جی بھر کر پیا۔ اور اس سال تمام حوض پانی سے پر ہوگئے۔ جب حاضرین مجلس اور اہل صحبت نے آپ کی عظمت و بزرگی دیکھی۔ تو سب کے سب دنیا سے کنارہ کش ہوگئے۔ اور سب نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے واپس آئے۔ تو سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہوگئے ؎

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ امام الدین ابدال علیہ الرحمۃ اہل مجاہدہ اور مشاہدہ تھے۔ آپ سات روز بعد افطار کرتے۔ اور فقیروں اور غریبوں کو عزیز جانتے۔ اور ہمیشہ گدڑی پہنا کرتے تھے۔ اور آپ کبھی کسی اہل دنیا کے گھر نہیں گئے۔ اور نہ ہی کبھی ان سے نشست و برخاست کی۔ اگر کوئی فقیر یا غریب آپ کے گھر آتا۔ تو آپ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے۔ جو کچھ آپ کے گھر آتا۔ وہ فقیروں کے سامنے لا رکھتے۔ اور اگر کچھ نہ ہوتا۔ تو اپنا مصلےٰ گروی رکھ کر فقیر کو کھانا کھلاتے۔ اور کوئی فقیر آپ کے دروازے سے خالی نہ جاتا۔ اور آپ فقیروں کی اس قدر تعظیم و تکریم بجا لاتے کہ جس کی کوئی حد و حساب نہیں۔ بارہا آپ فقیروں کی جوتیاں سیدھی کرتے۔ اور فقیروں کے ہاتھ خود دھلاتے۔ اور ان کی خدمت بذات خود بجا لاتے۔ اور فقیروں کو دولت مندوں سے اعلےٰ جانتے۔ جب کبھی فقیر اور دولت مند دونوں آپ کی مجلس میں موجود ہوتے تو اپنی داہنی طرف فقیر کو جگہ دیتے۔ اور اسی سے ہمکلام ہوتے۔ جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جو صاحب سر ہوتا ہے۔ وہ فقیر کی بہت تعظیم کرتا ہے۔ اس واسطے کہ فقیر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست ہوتے ہیں۔ جو خدا اور خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔ وہ فقیروں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کی تعظیم کرتا ہے ؎

پیر دستگیر قطب الاولیا شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ امام الدین ابدال اللہ تعالےٰ کا بہت ذکر کیا کرتے تھے۔ اور جب آپ ذکر کرتے تو آپ کو دلی حضور اس قدر ہوتا۔ کہ آپ کو کسی قسم کی خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ کا ذکر

ہے کہ آپ گرمی کے موسم میں جب کہ ہوا سخت گرم چل رہی تھی۔ گھر کے اندر بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ ہمسائے کے گھر سے آگ اٹھی۔ اور آپ کے گھر میں لگی۔ جس سے سارا گھر جل گیا۔ لیکن آپ اسی طرح یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ جب آگ بجھ گئی۔ تو شیخ صاحب نے دیکھا کہ سارا گھر جل گیا ہے۔ پوچھا کہ ہمارا گھر کیونکر جلا۔ جب سبب بتایا گیا۔ تو فرمایا کہ واللہ ذکرِ الٰہی میں امام الدین کو ایسا ذوق حاصل ہوا تھا۔ کہ اگر اس وقت امام الدین بھی جل جاتا۔ تو اسے خبر نہ ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے عاشق بھی عجب قسم کے لوگ ہیں۔ کہ لقائے الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ نہ انہیں بہشت کی طمع نہ دوزخ کا ڈر۔ یہ صرف جمالِ الٰہی کے مشتاق ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کیسے عالی ہمت لعد اہل حرمت ہوتے ہیں۔ ہر شخص اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اس رستے چل سکتا ہے۔ اس واسطے کہ عشق کی راہ صاحب اسرار کی راہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے اسرار کے لائق نالائق اور لالچی نہیں ہوتا۔ وہ نیک بخت خوش وقت ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل بنود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

السر فی ذکر شیخ المشائخ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی پسر و خلیفہ شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ

ہم نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ کی زبان گوہر فشاں سے سنا۔ کہ شیخ شہاب الدین عاشق بزرگوار شیخ محرمِ اسرار۔ عاشق بیقرار اور شب زندہ دار درویش تھے۔ عشق میں آپ ایسے ثابت قدم تھے۔ کہ جو درویش آپ کو دیکھتا۔ وہی اپنی کلاہ زمین پر رکھ دیتا۔ اور کہتا کہ اگر کوئی درویش ہے۔ تو شیخ شہاب الدین عاشق ہے۔ آپ جوانی سے لے کر بڑھاپے تک کبھی دنیا کے نزدیک نہیں بھٹکے۔ اور نہ اہل دنیا سے محبت کی۔ اور اللہ تعالےٰ سے سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کچھ نہیں طلب کیا۔ اور ہمیشہ شراب محبت کے متوالے مست

اور مدہوش رہے۔ آپ صاحب مجاہدہ مشاہدہ اور اسرارِ الٰہی کے واقف تھے۔ جو بات آپ کسی کے حق میں فرماتے یا دعا کرتے فوراً قبول ہو جاتی۔ جو آپ کا منظورِ نظر ہوتا۔ وہ قربِ الٰہی کے مرتبے کو پہنچ جاتا۔ اور اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے لگتا۔ اور غیب سے آواز سنا کرتا۔ اور دنیا سے اس کا دل سرد ہو جاتا۔ اور عارف کامل اور عاشق ہو جاتا ❖

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ امام الدین ابدال علیہ الرحمۃ شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار تھے۔ اور جب شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے بموجب غیبی فرشتے نے آواز دی۔ کہ اے امام الدین! ہم نے تجھے ابدالوں کا سردار مقرر کیا۔ تو ابدالوں میں آجا۔ تو شیخ صاحب نے التماس کی کہ اے پروردگار! مجھے مہلت دے کہ میں اپنا کسی کو جانشین کر لوں۔ اور اپنے پیروں کا سجادہ اور گودڑی اس کے سپرد کر دوں۔ آواز آئی کہ اے امام الدین! ہم نے تجھے مہلت دی۔ کہ تو کسی کو اپنا قائمقام بنا لے۔ پھر ابدالوں میں چلے جانا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے التماس کی کہ اے پروردگار مجھے اولادِ نرینہ عنایت کر تاکہ میں اپنے فرزند کو اپنا جانشین بناؤں۔ اور اپنے پیروں کا خرقہ اسے پہناؤں آواز آئی کہ اے امام الدین! ہم نے تجھے فرزند نرینہ عطا کیا۔ جو عاشق اور عارف ہوگا۔ اور ہمیشہ ہماری یاد میں مشغول رہے گا۔ اور اس کا نام شہاب الدین عاشق ہوگا۔ شیخ صاحب کے ہاں ان دنوں کوئی فرزند نرینہ نہ تھا۔ اسی رات فضلِ الٰہی سے آپ کی پیٹھ سے ایک فرزند ماں کے رحم میں داخل ہوا۔ اسی رات شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہمارے گھر میں چاند اتر آیا ہے۔ اور اس چاند کے گرد گرد تمام سیارے ہیں۔ جب آپ بیدار ہوئے۔ تو اس خواب کی خود ہی یہ تعبیر کی۔ کہ ہمارے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ جو چاند کی طرح ہے۔ اور دوسرے درویش اس کے مقابلے میں ستارے ہیں۔ جب آپ یہ تعبیر کر چکے۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام آئے۔ اور فرمایا کہ اے امام الدین! تجھے خوشخبری ہو۔ کہ تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام شہاب الدین عاشق رکھنا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ کہ میرے ہاں ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ خواجہ خضر علیہ السلام

نے فرمایا کہ میں ایک پہاڑ میں مشغول تھا کہ وہاں ابدال آموجود ہوئے۔ اور آپس میں بات کرنے لگے کہ شیخ امام الدین ہمارا سردار ہے۔ وہ ہم میں آجائے گا۔ آج رات ایک فرزند نرینہ اس کی پیٹھ سے ماں کے شکم میں آیا ہے۔ اور اس فرزند کا نام اللہ تعالےٰ نے شہاب الدین عاشق رکھا ہے۔ جب وہ لڑکا پندرہ سال کا ہوگا۔ تو درویشی خرقہ پہنے گا۔ اور اپنے والد کا جانشین بنے گا۔ اور پھر شیخ امام الدین رحمتہ اللہ علیہ ہم میں آملیں گے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ تمہیں کس طرح معلوم ہے کہ آج رات وہ لڑکا شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی پیٹھ سے ماں کے رحم میں داخل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم غیب نہیں کہتے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ شہاب الدین کی والدہ کا بیان ہے کہ جب شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے رحم میں چار مہینے کے ہوئے تو میرے شکم میں شیخ صاحب نماز کے پانچوں وقت جنبش کرتے تھے۔ اور میرے شکم سے ہو ہو کی آواز آتی تھی۔ جو عورتیں مجلس میں حاضر ہوتیں۔ وہ بھی اس آواز کو صاف سنتیں۔ اور جب شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ تو اس قدر روئے۔ کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ تو آپ کے والد کو خبر دی گئی کہ بچہ اس قدر روتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ تو آپ کے والد نے آکر دیکھا۔ تو واقعی آپ رو رہے تھے۔ آپ کے کان میں انہوں نے سات مرتبہ اللہ اللہ کہا۔ اس سے اور بھی زیادہ رونا شروع کیا۔ اتنے میں خواجہ خضر علیہ السلام آئے۔ اور شیخ شہاب الدین کو گود میں لیا۔ اور آپ کے دائیں کان میں یہ کہا۔ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" اور بائیں کان میں یہ کہا کہ "قال علیہ السلام روحی اللہ تعالےٰ موسیٰ بن عمران یا موسیٰ انا اقرب الیک من بیاض العین وسواده" اور پیشانی پہ یہ لکھا "فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" بعد ازاں شیخ شہاب الدین کا رونا تھما۔ اور اسی وقت مسکرائے۔ جب اس کا بھید پوچھا گیا۔ تو خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ بچہ عاشق ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے دیدار کا طالب ہے اور دیدار طلب کرتا ہے۔ یہ نزدیک سے دور جا پڑا ہے۔ عالم علوی میں اس کا مقام تھا۔ اور اب مقام سفلی میں آگیا ہے۔ اس واسطے روتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اگر جمال دکھاؤ گے۔ تو مجھے آرام و قرار ہوگا۔ ورنہ میں مر جاؤں گا۔ اس لئے جب میں نے کلام ربانی کی آیت اسے پڑھ کر سنائی۔ اور حدیث سے اس کی گواہی دی۔ اور فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کی خوشخبری سنائی۔ تو اسے قرار حاصل ہوا۔ اس وقت وہ اس بات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ جو میں نے اسے کہا چونکہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا معاینہ کر رہا ہے۔ اس لئے مسکراتا ہے۔

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ چار سال چار ماہ اور چار دن کے ہوئے۔ تو شیخ امام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مکتب بٹھایا۔ استاد نے تختی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر شیخ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دی۔ اور کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ جونہی کہ آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ آپ رونے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ استاد حیران رہ گیا کہ بچے کو کیا ہوا۔ آپ کے والد آپ کو گود میں اٹھا کر گھر لے آئے۔ اور آپ کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ جب آپ ہوش میں آئے۔ تو آپ سے پوچھا کہ جب تو نے بسم اللہ پڑھی تھی۔ تو بیہوش کیوں ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بسم اللہ کی ب میں اسرار کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اگر میں بیان کروں۔ تو ساری عمر میں بھی ختم نہ ہو۔ اور اگر لکھوں۔ تو ٹھیک ٹھیک نہیں لکھا جا سکتا۔ لیکن ہاں مختصر میں اس کا ایک شمہ بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ پہلے نبیوں کی کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ سب قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور جو کچھ قرآن مجید میں ہے۔ وہ سب بسم اللہ میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے۔ وہ بسم اللہ کی ب میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ کی ب میں ہے۔ وہ سب کچھ ب کے نقطے میں ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی تعلیم کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ شیخ امام الدین علیہ الرحمتہ نے پوچھا کہ شہاب الدین بابا تو کب اسرار الٰہی سے واقف ہوا۔ آپ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار! میں ابھی ماں کے شکم میں ہی تھا۔ تو مجھے کہہ دیا گیا تھا۔ کہ اے شہاب الدین! تو ہمارا دوست ہے۔ اور ہم تیرے دوست ہیں۔ یہ سن کر

شیخ امام الدین خوش ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے۔ شیخ شہاب الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن شریف یاد ہو گیا۔ اور آپ ہر روز ایک ختم قرآن شریف کا
کرتے۔ اور ساری رات بیدار رہ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ چار سال کی عمر سے لے
کر آخری عمر تک آپ رات کو نہیں سوئے۔ اور سات سال کی عمر سے آپ نے روزہ
اپنے آپ پر لازم کر لیا۔ اگرچہ شرعاً ابھی ان پر لازم نہ تھا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ
کی محبت آپ کے دل میں تھی۔ اس واسطے آپ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور نماز ادا
کیا کرتے تھے۔ اور رات کو جاگا کرتے تھے۔ اور پندرہ سال کی عمر میں آپ نے خرقہ
خلافت پہنا۔ اور اپنے والد شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہوئے
اور جن دنوں آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔ اس وقت دہلی میں حسب ذیل مشائخ
کبار تھے۔ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ شیخ نظام الدین اور شیخ
بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شیخ صدرالدین کے خلیفہ شیخ صلاح الدین رحمۃ
اللہ علیہ۔ سب نے کہا۔ کہ شیخ شہاب الدین نے جوانی ہی میں اپنے تئیں عاشق اور
عارف کے لئے آگ میں جلایا ہے۔ سلطان محمد تغلق درویشوں کا معتقد تھا۔ شیخ
نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیروں کا عرس کیا کرتے تھے۔ اور بے شمار
خلقت جمع ہوا کرتی تھی۔ ہر ایک کو برابر کھانا دیا جاتا۔ اور فقیر اور غنی کو برابر برابر
حصہ دیا جاتا تھا۔ اور ان دنوں شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ضعیف العمر تھے۔ اور
شیخ شہاب الدین صاحب جوان تھے۔ اور جمال الٰہی کے شیدا تھے۔ آپ کو
کوئی خبر نہ تھی۔ ہمیشہ یاد الٰہی میں رہتے۔ جب پیروں کے عرس کا موقع آتا۔
تو آپ کا خادم رجب نام آپ کو خبر دیتا۔ کہ کل فلاں بزرگوار کا عرس ہے آپ
حکم دیتے کہ قوالوں کو خبر کرو۔ کہ کل عرس ہے حاضر ہو جائیں۔ تاکہ ہم سماع
سنیں۔ قوال آتے اور مجلس سماع آراستہ ہوتی۔ اور بے شمار لوگ جمع ہو جاتے
آپ سماع سنتے۔ اور آپ کے مرید گھروں میں کھانا تیار کرتے۔ اور بہت سی دیگیں
اور دیگچے طعام کے پکا کر لاتے۔ اور سماع کے بعد لوگوں کو کھانا دیا جاتا۔ آپ کے
گھر فقیر اور غنی یکساں تھے۔ بلکہ فقیر کی زیادہ عزت ہوتی ہے۔ جب شیخ نظام الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ شہاب الدین اپنے پیروں کا عرس کرتا ہے۔ اور سماع

سنتا ہے اور طعام غیب سے آتا ہے۔ اور شیخ کے گھر دھواں تک نہیں ہوتا۔ تو فرمایا
کہ پیر تو اپنے گھر طعام پکا کر لوگوں کو تقسیم کرتے تھے۔ یہ رسم اس نے خود ایجاد کی ہے
کسی نے یہ خبر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ شہاب الدین کی ایک
دیگ نظام الدین کی ہزار دیگ سے اعلےٰ ہے۔ جب یہ خبر شیخ نظام الدین رحمۃ
اللہ علیہ نے سنی۔ کہ اگر شیخ شہاب الدین اپنے قول کو فعل میں تبدیل کرے۔ تو
پھر یہ کہنا مناسب ہے۔ جب یہ بات شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ نے سنی
تو اپنے خادم کو بلا کر فرمایا۔ کہ جب پیر کے عرس کا دن آئے۔ تو دو ایک
روز مجھے پہلے اطلاع دینا۔ چند روز بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے
عرس کا دن آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے رجب! لوگ مجھے پہچانتے ہیں۔ لیکن میں
لوگوں کو نہیں پہچانتا۔ پس تجھے لازم ہے۔ کہ شہر میں منادی کرے۔ کہ کل ہمارے
پیروں کا عرس ہے۔ تمام لوگ وہاں جمع ہوں۔ شیخ رجب نے بازاروں۔ کوچوں
اور گلیوں میں منادی کی۔ کہ اے بھائیو! کل شیخ شہاب الدین عاشق کے گھر میں عرس
ہے۔ ہر آدمی حاضر ہو جائے۔ اور مریدوں اور معتقدوں نے اس خیال سے لوگ زیادہ
آئیں گے پہلے سے دگنا طعام تیار کیا۔ اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نظام الدین
رحمۃ اللہ علیہ کو خبر کی۔ کہ کل ہمارے ہاں قطب العالم خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
علیہ الرحمۃ کا عرس ہے۔ آپ معہ مریدوں کے تشریف آور ہوں۔ اور نیز یہ کہ شہاب الدین
اپنے گھر کھانا تیار کرے گا۔ مریدوں اور معتقدوں نے عرض کی۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو ہم
لائیں۔ اور باقی اشیاء مہیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرتبہ عرس میں کوئی چیز نہ
لانا۔ نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ مرید بیچارے حیران رہ گئے۔ کہ لوگوں کو تو خبر
دی گئی ہے کہ کل آ جانا۔ اور آپ کے گھر میں سیر بھر اناج نہیں۔ کل کیا حال ہو گا۔ اور
لوگ کیا کہیں گے۔ جب رات گذر گئی۔ اور صبح ہوئی۔ تو شیخ شہاب الدین عاشق نے
مصلے سر پر رکھ لیا اور اپنے خادم شیخ رجب کو ہمراہ لے کر بازار آئے۔ اور
خراسیوں کو فرمایا۔ کہ بھائیو! آج خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کا عرس
ہے اور میری خواہش ہے کہ ان کا عرس کروں۔ اس لئے مجھے ایک من آٹا ادھار
دے دو۔ خراسی حیران ہوئے۔ کہ ہزاروں آدمی آجائیں گے۔ وہاں ایک من آٹا کیا

کفایت کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائیو! تمہیں اس سے کیا غرض کہ آٹا تھوڑا ہے یا زیادہ تم ایک من آٹا قرض دو۔ اللہ تعالےٰ برکت دے گا۔ خراسیوں نے ایک من آٹا قرض دیا۔ آپ نے شیخ رجب کو فرمایا کہ آٹا اٹھا لے۔ پھر آپ قصاب کی دکان پر گئے۔ اور اسے فرمایا۔ کہ بھائی آج خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہے۔ میں نے ایک من آٹا خراسیوں سے ادھار لیا ہے۔ تو ایک من گوشت ادھار دیدے۔ قصاب نے کہا کہ لے لیجئے۔ آپ گوشت اور آٹا لے کر نانبائی کے گھر آئے اور اسے خبر کی۔ کہ آج خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہے۔ اگر ہمارے گھر میں روٹیاں اور گوشت پکا نانبائی جلدی روانہ ہوا۔ اور آپ کے گھر آکر پکانے میں مشغول ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے بھائیو! جو میرا معتقد ہے وہ تھال لائے۔ اور ہر شخص کے آگے رکھ دے۔ مریدوں اور معتقدوں نے صحنکیں اور تھال جمع کئے۔ آپ نے فرمایا کہ قوالوں کو بلاؤ شیخ رجب نے عرض کی کہ قوال حاضر ہیں۔ اور لوگ بھی بے شمار جمع ہیں۔ آپ نے مجلس سماع آراستہ کی۔ شیخ نظام الدین علیہ الرحمۃ بھی اپنے مریدوں سمیت موجود تھے۔ سماع کے بعد شیخ شہاب الدین کھانے کے پاس آئے۔ اور اپنا مصلےٰ ان تھوڑی سی روٹیوں پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ روٹیو! تم برقرار رہنا۔ خبردار کم ہو جاؤگی۔ تو تم جانوگی۔ بعد ازاں چمچہ اپنے ہاتھ سے دیگ میں ڈالا اور نانبائی کو حکم دیا کہ ہر ایک صحنک میں ایک چمچہ قریباً آدھ سیر گوشت ڈال اور چمچے کی طرف خیال رکھنا کہ میں نے کس قدر ڈالا ہے۔ ہماری دیگ کی طرف نہ دیکھنا۔ اور شیخ رجب کو حکم دیا۔ کہ تو مصلے کے نیچے سے روٹیاں نکال۔ اور کچھ خیال نہ کرنا۔ اللہ تعالےٰ برکت دے گا۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا۔ کہ ہر ایک کو برابر ملیں۔ ہر شخص کے سامنے دو روٹیاں اور ایک صحنک سالن رکھنا۔ شیخ رجب نے آپ کے حکم کے موافق ہر ایک کے سامنے کھانا رکھا ✤

بعد ازاں شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کا ہاتھ پکڑ کر کھانے پر لائے۔ اور فرمایا۔ کہ یا شیخ بیچارے شہاب الدین نے اس قدر تصرف کیا کہ ایک من آٹا۔ اور ایک من گوشت پکایا۔ ابھی ایک من آٹا کی روٹیاں اور من بھر گوشت دیگ میں موجود ہے۔ کم نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ عاشق بیچارے کو اس سے کیا واسطہ کہ اللہ تعالیٰ

سے اس کے غیر کو طلب کرے۔ میں اپنے دوست کی بارگاہ میں اس قدر شرمندہ ہوں۔ جس کا کوئی حد وحساب نہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اس شرمندگی سے محفوظ رکھے۔ میں جب تک زندہ رہوں گا۔ دوست سے سوائے دوست کے اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بغل میں لیا۔ اور فرمایا۔ کہ تجھ پر نعمت اور زیادہ ہو ✤

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ شہاب الدین عاشق علیہ الرحمۃ نے سترہ سال کی عمر سے لے کر آخیر دم تک کہیں پاؤں دراز نہیں کئے۔ آپ دن رات یا کھڑے رہتے یا بیٹھ جاتے۔ اور کبھی ذکر الٰہی میں اور کبھی فکر میں مشغول رہتے۔ اگر کبھی شاذ ونادر آپ سوتے۔ تو اس طرح سوتے کہ گھٹنوں کے اوپر سر رکھ کر۔ اور مراقبہ کرتے۔ آپ کا ظاہر حال یہ تھا کہ آپ اس وقت بھی نہ سوتے۔ ایک مرید نے آپ سے پوچھا کہ آپ کبھی پاؤں دراز نہ کرتے۔ یا کھڑے رہتے ہیں یا بیٹھ جاتے ہیں۔ اس میں کیا بھید ہے! آپ نے فرمایا کہ میں کس طرف پاؤں دراز کروں۔ جس طرف میں پاؤں دراز کرنا چاہتا ہوں۔ اسی طرف اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر پاتا ہوں پس جس طرح تم مجھے دیکھ کر میری طرف پاؤں نہیں پھیلاتے۔ اسی طرح میں جو پروردگار کا عاشق اور اس کا گنہگار بندہ ہوں۔ اسے دیکھ کر کس طرح پاؤں پھیلا سکتا ہوں ✤

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامات مشاہدہ کی ہیں۔ اگر میں انہیں بیان کروں۔ تو ایک کتاب تیار ہوتی ہے۔ جمعے کی رات کو آپ کے ساتوں اعضاء الگ الگ ہو جاتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔ اور ہر ایک اعضاء ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اور آپ ہر مرتبہ اپنے یاروں کو یہی فرماتے۔ کہ جو شہاب الدین کا مرید ہو یا اس کے مریدوں اور فرزندوں کا مرید ہو۔ قیامت کے دن جب تک وہ بہشت میں داخل نہ ہو لے گا۔ میں بہشت میں پاؤں نہ رکھوں گا ✤

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ شہاب الدین

عاشق علیہ الرحمۃ کو خواجہ خضر علیہ السلام سے بڑی محبت تھی۔ خواجہ خضر علیہ السلام ہر جمعرات آپ سے ملاقات کرتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام سے سنا۔ کہ جو شخص یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ علم لدنی اس کے نصیب کرتا ہے۔ اور خواجہ خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ دعا آپ کو سکھائی تھی۔ اور انشاء اللہ وہ قطب الاولیاء شیخ عماد الدین کے ذکر میں بیان کی جائے گی ۔

شیخ شہاب الدین عاشق علیہ الرحمۃ کے مرید صادق اور خلیفہ شیخ حسین عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہفتے کے روز انتیسویں ماہ رمضان سنہ ۹۳۵ ہجری کو شیخ شہاب الدین اپنے حجرے کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور شیخ رجب آپ کا خادم اور شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ اور ملک قبر بک اور دعا گو حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بھائیو! اس درویش کو دوست کا بلاوا آگیا ہے۔ اور اب یہ جائے گا۔ لیکن میرے پاس سفید کپڑا نہیں۔ ملک قبر بک آہستہ سے اُٹھ کر اپنے گھر گیا۔ اور دو تھان سفید کپڑے لاکر آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے ملک قبر بک کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے تجھ سے کپڑا طلب نہیں کیا تھا۔ تو کس واسطے لایا ہے۔ جس نے ہمیں بلایا ہے۔ اگر وہی کپڑا بھیجے گا۔ تو میں پہنوں گا۔ ورنہ اپنی گودڑی تو موجود ہے۔ آپ نے وہ دونو تھان واپس کر دیئے۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ کسی نے آکر آپ کے دروازے پر دستک دی۔ شیخ رجب نے آکر کہا۔ کہ ایک سفید پوش جو سرخ چہرے والا لائق آدمی کھڑا ہے۔ اور ہاتھ پر دو تھان سفید کپڑے کے رکھے ہوئے ہے۔ شیخ رجب نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں شیخ صاحب کے دوست کا غلام ہوں۔ اور یہ دونوں تھان انہیں پہنچا دو۔ اور کہدو کہ تمہارے دوست نے بھیجے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ یہ کپڑا پہن کر جلدی ہماری بارگاہ میں آجاؤ۔ شیخ رجب وہ دونو تھان آپ کے پاس لے گیا۔ آپ نے وہ دونو تھان بڑی تعظیم سے اٹھا کر پہن لئے۔ پھر مسکرا کر فرمایا۔ کہ شیخ رجب اس آنے والے شخص کو کہدو کہ شہاب الدین مشتاق فراق کی قید میں تھا۔ جب وصال کا شربت چکھ لیا ہے۔ اور دوست کی عنایت کی ہوئی پوشش پہن لی ہے تو ابھی حاضر ہوا چاہتا ہے۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ بھائیو! ہوشیار ہو جاؤ۔ آج کہیں نہ جانا۔ اور اچھی طرح سمجھو۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کو قیامت کا سفر پیش آیا ہے۔ اور ابھی روشن جہان کو تاریک کر گئے۔ اور ابھی ہم ہیں سے چلے جائیں گے۔ میں مارے درد کے رہ نہ سکا۔ نعرہ مار کر میں بے ہوش ہو گیا۔ اور شیخ رجب بے قرار ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالی اور زار زار رونے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یا مخدوم! اسی سال سے میں اور آپ ایک ہی جگہ رہے ہیں اور ایک ہی شخص کا دودھ پیا ہے۔ اور کھانا پینا ہمارا ایک ہی جگہ ہے۔ اور سالہا سال سے میں نے اپنے بھید آپ کو بتائے ہیں۔ آج آپ جاتے ہیں۔ میں کسے دیکھوں گا۔ اور کس کے دروازے پر بیٹھوں گا۔ اور کس کے پاؤں پر سر رکھوں گا۔ اور کس کا دامن پکڑوں گا۔ اور دردناک حکایتیں کسے سناؤں گا۔ ان دردناک باتوں کا اثر آپ پر بڑا ہوا۔ آپ زار زار رونے لگے۔ اور دیر تک شیخ رجب سے بغلگیر رہے۔ اور پھر فرمایا کہ اے رجب! میرے مریدوں میں سے سب پہلے جو مجھے ملے گا۔ وہ تو ہی ہو گا۔ شیخ رجب نے کہا کہ مجھ میں فراق کی طاقت نہیں۔ اور آپ کے بغیر ایک گھڑی بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں تیرے سبب چار سال تک رہا۔ دوست نے مجھے متواتر بلا بھیجا۔ لیکن میں نہ گیا۔ اور آج دوست نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ اے شہاب الدین! دوسرے تو ہماری دوستی کا کرتا ہے اور رجب کی خاطر رہتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے پروردگار! تو رجب کو اب دنیا میں دیر تک نہ رکھنا۔ حکم ہوا کہ رجب دنیا میں ایک سال رہے گا۔ یہ سن کر رجب نے اپنے تئیں زمین پر دے مارا۔ اور زار زار رونے لگا۔ پھر آپ نے شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ بابا عماد الدین تو دین اور عشق کا ستون ہے۔ تجھ سے ہمارے فرزند فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ہمارے پیروں کا چراغ تجھ سے ہی روشن ہو گا۔ تجھے لازم ہے کہ تو پیروی کو نہ چھوڑے اور درد کو دوست رکھے۔ اور غم سے محبت کرے۔ پھر آپ نے اپنے بدن مبارک سے جبہ اتار کر شیخ عماد الدین قدس سرہٗ کو پہنایا۔ شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ زار زار رونے لگے۔ اور آپ کے درد فراق سے رو کر عرض کی۔ کہ یا مخدوم! آج میں

زندگی ہی میں قلق اور اضطراب میں پڑ گیا۔ اور میرا دل خراب ہو گیا۔ میں آپ کے بغیر کس طرح رہ سکوں گا۔ آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھ۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ جہاں تو مجھے یاد کرے گا۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ کوئی کام اور غرض اللہ تعالےٰ کی رضا مندی کے بغیر نہ کرنا میں نے نعرہ مارا۔ آپ نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ اے عشق کی آگ کے جلے ہوئے، تو دیکھتا ہے۔ کہ دوست ہم سے کیا کہتا ہے؟ اور تو کیا کرتا ہے۔ لیکن میں نے دوست سے التماس کی ہے۔ در رجب کے بعد حسین ہمارے پاس پہنچے۔ اور وہ قبول ہو گئی ہے۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک جوان آدمی سبز لباس پہنے صوفیوں کی شکل و صورت میں ظاہر ہوا۔ اور وہ آپ کا آداب بجا لایا۔ آپ نے اس کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور اس کا گلا اس طرح گھونٹنا شروع کیا۔ کہ وہ صوفی قریب المرگ ہو گیا۔ شیخ رجب نے التماس کی۔ کہ آپ مہربانی کریں۔ اور اس صوفی کو چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ملعون ہے۔ اور یہیں وسوسے میں ڈالنا چاہتا ہے۔ ہم اسے ہلاک کر دیں گے تاکہ خلقت بیچاری اس کے شر سے محفوظ رہے۔ بعد ازاں آپ نے سر ہلایا۔ اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر شیخ رجب نے عرض کی کہ جناب دشمن قابو میں تھا اسے کیوں چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ لیکن حکم ہوا کہ اے شہاب الدین اگر تم ہمارے برپا کئے ہوئے فساد کو کیوں مٹاتے ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک مرد بڑے رعب و داب والا نورانی شکل آیا۔ آپ اس کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اسے بغلگیر ہو کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ اے بھائی! دوست نے ہمیں بلایا ہے اور ہمیں دو فرزندوں کی فکر ہے۔ کیونکہ ابھی تک ان کی ترغیب اور تربیت اچھی طرح سے نہیں ہوئی۔ اس مرد نے کہا کہ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ عمدہ طور سے ہو جائے گی۔ آپ نے شیخ عماد الدین قدس سرہ کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا کہ اے عماد! نزدیک آ۔ پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تو بھی نزدیک آ جا۔ ہم دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اس شخص کے حوالے کیا۔ شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ یا مخدوم! ہم آپ کے بغیر کسی سے تربیت نہیں لیں گے۔ اور کسی کے سپرد نہیں ہوں گے۔ جن آنکھوں سے ہم نے آپ کو دیکھا ہے۔ ان میں دوسرے

کی گنجائش نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ ہم نے عرض کی۔ کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خواجہ خضر علیہ السلام ہیں۔ شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی۔ کہ جس نے آپ کا دامن پکڑا ہے۔ وہ حضرت خضر علیہ السلام سے مشغول نہیں ہوتا۔ خواجہ خضر علیہ السلام مسکرائے۔ اور آپ خوش ہوئے اور فرمایا۔ کہ ہاں صادق مرید ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کہ خضر علیہ السلام سے بھی مشغول نہ ہو۔ اور اپنے پیر پر اعتقاد درست رکھے۔ بعد ازاں خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے شہاب الدین! جلدی کرو اور دوست کی بارگاہ میں جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ بعض فرزندوں کے کام کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ تاکہ میں انہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کر لوں۔ پھر آپ نے شیخ عماد الدین قدس سرہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور رو بقبلہ ہو کر عرض کی کہ اے پروردگار! تو اپنی مہربانی کا آفتاب چمکا۔ تاکہ یہ العل بدخشاں ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ اے عماد الدین! جاؤ۔ اب تم درگاہ الٰہی میں منظور ہو گئے ہو۔

ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوا۔ جسے دیکھ کر تمام حاضرین مجلس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بڑی عظمت اور ہیبت سے وہ شخص آیا۔ اور آپ کو سلام کیا۔ اور عرض کی کہ میرے پاس ایک لکھا ہوا کاغذ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کاغذ مجھے دو۔ وہ کاغذ سبز سیاہی سے لکھا ہوا تھا۔ اس نے آپ کے ہاتھ میں دیا۔ آپ نے بڑی تعظیم کے ساتھ وہ کاغذ لیا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ اے شہاب الدین! تو ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ جب ہم تجھے بلاتے ہیں۔ تو دیر کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ہر طرح سے تیار ہوں۔ ابھی آتا ہوں۔ بعد ازاں ہماری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ جاؤ چلے جاؤ۔ شیخ رجب نے عرض کی۔ کہ ہم ایسے وقت میں کس طرح چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نہیں جاتے تو اپنی ہی آنکھیں ہی بند کر لو۔ ہم نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور ایک گھڑی بعد جب دیکھا۔ تو کاغذ لانے والے کو نہ پایا۔ وہ ملک الموت تھا۔ جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور جان کے قبض کرنے میں مشغول ہوا۔ آپ نے اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر اپنے ہاتھ سے اس کے چار حصے کئے۔ ایک شیخ رجب رحمۃ اللہ علیہ کو دیا۔ اور ایک شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اور ایک ملک قبر کو دینے کا حکم دیا۔ اور ایک مجھے عطا کیا۔

پھر آپ نے خواجہ خضر علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ بھائی دیکھا۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیسی نامہربانی کی۔ کئی سالوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ وعدہ تھا کہ رحلت کے وقت میں مجھے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اب وہ وقت آپہنچا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے۔ ابھی یہی ذکر فرما رہے تھے۔ کہ حجرہ خوشبودار ہو گیا۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے جلدی اٹھ کر ہمیں اشارہ کیا۔ کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں۔ شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ جیسا کہ کسی سے بغلگیر ہوتے وقت پھیلاتے ہیں۔ پھر آپ نے عرض کی کہ اتنی دیر کا کیا باعث ہے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تمہارے مرید قوام الدین نامی نے آج دنیا سے سفر کیا۔ اور اس کے لئے حکم ہوا تھا۔ کہ اس کا ایمان سلب کر لیا جائے۔ ہم اس کے پاس موجود تھے۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی تھی۔ کہ پروردگار! شہاب الدین کے فرزندوں کا ایمان کس طرح سلب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مہربانی کی اور وہ دنیا سے باایمان گیا۔ دیر ہو جانے کا یہ باعث تھا۔ جب آپ نے یہ بات سنی تو اس طرح جوش میں آئے۔ جس طرح دانہ دیگ میں اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر کہا کہ عزرائیل تو چلا جا۔ کیونکہ میں نہیں آنا چاہتا۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہاب الدین! یہ گستاخی کا موقع نہیں بلکہ عاجزی کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا اے خضر! کیا تو ہمیں جلنے سے ڈرتا ہے۔ مجھے کس چیز سے جلائیں گے۔ اور پروانے دیوانے کو جلنے سے کیا خطرہ۔ جو میرا دامن پکڑے۔ اس کا ایمان سلب ہونے کے کیا معنی۔ اگر اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں موجود ہوتے۔ تو میرے اس فرزند کی کیا حالت ہوتی؟ بعد ازاں فرمایا کہ اے خضر! جو مجھ پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ وہ مرید نہ بھی ہو۔ جو فرزند اور مرید مجھ پر اعتقاد کرے گا۔ قیامت کے دن جب تک وہ بہشت میں نہ جائے گا۔ میں ہرگز بہشت میں پاؤں نہ رکھوں گا۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اے شہاب الدین! حکم یوں ہے کہ تم ہم سے ناراض نہ ہو۔ تجھے خوشخبری ہو۔ کہ جو تیری فرزندی کے حلقے میں آئے گا۔ وہ سلب ایمان سے محفوظ رہے گا۔ جب آپ نے یہ خوشخبری سنی تو خوش ہوئے۔ اور سب کو فرمایا کہ ذکر کریں اور خود بھی

لا الٰہ الا اللہ پڑھیں اور دسویں مرتبہ محمد الرسول اللہ کہیں۔ ہم بھی اسی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اسی طرح ذکر کیا کرتے تھے۔ یہی ذکر کرتے ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ اور دار فنا سے دار البقا کی طرف کوچ کیا۔ آپ کے گھر سے شور اٹھا اور بے شمار لوگ اکٹھے ہو گئے۔ شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ صدر الدین رحمۃ اللہ کا مرید شیخ عبداللہ نمازی مرد بزرگ تھا۔ اور اس کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی اور بہت سے بزرگوں کی خدمت کی تھی۔ وہ بھی اس وقت موجود تھا۔ اس نے کہا۔ کہ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پابوسش مجھے عنایت فرمائی ہے۔ ہم نے پوچھا کہ کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا کہ خود شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ گواہ ہیں۔ میں نے کہا کوئی دلیل؟ اس نے کہا کہ میں دوست کی کچہری میں موجود تھا۔ ملک الموت کو حکم ہوا کہ ہمارا خط ہمارے دوست شیخ شہاب الدین کے پاس لے جا۔ اس خط کو میں نے خود دوست کی موجودگی میں پڑھا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ اے شہاب الدین! تو ہماری دوستی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور جب ہم نے بلایا۔ تو اب دیر کرتے ہو۔ اور آپ کے مرید قوام الدین کی بابت جس نے آج ہی دنیا سے سفر کیا ہے۔ حکم ہوا تھا کہ اس کا ایمان سلب کر لیا جائے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے۔ اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ شیخ شہاب الدین کی برکت سے وہ جہان سے باایمان گیا۔ پھر میں نے (مؤلف کتاب) نے پوچھا۔ کہ آپ نے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گواہ بنایا ہے۔ اگر شیخ صاحب گواہی دیں گے۔ تو ہم نعلین دے دیں گے۔ شیخ عبداللہ نے آپ کے سرہانے آ کر کہا۔ کہ اے بھائی شہاب الدین! آپ نے تو نعلین عطا کی تھیں۔ لیکن آپ کے فرزند نہیں دیتے۔ آپ انہیں حکم دیں کہ وہ میری بات مان لیں۔ آپ نے ہنس دیا اور لاش سے آواز آئی۔ کہ ہم نے بھی سنا ہے۔ اے میرے فرزندو! نعلین عبداللہ کو دے دو۔ کیوں کہ میں اسے عطا کر چکا ہوں۔ شیخ عبداللہ نے نعلین لے کر بوسہ دیا اور سر پر رکھ لئے۔ بعد ازاں خواجہ خضر علیہ السلام نے شیخ [illegible] کو فرمایا کہ اب شیخ صاحب کو غسل دینا چاہئے۔ اس نے عرض کی کہ جیسا حکم ہو۔ وہی غسل دے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ تم غسل دو۔ میں غسل دیتا رہا۔ اور شیخ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ

پانی ڈالا گئے۔ اور شیخ عبداللہ اور خواجہ خضر علیہ السلام دعائیں پڑھتے رہے۔ اور شیخ رجب نے ان غیبی تھانوں کا آپ کے لئے کفن تیار کیا۔ اور پہنایا۔ جب آپ کے سر پر گرہ دی۔ تو میں بہ سبب درد کے بے ہوش ہوگیا۔ اور آپ کے پاؤں کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا کہ ہمیں آپ غم میں چھوڑ چلے ہیں۔ اور منہ بھی نہیں دکھاتے پھر سر کا بند کھولا گیا اور آپ کا جمال دیکھا۔ جب آپ کے چہرے پر نظر پڑی۔ تو آپ مسکراتے ہوئے معلوم ہوئے۔ اور آپ کے لب جنبش کر رہے تھے۔ جب شیخ عبداللہ نے کان لگا کر سنا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ اس طرح ذکر کر رہے ہیں "اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو" جب آپ کا جنازہ اٹھایا۔ تو ہم نے بہتری کوشش کی۔ کہ جنازے کو سر پر اٹھائیں۔ لیکن جنازہ ہوا میں جاتا تھا۔ اور صرف ہماری انگلیاں وہاں تک پہنچ سکتی تھیں۔ شیخ عبداللہ نے کہا۔ کہ بھائیو! آپ کا جنازہ تو فرشتے اٹھائے لئے جاتے ہیں۔ تم کب سر پر اٹھا سکتے ہو۔ جنازے کی امامت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی۔ جب آپ کو قبر میں دفن کیا گیا۔ تو شیخ عبداللہ نے کہا۔ کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ اس قدر منور ہے۔ کہ دیکھا نہیں جا سکتا۔ اور آپ کے لبوں سے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی آواز نکلتی ہے۔ شیخ عبداللہ نے حاضرین کو کہا کہ کان دھر کر سن لو کہ آپ کی قبر سے کیا آواز آتی ہے۔ جب حاضرین نے اپنے کان قبر پر لگائے۔ تو سب کو کلمے کی آواز سنائی دی۔ پھر شیخ عبداللہ نے کہا کہ بھائیو! میں نے آج شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سر معلوم کیا ہے۔ اور میں چاہتا تھا کہ تم پر ظاہر کر دوں لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے عبداللہ جو کچھ تو بیان کر چکا ہے۔ کر چکا ہے اگر اس کے بعد سر ذرہ بھر بیان کرے گا۔ تو تیری باطنی آنکھ اندھی ہو جائے گی اور تو نابینا ہو جائے گا۔ اور نعمت سے محروم رہے گا۔ اس لئے میں اس خوف کی وجہ سے کچھ بیان نہیں کرتا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ پہلا دنام کا فر آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اے مسلمانو! میرا ایک لڑکا عمر بیس سال اس وقت جان کنی کی حالت میں ہے۔ اگر وہ تندرست ہو جائے۔ تو معہ عیال و اطفال میں مشرف بہ اسلام ہوں گا۔ شیخ رجب اس کافر کا ہاتھ پکڑ کر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پائینتی لے گیا۔ اور عرض کی کہ اس شخص کا لڑکا جان کنی کی حالت میں ہے۔ اگر وہ تندرست ہو جائے تو بہتر ہے

کیونکہ وہ معہ عیال و اطفال مسلمانی دین اختیار کرے گا۔ آپ کی قبر سے آواز آئی۔ کہ اے رجب اسے کہدے کہ وہ تندرست ہوگیا ہے۔ ان کو معہ ان کے عیال و اطفال لا تاکہ انہیں مسلمانی دین تلقین کر دوں۔ جب کافر نے گھر جا کر لڑکے کو تندرست اور کھانا کھاتے ہوئے پایا۔ تو کہا۔ کہ میں نے شیخ شہاب الدین سے اقرار کیا ہے۔ کہ اگر میرا بیٹا تندرست ہوگیا۔ تو میں معہ عیال و اطفال مسلمان ہو جاؤں گا۔ اب لڑکا تندرست ہوگیا ہے۔ آؤ شیخ صاحب کے روضے میں چل کر مسلمانی دین اختیار کریں۔ لڑکے اور تمام گھر والوں نے متفق ہو کر کہا کہ شیخ صاحب تو فوت ہو چکے ہیں۔ ہم مردے کے پاس کیوں جائیں۔ کافر نے کہا کہ آؤ قبر پر چل کر ایمان قبول کریں۔ لڑکے نے کہا کہ اگر قبر کے اندر سے وہ مسلمانی دین سکھلائے۔ تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ کافر نے یہ بات مان لی۔ اور اس کے گھر کے سارے آدمی شیخ صاحب کی قبر کے پاس گئے۔ اور کہا کہ یا شیخ ہم مسلمانی دین اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں تلقین کریں۔ قبر کے اندر سے آواز آئی "کہ کہو۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" اور پھر یہ کہو "اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر۔ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ والبعث بعد الموت" کافر معہ عیال و اطفال مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور دو سال کے اندر کلام مجید کا حافظ ہوگیا۔ اور دن کو دو ختم اور رات کو ایک ختم کرتا۔ اور اس کا لڑکا مولانا شرف الدین بڑا عالم ہوا۔ چنانچہ تفسیر کشتی اس کی تصنیف ہے۔ اے پروردگار! سب کو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طفیل یہ مرتبہ عطا کر۔ اور شرعی راہ پر قائم رکھ۔ اور اپنے مقصود و مراد مطلوب کو پہنچا۔ اور تمام مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی حاجتیں بر لا۔ آمین یا رب العالمین ✤

میں نے اپنے پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ کی زبان گوہر نشان سے سنا ہے۔ کہ ایک روز شیخ نصیر الدین محمود اودھی شیخ سراج الدین اور مولانا برہان الدین کے سامنے جو شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے خلیفے تھے۔ کوئی شخص شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ کے اوصاف بیان کر رہا تھا۔ کہ شہاب الدین عاشق مست ہیں۔ اور آپ کو زہد اور عمر کی خبر نہیں۔ جب سماع سنتے ہیں۔ تو اکثر لوگوں کی

نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کا خرقہ ہوا میں معلق رہتا ہے۔ لوگ جب خرقہ میں ہاتھ ڈالتے ہیں تو وہاں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ تینوں صاحبوں نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ شہاب الدین سماع کا شوقین ہے۔ ہم چل کر اسے دیکھیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی سماع سنیں گے۔ اور اس نعمت کو حاصل کریں گے۔ چند ایک قوال ہمراہ لے کر وہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آئے۔ اس وقت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور احمد ربابی دونوں حجرے میں تھے۔ احمد ربابی رباب بجا رہا تھا۔ اور آپ سن رہے تھے۔ وہ تینوں صاحبان حجرے میں آئے۔ احمد ربابی انہیں دیکھ کر تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا حضرت شیخ شہاب الدین کا وقت جاتا رہا۔ احمد ربابی کہ دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ حضرت شیخ نصیر الدین نے ربابی کو فرمایا۔ کہ بجا۔ ربابی نے بجانا شروع کیا۔ اور شیخ نصیر الدین سننے لگے۔ کچھ پیسے احمد ربابی کو دیے۔ کہ جا کر اپنے ہمراہیوں کو لاؤ۔ احمد ربابی چلا گیا اور رباب کو اسی جگہ چھوڑ گیا۔ اتنے میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ان تینوں اصحاب پر پڑی۔ ان کی بڑی تعظیم کی۔ اور ہر ایک سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ فقیر ایک جان ہوتے ہیں۔ ہم تم ایک ہی ہیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین نے فرمایا۔ کہ چونکہ بھائی سراج الدین مولانا برہان الدین غریب اور مجھے سماع کے اشتیاق نے غلبہ کیا اس لئے ہم آئے ہیں۔ تا کہ آپ کے ہمراہ ہم بھی سماع سنیں۔ اور نیز فرمایا کہ قوالوں کو ہم اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ جونہی کہ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ قوالوں پر پڑی فوراً آپ آبدیدہ ہوئے۔ قوالوں نے سماع شروع کیا۔ ہر ایک قوال کو شیخ نصیر الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ جہاں پر وہ رباب پڑی ہوئی ہے۔ وہیں یہ دفیں بھی رکھ دو۔ حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ پر وقت آیا۔ اور آپ تواجد کرنے لگے۔ اور حاضرین کی نظر سے غائب ہو گئے۔ اور آپ کا خرقہ مبارک اسی طرح معلق تھا۔ اور آواز برابر حاضرین سن رہے تھے۔ کچھ ایسا وقت آیا کہ سب کو تواجد ہوا۔ اور قریباً دو پہر سماع سنا۔ بعد ازاں اچانک شیخ صاحب خرقے میں نمودار ہوئے۔ اور سماع ختم کیا اور سب بیٹھ گئے۔ جب شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کی نگاہ دف پر پڑی۔ تو فرمایا کہ تم کیوں خاموش ہو۔ آپ کے اتنا کہنے سے وہ دفیں اور رباب بڑی خوش آواز سے بجنے لگیں۔ اور پھر ہر ایک پر وقت ہوا۔ اور تین دن رات سماع سنتے رہے۔ نماز کے وقت نماز ادا کر لیتے

اور پھر سماع میں مشغول ہو جاتے۔ جب سماع سے فارغ ہوئے تو شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سماع عاشقوں کا درد۔ عارفوں کی قوت اور واصلوں کا معراج ہے جو سماع میں نعمت نہیں پاتا۔ اسے کبھی بھی نعمت حاصل نہیں ہوتی۔ ایک صوفی نے بیان کیا کہ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ دف یا بانسری نہیں سنا کرتے تھے۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف ہیبت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے بے زبان! نظام الدین کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں۔ اور شیخ امام الدین ابدال۔ شیخ بدر الدین غزنوی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہم الرحمۃ والرضوان دف اور رباب سنا کرتے تھے۔ جس صوفی نے یہ بیان کیا تھا۔ زندگی بھر اس کی زبان نہیں کھلتی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص صاحب نعمت کی گستاخی کرتا ہے۔ وہ ضرور سزایاب ہوتا ہے ٭

ایضاً۔ شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ نے مشائخ کے روبرو بیان فرمایا۔ کہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ رباب اور دف کے ہرگز منکر نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ فرمایا تھا۔ کہ سماع کیا ہے؟ یہ تو صراحی کی آواز سے بھی ہو سکتا ہے۔ کم فہموں اور نادانوں نے غلطی سے سمجھ لیا۔ کہ آپ منکر ہیں۔ لیکن دراصل آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ آپ کو باطنی صفائی۔ اور پاکیزگی حاصل ہو چکی تھی۔ اس لئے بغیر دف اور رباب کے صرف قوالوں کے قول پر ہی انہیں سماع ہو جاتا۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس جو ہلاک نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے وسیلے نعمت حاصل کرتا ہے۔ وہ کس طرح اسے ترک کرتا ہے۔ اور جو چاہے سنے۔ اور جو نہ چاہے نہ سنے +

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ میں سوموار کے روز شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ کے ہمراہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے گیا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ اور سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اور بہت تعظیم کی۔ اور آپس کی گفتگو برابر مفہوم ہوتی تھی۔ اور اس وقت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے مرید شیخ نصیر الدین محمود اور شیخ امیر حسن بھی خواجہ صاحب کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ زیارت سے

فارغ ہوئے۔ پھر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ واپس آکر خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ کی پائنتی کے قریب بیٹھ گئے۔ اور اتنے میں شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ امیر حسن علیہ الرحمۃ بھی آ بیٹھے۔ شیخ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ آپ ہمارے اور حاضرین مجلس کے بارے میں کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ وہ گفتگو ہم نے بھی سنی ہے۔ یہ سن کر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زار زار رونے لگے اور فرمایا۔ کہ تو مرید تو ہے۔ لیکن ابھی مراد کو نہیں پہنچا۔ جو مراد کو پہنچ گئے ہیں ان کے نزدیک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جو چیز لوگوں سے مخفی ہے۔ وہ ان کی پاک نظر میں ظاہر ہے۔ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے ساتھ بات کر رہا تھا۔ اور وہ جواب دے رہے تھے۔ پھر شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا آپ نے ان اسرار کو سنا یا نہیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں نے سب کچھ سنا۔ پھر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جب تک مرید کو اپنے پیر سے ظاہر و باطن میں یکساں معاملہ نہ ہو۔ اسے ان کا قائم مقام نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی کسی کو مرید کرنا چاہیئے۔ پھر پیری مریدی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو حضرت شیخ شہاب الدین نے فرمایا۔ کہ مرید کو اپنے پیر پر ایسا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ امت کو اپنے نبی پر ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ اپنے قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔ بخدا اگر آجکل یہاں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ہوتے۔ اور جیسا کہ ان کے اوصاف اور خوارق ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں نہ اگر بچشم خود دیکھ لیتا۔ تو بھی جو اعتقاد مجھے اپنے پیر دل پر ہے۔ وہ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوتا۔ اور اس میں کسی قسم کا خلل نہ آتا۔ آج کل کیسا عجیب زمانہ ہے۔ کہ زید کا مرید عمر کے پاس جاتا ہے۔ اور عمر اس کی تربیت کرتا ہے۔ افسوس صد افسوس اس عمر پر جسے درویشی کی خبر نہیں۔ اور اس مرید پر جسے پیر کے حال کی اطلاع نہیں۔ قیامت کے دن اس عمر اور اس مرید کی کیا حالت ہوگی۔ پیر دل کے روبرو یہ عمر کیا منہ دکھلائے گا۔ جو غیر کے مرید کی تربیت کرتا ہے ؞

حضرت شیخ نصیر الدین نے فرمایا۔ کہ میں نے شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ

کی زبانی سنا ہے کہ کسی کے مرید کی تربیت کرنی یا اسے مرید کر لینا جائز نہیں۔ مگر اس صورت میں جب کہ اس کا پیر جہان سے سفر کر گیا ہو۔ یا کہیں لمبے سفر کو گیا ہو۔ کہ بسبب دوری سفر وہ مرید اپنے پیر کے پاس نہیں پہنچ سکتا۔ پھر وہ مرید بے باپ یتیم کی طرح ہے۔ اور چونکہ فقیر ایک جان کی طرح ہوتے ہیں۔ اس لئے درویش کو مناسب ہے۔ کہ اس یتیم کی پرورش کرے۔ جیسا کہ باپ کا قائم مقام تربیت اور پرورش کرتا ہے۔ لیکن اسے اپنا مرید نہ بنالے بلکہ محبت کی کلاہ اسے عنایت کرے۔ اور اس کی تربیت کرے۔ اور اسے فرمائے کہ جیسا اعتقاد تجھے اپنے پیر دل پر تھا۔ ویسا ہی رکھ۔ اور یہ کہ ہم اور تیرے پیر ایک ہی ہیں۔ اور تجھے از رہ تقدیر میں تربیت کرتا ہوں۔ اور جب اس مرید کو بتدریج باطنی صفائی اور پاکیزگی حاصل ہو جائے۔ تو اس درویش کو مناسب ہے کہ اس مرید کو کہدے کہ تو اپنے پیر کی ملکیت ہے۔ اور میرا لے پالک فرزند ہے۔ ارادت کی کلاہ تیرے پیر کی ہے۔ اور میری کلاہ محبت کی کلاہ ہے۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ چشتیہ کے خانوادہ میں جہاں تک میں نے دیکھا ہے۔ کسی کتاب میں کسی مشائخ کی نسبت نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی درویش سے سنا ہے کہ زید عمر کے مرید کو اپنا مرید بنالے۔ بیشک بعضوں نے کہا ہے۔ کہ مرید شاگرد کی مانند ہوتا ہے۔ اور شاگردی کے لئے چوبیس مختلف استاد جائز ہیں۔ اس لئے مرید کے لئے بھی چوبیس مختلف پیر جائز ہیں لیکن یہ قول مشائخ کا نہیں۔ کسی شاگرد نے یہ کہدیا ہوگا۔ کم فہموں اور نادانوں کو یہ تمیز نہیں۔ جس طرح کہ " زید کالا " (زید شیر کی مانند ہے) میں زید کو شیر سے مناسبت صرف شجاعت میں ہے نہ کہ پنجوں میں۔ اسی طرح مرید کو شاگرد سے مشابہت ہے۔ صرف اس بات میں کہ جس طرح شاگرد استاد سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح مرید اپنے پیر سے مستفید ہوتا ہے۔ لیکن مرید کے لئے یہ جائز نہیں کہ دو یا تین جگہ مرید ہو جائے۔ اگر یہ بات جائز ہوتی۔ تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک کوئی اس کا قائل ہوتا۔ پس مرید کو لازم ہے کہ اور کچھ قول فعل اور حال کے اپنے پیر کی پیروی کرے۔ اور جو طرز طریقہ اپنے پیر کا دیکھے اس پر عمل کرے۔ تاکہ وہ اپنے مطلوب کو پہنچ جائے ؞

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے مرید شیخ خسرو کا گذر ایک باغ میں ہوا۔ اور اس روز شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ بھی سنتے کہ وہاں باہر نکلے تھے۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک کونے میں جاکر یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ جب امیر خسرو کو معلوم ہوا۔ کہ حضرت شیخ شہاب الدین تشریف لائے ہیں۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ اس وقت حالت استغراق میں تھے۔ امیر خسرو ایک پہر وہاں کھڑا رہا۔ لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں نہ آئے۔ اسی طرح مستی کی حالت میں رہے۔ امیر خسرو واپس اپنے یاروں میں چلا گیا۔ اور انہیں کہا کہ کوئی سیخ کباب ہے۔ یاروں نے کہا۔ کہ ہم نے پندرہ ٹکوں سے ایک بکری خریدی تھی۔ یہ دیکھو مردہ پڑی ہے۔ امیر خسرو حیران رہ گیا۔ پھر یاروں سے پوچھا کہ کوئی چیز موجود ہے۔ جس سے گوشت خرید سکے۔ کسی کے پاس اس قدر مال نہ تھا۔ کہ مطلب پورا ہوتا۔ اس وقت امیر خسرو نے کہا کہ میں شیخ شہاب الدین کی ملاقات کے لئے گیا تھا مجھے نفع تو نہ پہنچا الٹا نقصان ہوا ہے۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خادم رجب نام بھی آپہنچا۔ امیر خسرو اور اس کے یاروں کو پریشان دیکھ کر پوچھا کہ یارو! تم غمگین کیوں ہو؟ اور انہوں نے سارا حال بیان کیا۔ شیخ رجب نے کہا۔ واللہ اس بکری کو لاکر شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو رکھو۔ اور سماع شروع کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معائنہ کرنا۔ قوال تو امیر خسرو کے ہمراہ ہی تھے۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ کہ بکری آپ کے سامنے رکھی۔ اور سماع شروع کیا۔ جب آپ نے قوالوں کی آواز سنی۔ تو آنکھ کھولی۔ اور آپ کی نظر مبارک اس بکری پر جا پڑی۔ تین مرتبہ آپ نے اپنا دست مبارک اس بکری کی طرف کیا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور حلقے سے باہر نکل گئی۔ امیر خسرو نے اسے پکڑ کر ذبح کیا۔ اور پھر آپ کی خدمت میں سماع میں مشغول ہو گیا۔ درویشوں کا مرتبہ کیا ہی بلند ہے! ہر شخص اس مرتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ ان کے مقام پر قدم رکھ سکتا ہے۔ وہ نیک بخت خوش ہو جس نے یہ کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل
در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ﷺ

السر فی ذکر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق رحمہما اللہ تعالیٰ

اس رسالے کے مصنف بہاؤ الدین ناگوری کے پیر دستگیر شیخ عماد الدین شریف ہیں اور آپ با نعمت اور اہل ولایت و کرامت اور صاحب مجاہدہ و ریاضت تھے۔ آپ کی عمر ایک سو دس سال کی تھی۔ آپ شہزادے تھے۔ اور تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ اور سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق علیہ الرحمۃ کے مرید بن گئے تھے۔ شیخ شہاب الدین عاشق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو انیس سال کی عمر میں خلافت عطا فرمائی اور اپنی جگہ بٹھایا۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا۔ کہ اے عماد الدین! تو دین کا ستون بھی ہے۔ اور عشق کا بھی۔ تجھ سے ہمارے پیروں کا چراغ روشن ہوگا۔ اور تیرے فرزند سب میرے ہی فرزند ہیں۔ جو تیرا مرید ہوگا۔ وہ بعینہٖ میرا بھی مرید ہوگا۔ تیرے ساتھ ملنا گویا ہمارے ساتھ ملنا ہے اور ہمارے ساتھ ملنا گویا ہمارے پیروں کے ساتھ ملنا ہے۔ اور ہمارے پیروں کے ساتھ ملنا گویا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنا ہے۔ اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملنا ہے۔ جو ہمارے ساتھ ملے گا۔ وہ ہمارے ہمراہ بہشت میں جائے گا۔ شیخ عماد الدین قدس سرہٗ انیس سال کی عمر سے لے کر آخر تک مجاہدہ میں رہے۔ اور ہمیشہ روتے رہے۔ میں نے پوچھا کہ یا مخدوم! آپ ہر وقت کس واسطے روتے رہتے ہیں۔ تو آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ایک گھڑی بعد ہوش میں آئے تو کانپنے لگے۔ اور میرا رنگ زرد ہو گیا۔ آپ یہ دیکھ کر اور بھی رونے لگے۔ اور میری طرف جو آپ کے غلاموں کا ادنیٰ کتا ہے۔ یہ دیکھ کر فرمایا۔ بابا بہاؤ الدین محمود ناگوری! عاشق بیچارہ ہر دم اور ہر لحظہ اپنے معشوق کی یاد میں ہے۔ اور اس کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ ہر دم معشوق کی بغل میں رہے۔ اور اس کے جمال کو دیکھتا رہے۔ چونکہ بیچارے طالب ہے۔ اور مطلوب ہاتھ نہیں آتا۔ اس لئے ہر وقت روتا رہتا ہے۔ اور آہ و فریاد کرتا ہے کیونکہ اس کا اندر جوش مارتا ہے۔ اور اس کا دل شور کرتا ہے۔ اس لئے ہر لحظہ وہ

درد کی شراب پیتا ہے۔ اور اس بھید کو سب سے چھپاتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو میری طرف دیکھ کر مہربانی سے فرمایا۔ کہ بابا بہاء الدین عاشق کا رونا جلن کی وجہ سے ہے۔ عشق اور آگ محبت کی آگ نے اس کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ عاشق کا دل حرارت کی وجہ سے پگھلا ہوا ہے۔ اور دل کے پرنالے دونوں آنکھیں ہیں۔ آب جگر ان پرنالوں کی راہ باہر آتا ہے ۔

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ نے جب اپنے پیر سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین عاشق علیہ الرحمۃ سے خلافت پائی تو بعد ازاں ستر سال تک۔ آپ نے اس طرح کا مجاہدہ کیا۔ کہ کبھی آپ نے پیٹ بھر پانی نہ پیا۔ اور نہ سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور نہ کبھی ساری رات سوئے۔ اور ماہ رمضان کی تیسویں راتوں کو اپنے دیوار سے تکیہ بھی نہیں لگایا۔ ہر رات آپ قرآن مجید ختم کرتے۔ اور کبھی کسی پر بھید ظاہر نہ کرتے۔ کہ میں اس قسم کی عبادت کرتا ہوں۔ مگر اپنے خلیفوں کے روبرو بیان کرتے۔ ایک تو مخدوم زادہ صاحب سجادہ ملک المشائخ شیخ مبارک آپ کے اسرار سے واقف تھا۔ اور ایک میں قطب الاولیاء بڑے لطف سے فرمایا کرتے کہ میں نے آج رات یہ کام کیا۔ اگر میں آپ کی ریاضتیں بیان کروں۔ تو اس کے لئے ایک الگ کتاب تیار کرنی پڑے گی ۔

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ یہ درویش۔ دل ریش بے خویش۔ اسرار پوش بلا نوش۔ بادہ پوش۔ نیک گوش۔ خرقہ پوش اور دونوں جہانوں کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ درویش علیٰ کا طالب ہوتا ہے نہ لشکر کا۔ اگر درویش کے سامنے دونوں جہان بھی لائے جائیں۔ تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور کتا ہے۔ جیسا کہ قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ طالب الدنیا هالک، وطالب العقبیٰ سارق وطالب المولیٰ مالک۔ دنیا کا طالب ہلاک ہونے والا ہے۔ اور عاقبت کا طالب چور ہے۔ اور مولیٰ کا طالب مالک ہے۔ اور ایک عاشق یوں فرماتا ہے "الدنیا لمن اطلبها والعقبیٰ لمن اردتها۔ والمولیٰ لمن ترکہما" دنیا اس شخص کو ملتی ہے۔ جو اسے طلب کرے۔ اور آخرت اس کو جو اس کا ارادہ رکھے۔ اور مولیٰ اس کو ملتا ہے۔ جو دونوں کو ترک کرے

اور ایک اور یوں فرماتے ہیں "الدنیا لکم والعقبیٰ لکم والمولیٰ لی" دنیا اور عاقبت تمہیں اور مولیٰ مجھے "جان پر کھیل جانے والے عاشقوں اور سر دے دینے والے شہیدان ازل کی ہمت بہت بلند ہوتی ہے۔ وہ سوائے مولیٰ کے اور کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ مولیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسے ثبات اور قیام نہیں۔ کیونکہ "کل شیء هالک الا وجهه" سوائے اس کے چہرے کے تمام چیزیں ہلاک ہونے والے ہیں۔ بقائے ابدی اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ عاشق سوائے مولیٰ کے اور کسی چیز کا طالب نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی اور چیز کا طالب ہے۔ تو وہ عاشق صادق نہیں اور نہ ہی اسرار پروردگار کا واقف ہے۔ وہ ابھی بالغ نہیں نابالغ ہے۔ وہ مقتدی ہے۔ امامت کے لائق نہیں۔ مبتدی ہے منتہی نہیں۔ اس کی صحبت سے دور رہنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے غیر کا طالب ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے غیر کو دوست رکھتا ہے۔ عالم عشق میں اس سے دوستی کرنا جائز نہیں ۔

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ لا الہ الا اللہ کا ذکر بہت کرتے تھے۔ اور جو شخص یہ ذکر کرتا تھا۔ اس کو آپ عزیز جانتے۔ اور فرماتے تھے کہ جب ذاکر ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس بندے کا ذکر کرتا ہے۔ "فاذکرونی اذکرکم" ان معنوں کا بھید ہے۔ اور یہ لطف امت محمدی کے لئے مخصوص ہے یہ پہلی امتوں کو نصیب نہ تھا۔ بندہ اللہ تعالےٰ کا نام لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بندے کا نام لیتا ہے۔ اور بندہ جب یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بندے کی یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا بڑا لطف و احسان امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے۔ جس کی خواہش انسان کرے۔ پس بندے کو لازم ہے کہ ہمیشہ ذکر الٰہی کرتا رہے۔ اور ایک لحظہ اور ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہے۔ لا الہ الا اللہ ۔

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ درویش کو لازم ہے کہ ہمیشہ دل کو اللہ تعالےٰ کے غیر سے خالی رکھے۔ اور اپنے دل کے آئینے کو جس نے اسے ہزار رنج و محنت اور تزکیے اور تصفیے سے صاف اور مجلا کیا ہے

اور اس میں جمال الٰہی جو پوشیدہ تھا دیکھا ہے۔ جیسا کہ " رایت ربی بیا ملتس بعیون القلب فی کل یوم ثلاثمائیتہ وستین مرۃ " بخدا میں ہر روز اپنے رب کو دل آنکھوں سے تین سو ستر مرتبہ سے ظاہر ہے۔ کدورات بشری مثلاً حرص برا حسد اور کینے اور تکبر اور زیادہ کھانے اور غیبت خلق سے خراب اور مکدر نہ کرے۔ لا الٰہ الا اللہ ؛

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا رستہ نزدیک ہے۔ لیکن اس راہ کو طے کرنے والا عالی ہمت مرد ہونا چاہیئے۔ اور اسے صدق اور اخلاص سے اس راہ میں قدم رکھنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا وسیلہ ڈھونڈنا چاہیئے۔ اس وسیلے سے ابھی وہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا سا ہو جائے گا۔ جس طرح جاہل عالم کی صحبت سے متعلم ہو جاتا ہے۔ اور خوشنویس کی صحبت سے خوشنویس اور بدکار کی صحبت سے بدکار۔ اس طرح واصلوں کی صحبت سے واصل ہو جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہو اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس راہ کا اصول یہ ہے۔ کہ اخلاص ہو۔ اگر اخلاص نہ ہو گا۔ تو خواہ وہ سو سال تک مجاہدہ اور ریاضت کرتا رہے۔ اور کھانا پینا چھوڑ دے۔ اسے اس بارگاہ کی راہ اور یہ نعمت جو درویشوں کو حاصل ہوتی ہے۔ کبھی نہیں ملے گی۔ اس کی تمام کرامات استدراج ہوں گی۔ کوئی کامل شخص ہونا چاہیئے۔ جو کرامات اور استدراج میں تمیز کر سکے۔ استدراج تو شیطان کو بھی حاصل ہے۔ اگر ہزار چیزیں اسے کہیں تو وہ دکھا سکتا ہے۔ اور کرامات اولیاء کو حاصل ہوتی ہیں۔ شیطان اولیاء اللہ پر قابو نہیں پا سکتا۔ لیکن وہ جو راسخ العقیدہ نہیں۔ البتہ ان پر قابو پا سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے " فلا غوینھم اجمعین الا عبادک المخلصون " پس جو مخلص ہے۔ اسے حق تعالیٰ سے سروکار ہے۔ وہ شیطان سے اور شیطان اس سے بیزار ہے۔ اور شیطان کم فہموں اور نالائقوں کا یار ہے۔ اور ان کے ساتھ محرم اسرار ہے۔ وہ اسے یاد کرتا ہے۔ اور وہ انہیں یاد کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں ہمیشہ وسوسے اور تفرقے ڈالتا رہتا ہے۔ اور حضوری سے باز رکھتا ہے۔ اور اس قسم کا مجاہدہ

اور ریاضت جو بے اخلاص ہو بے فائدہ ہے۔ اخلاص کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ دل حضوری میں ہو اور اپنے تئیں سب سے ادنےٰ اور سب کو اپنے آپ سے اعلےٰ خیال کرے۔ اور ذکر الٰہی زیادہ کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کے بندوں کو دل کے ہاتھ اور زبان سے نہ ستائے اور سب کو للّٰہ دوست رکھے۔ اگر کسی وقت کسی پر ناراض ہو۔ تو محض اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ کہ اپنی نفسانی خواہشوں کے واسطے۔ کہ اس نے میری تعریف نہیں کی۔ یا اس نے مجھے گالی دی۔ یا میری حقارت کی۔ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت ہو۔ اس کے نزدیک مدح و مذمت یکساں ہیں۔ بلکہ تعریف میں نفس کی خوشی ہے۔ اور توہین میں نفس کی عاجزی اور شکستگی اور اسی میں روح کی خوشی ہے۔ اور درویشی اس طرح حاصل ہوتی ہے۔ لیکن عارف تعریف اور توہین دونوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے خیال کرتا ہے۔ نہ کسی سے خوش ہوتا ہے اور نہ کسی پر ناراض۔ جو جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ظہور میں آتا ہے۔ تو پھر ناراضگی کے کیا معنی ؟ لا الٰہ الا اللہ ؛

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص درویش ہونا چاہے اور جو کچھ درویشوں کو ملا ہے۔ حاصل کرنا چاہے تو اسے لازم ہے کہ جس راہ درویش چلے ہیں۔ اور جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ وہ بھی کرے تو کامل درویش ہو جائے گا۔ اور عارف اور صاحب سر ہو جائے گا۔ خواجگان چشت اہل بہشت کے صادق درویشوں کا طریق اخلاص باطنی اور ریاضت اور مجاہدہ ہے۔ جو مجاہدہ کرے۔ وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اور " انا جلیس من ذکرنی " اس نے مجھے یاد کیا میں اس کا ہمنشین ہوں اکا سر اس پر ظاہر ہو جاتا ہے ؛

قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اور بارہا مجھے از راہ عنایت فرمایا کرتے۔ کہ بابا بہاؤ الدین ناگوری! " انا جلیس من ذکرنی " کا بھید وہی شخص جانتا ہے۔ جو تنہا بیٹھے۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور دنیا اور مافیہا سے فارغ ہو کر ریاضت اور مجاہدہ کرے۔ پھر اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ " انا جلیس من ذکرنی " کے کیا معنی ہیں۔ ظاہر کو ہر شخص سمجھ جاتا ہے۔ لیکن میں تجھے بھید کی بات بتاتا ہوں۔ تو اس پر غور کرنا ؛

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جس روز قطب عالم سلطان العاشقین بدر السالکین، برہان العارفین، امام العالمین شیخ شہاب الدین عاشق پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یادِ الٰہی میں مشغول کیا۔ تو فرمایا کہ اے فرزند شائستہ! تجھے لازم ہے۔ کہ رات کی تاریکی اور دیو جن پری بھوت شیطان اور بجلی بارش اور آگ سے نہ ڈرے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر اور اپنے احوال پر ناظر جانے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں پر مکان کا مغالطہ پڑتا ہے۔ لیکن تو مکان نہ سمجھنا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مکان زمانے اور حلول سے پاک ہے۔ یہاں پر مراد اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رحمت سے ہے۔ مگر اسے عالم اور ناظر ضرور خیال رکھنا۔ کہ اللہ تعالیٰ تیرے احوال کو دیکھتا ہے۔ اور تیرے ظاہر اور پوشیدہ سارے کاموں سے واقف ہے۔ پس جب کہ اللہ تعالیٰ عالم حاضر اور ناظر ہو۔ تو پھر انسان کو ایسی مصیبتوں اور آفتوں سے کیا ڈر ہے۔ میں اپنے پیر کے حکم کے موافق متواتر بارہ سال تنگ و تاریک حجرے میں رات کے وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہا۔ ایک رات مینہ برس رہا تھا۔ اور رات بڑی سخت اندھیری تھی۔ اور بجلی چمک رہی تھی اور بادل گرج رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ابھی بجلی میرے حجرے میں آجائے گی۔ میں ڈر گیا تو آواز آئی کہ اے عماد الدین! مت ڈر! میں تیرے ساتھ ہوں۔ انا جلیس من ذکرنی" کا بھید ہے کہ رات دیکھ۔ اگرچہ تو ظاہرا آنکھوں سے ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن میں جو تیرا پروردگار ہوں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو میری یاد میں مشغول ہے۔ اور جو میری یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ میرا فضل و کرم اس کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور اسے کوئی تکلیف اور مصیبت نہیں پہنچتی ٭

پیر دستگیر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ نے قسم کھا کر فرمایا۔ کہ واللہ جب میں نے یہ غیبی آواز سنی۔ تو اللہ تعالیٰ کے غیر کا خوف میرے دل سے جاتا رہا ٭

پہلے سال تو میں کچھ کھانے اور پانی اور آدھ سیر سرکے سے افطار کرتا ٭

دوسرے سال دو طی اور بعض اوقات تین اور چار طی کے بعد ایک درم طعام کھاتا اور ایک دانگ کم ایک سیر سرکہ ٭

تیسرے سال چار یا پانچ طی کے بعد افطار کرتا اور ایک سیر سرکہ اور پہلے کی نسبت آدھا طعام یعنی دو دانگ کھاتا ٭

چوتھے سال طی کے بعد ایک سیر سرکہ اور ایک دانگ طعام اور تین لقمے بے نمک سبزی کے کھاتا ٭

پانچویں سال سرکہ چھوڑ دیا۔ اور نفس میرا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا۔ سات طی کے بعد تین لقمے سبزی کے بغیر نمک کے کھاتا ٭

چھٹے سال نو طی کے بعد تین لقمے کھاتا ٭

ساتویں سال گیارہ طی کے بعد دو لقمے سبزی کے کھاتا ٭

آٹھویں سال بیس طی کے بعد ایک لقمہ سبزی کا کھاتا ٭

نویں سال چالیس طی کے بعد ایک لقمہ سبزی کا کھاتا ٭

دسویں سال۔ گیارہویں سال اور بارہویں سال میں نے کچھ نہ کھایا۔ میری غذا ذکر الٰہی تھی ٭

اس بارہ سال کے عرصے میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ ظاہر بین جانتے ہیں کہ اہل مجاہدہ اور ریاضت بسبب نہ کھانے پینے کے کمزور ہو جاتے ہیں اور بغیر خوراک کے کس طرح زندہ رہتے ہیں۔ اہل مجاہدہ وہ اسرار دیکھتے ہیں کہ اگر عام لوگ اسے ایک دفعہ دیکھ لیں تو عمر بھر انہیں کھانے پینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ خاص لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے افطار کرتے ہیں۔ اگر وہ افطار نہ کریں۔ تو گنہگار ٹھہرتے ہیں۔ اس واسطے کہ حکم الٰہی ان کے لئے ہوتا ہے۔ کہ اے ہماری بارگاہ کے محبو! تم اللہ تعالیٰ کی دوستی کے صدقے افطار کرتے ہو۔ تم ہمارے مہمان ہو۔ تم اپنے واسطے افطار نہیں کرتے۔ پھر خاص لوگ افطار کرتے ہیں۔ درویشی کا مرتبہ کیا ہی بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر ایک دوست کو عنایت کرے ٭ آمین۔

پھر قطب الاولیاء شیخ عماد الدین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب ہم نے بارہ سال اسی طور پر یادِ الٰہی میں بسر کئے۔ تو پھر سلطان العاشقین والعارفین شیخ شہاب الدین عاشق علیہ الرحمۃ نے اپنے خادم شیخ رجب کو جو خود بھی ولی اللہ تھا فرمایا کہ اے رجب جا تو میرے مرید صادق شیخ عماد الدین کو ڈھونڈ کر لا۔ تاکہ میں اسے اپنی جگہ بٹھاؤں اور اپنا خلیفہ بناؤں۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی رہبری کرے۔ اور ظلمت کی راہ سے ان کی دستگیری کرے۔ اور راہ ہدایت انہیں دکھلائے۔ اور طالب کو مطلوب تک پہنچائے۔ اور محب کو محبوب سے ملائے۔ کیونکہ اس نے یہ راہ طے کر لی ہے۔ اور قربِ الٰہی کو پہنچ چکا ہے اور درویشی کے کام میں کامل ہو گیا ہے۔ اور درویشی عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کام ہے۔ اسے بلا لا تا کہ

ہمارے پیروں کے مقام پر بیٹھے۔ اور اس سے ہمارے پیروں کا چراغ قیامت تک روشن رہے
میں نے اللہ تعالیٰ سے التماس کی ہے۔ کہ عمادالدین کے مرید کامل پیر ہو جائیں۔ اور عشق کی
راہ میں مستقل رہیں۔ اور اپنے مطلب اور مقصد کو پہنچ جائیں۔ میں اس وقت تک بہشت میں
پاؤں نہ رکھوں گا۔ جب تک عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ کے سارے مرید بہشت میں داخل نہ ہو لینگے
اس واسطے کہ عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید میرے ہی مرید اور فرزند ہیں۔

شیخ رجب نے آکر شیخ عمادالدین قدس سرہٗ سے عرض کی۔ کہ شیخ شہاب الدین عاشق
رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بلاتے ہیں۔ آپ حجرے سے نکل کر جلدی روانہ ہوئے۔ اور جب شیخ شہاب الدین
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہنچے تو شیخ رجب نے عرض کی کہ آپ کے فرمان مطابق بندہ شیخ
عمادالدین رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لایا ہے۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لاؤ وہ ہمارا یار
بھی ہے۔ اور مرید اور محرم اسرار بھی ہے۔ آپ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور سر
شیخ صاحب کے گھٹنوں پر رکھ دیا۔ شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اے عمادالدین! تو نے
اپنے تئیں محبت اور عشق کی راہ میں جلایا ہے۔ اور اپنے وجود کا گوشت سکھا دیا ہے۔
تیرا کام سرانجام ہو گیا ہے۔ اور تو انشاء اللہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا۔ اور محبوب کا جمال دیکھے
گا۔ اور وصل کا شربت پئے گا۔ جو محنت کرتا ہے۔ خزانہ پاتا ہے۔ اور اپنے محبوب کا چہرہ دیکھتا
پھر سلطان العاشقینؒ نے شیخ رجب کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے رجب دیکھو میرے فرزند عمادالدین
نے اپنے آپ کو کس طرح جلایا ہے۔ اور کیا کچھ بنا لیا ہے۔ اور کس طرح اب آراستہ ہے۔
بیشک عاشق سنورنے کے لئے اپنے تئیں جلاتے ہیں۔ تا کہ محبوب کی نظر میں عمدہ معلوم ہوں
مثل مشہور ہے کہ لوہا ہی جلایا جاتا ہے۔ کہ ملتا ہے۔ اور کوئی سی اچھی چیز بنا ملے
الحمد للہ علیٰ نعمائہ والائہ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ
محمد وآلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭

تمت بالخیر

محبوب الٰہی کیم اکتوبر ۱۹۷۰ء

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل اللہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان
+923321717717
pdf by